صنفِ نازک کی اصلاح پر بے مثل بیانات کا مجموعہ

محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
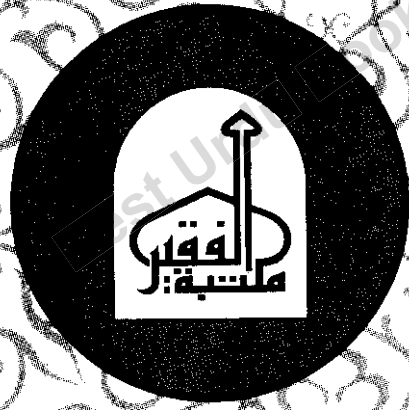
مثالی عورت

ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

www.Tasawwuf.org
0300-9652292,03228669680
0335-7873390,03101702690
E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

نام کتاب — مثالی عورت

از افادات — حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مد ظلہ

پروف ریڈنگ و تخریج — دار التصنیف معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

اشاعت اول — فروری 2017ء

تعداد — 2200

ناشر

223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

www.Tasawwuf.org
0300-9652292,03228669680
0335-7873390,03101702690
E-Mail : Alfaqeerfsd@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
Besturdu Books

فہرست مضامین

مثالی بہو 41

مثالی بیوی 89

مثالی ساس 149

پیش لفظ

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو رہبانیت کی تعلیم نہیں دی، یعنی ان کو وصلِ باری تعالیٰ کے حصول کے لیے مخلوقِ خدا سے بالکل منقطع ہو کر جنگلوں اور غاروں میں زندگی گزارنا نہیں سکھایا، بلکہ اس کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ تم انہی گلی کوچوں اور بازاروں میں رہتے ہوئے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی اہتمام کر لو تو تم اپنے رب کو پالو گے۔

دیکھیے! اللہ رب العزت نے انسانوں کے مابین مختلف رشتے بنائے ہیں: بعض رشتے خون کی وجہ سے ہوتے ہیں، مثلاً: ماں اور بیٹی کا رشتہ، بہن اور بھائی کا رشتہ...... بعض رشتے ازدواجی زندگی کے نتیجے میں سامنے آتے ہیں، مثلاً: بیوی اور خاوند کا رشتہ، ساس اور بہو کا رشتہ...... اور ایک رشتہ علم کی وجہ سے بھی ہوتا ہے، چنانچہ اس رشتے میں منسلک خواتین کو معلمہ اور طالبہ کہا جاتا ہے۔ بنی نوع انسان میں سے ہر کوئی مذکورہ بالا رشتوں میں سے کسی نہ کسی رشتے سے ضرور منسلک ہوتا ہے۔ ان رشتہ داروں کے کچھ حقوق انسان پر عائد ہوتے ہیں، وہ ''حقوق العباد'' کہلاتے ہیں۔

سب سے پہلے ہے ماں اور بیٹی کا رشتہ۔ شریعت مطہرہ نے ماں اور بیٹی میں سے ہر ایک کے حقوق دوسرے پر لازم کیے ہیں۔ پھر ایک ماں کی اولاد ہونے کی حیثیت سے بہن بھائیوں کے بھی ایک دوسرے پر حقوق آتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کے نتیجے میں جو رشتے وجود میں آتے ہیں، ان میں سے ایک رشتہ بیوی اور خاوند کا ہے، شریعت نے بیوی پر خاوند کے کچھ حقوق لازم کیے ہیں۔ دوسرا رشتہ ساس اور بہو کا ہے، جس طرح ساس کو شریعت نے ماں کا رتبہ دیا ہے اسی طرح بہو کو بھی بیٹی کی مانند قرار دیا ہے اور ساس پر اس کے بھی چند حقوق عائد کیے ہیں۔

تعلیم و تعلّم کا رشتہ بھی بہت سارے حقوق کا متقاضی ہے۔ طالبہ پر معلّمہ کے اور معلّمہ پر طالبہ کے حقوق بھی شریعت نے متعین فرمائے ہیں۔

مندرجہ بالا مختلف رشتوں کے حوالے سے ہماری بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، ان رشتوں کی نزاکتیں ہیں، ان کو نبھانے اور پائیدار بنانے کے بہت سے اصول ہیں۔ زیرِ نظر کتاب 2015ء زیمبیا میں منعقدہ اعتکاف کے دوران مستورات کے لیے حضرت جی دامت برکاتہم العالیہ کے بیانات کا مجموعہ ہے، جس میں یہ تمام حقوق مکمل تفصیل کے ساتھ، نصوصِ قرآنی، سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ماخوذ نکات، خوبصورت مثالوں، دلچسپ واقعات اور سائنسی تجربات کی روشنی میں عام فہم اور دلچسپ پیرائے میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

اللہ رب العزت کی مدد و نصرت سے کمپوزنگ، تخریج، ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے مراحل سے گزر کر پائے تکمیل کو پہنچی ہے اور ''مکتبۃ الفقیر'' کی کاوش کے نتیجے میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اُمت کے ہر فرد کے لیے نفع کا باعث بنائے اور ہم سب کو حضرت جی دامت برکاتہم العالیہ کے فیض سے مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین!!

اَلرَّاجِیْ اِلٰی عَفْوِ رَبِّهٖ الْکَرِیْم

فقیر سیف اللہ احمد نقشبندی مجددی

مثالی بیٹی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾﴾

[الشوریٰ:۴۹]

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

چند ابتدائی باتیں:

یہ عاجز اس حوالے سے کافی عرصہ فکر مند رہا کہ اس سال رمضان المبارک میں اعتکاف کے دوران مستورات کے لیے کس عنوان کا انتخاب کیا جائے؟ پھر دل میں خیال آیا کہ عورت کی زندگی کے مختلف مراحل ہیں، اُن کو سمجھایا جائے کہ ہر Stage (سطح) میں وہ ایک بہترین عورت کیسے بن سکتی ہے؟ مثلاً: بہترین بیٹی کیسے بن سکتی ہے؟

بہترین شاگردہ کیسے بن سکتی ہے؟ پھر شادی کے بعد بہترین بیوی کیسے بن سکتی ہے؟ پھر بہترین بہو کیسے بن سکتی ہے؟ بہترین ماں کیسے بن سکتی ہے؟ بہترین ساس کیسے بن سکتی ہے؟ اور اللہ کی بہترین بندی کیسے بن سکتی ہے؟ یعنی انسانی زندگی میں جتنے مراحل آتے ہیں اُن میں اس کو یہ رہبری اور رہنمائی دی جائے کہ وہ اپنی زندگی کو بہترین کیسے بنا سکتی ہے؟ اس لیے ہم نے مارکیٹ میں کتابیں دیکھیں تو دو چار کتابیں ''مثالی میاں بیوی'' کے عنوان پر ملیں، لیکن جب اُن کو پڑھا تو اُن میں اتنا زیادہ مواد نہیں تھا، نہ ہی اتنی زیادہ معلومات تھیں کہ ان کو پڑھ کر انسان درجہ بدرجہ اپنی زندگی کو بہتر بنا سکے۔ ان عنوانات کے مواد کو ڈھونڈنے میں ہمیں کافی محنت کرنی پڑی۔ ہم نے اس کو دینی نقطۂ نظر سے بھی جاننا چاہا اور پھر اس وقت کی جدید سائنسی تحقیق کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ کتاب میں جہاں بھی کہا جائے گا کہ Research (تحقیق) سے یہ بات ثابت ہے تو اس سے مراد ہارورڈ یونیورسٹی، یونیورسٹی آف میشیگن، یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، یا نیو یارک یونیورسٹی، یا پینسلوینیا یونیورسٹی کی Research (تحقیق)، یعنی دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں کی جو Research ہے وہ بتائی جائے گی۔ اُمید ہے کہ خواتین اس کتاب کو توجہ کے ساتھ پڑھیں گی اور اِن سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گی۔ پھر دل میں خیال آیا کہ جس طرح عورتوں کو رہبری کی ضرورت ہے اسی طرح مردوں کو بھی تو ضرورت ہے، لہٰذا کچھ بیانات اسی موضوع پر مردوں کے لیے بھی ہوں گے، تاکہ یہ کتاب جس طرح عورتوں کے لیے فائدہ مند ہو اسی طرح مردوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے نوجوان بچوں، خاوندوں اور بھائیوں کو یہ کتاب پڑھنے کے لیے ضرور دیں۔

عورت کے حقوق کے معاملے میں دین اسلام کا دوسرے مذاہب سے موازنہ:

عورت کے حقوق کے معاملے میں اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو بہت اُونچ نیچ دیکھنے میں آئی ہے۔ کئی ایسے بھی معاشرے گزرے ہیں کہ جہاں لوگوں نے عورت کو اتنا سر پر چڑھایا کہ عورت کی عبادت ہی شروع کر دی، اس کے بت بنا کر رکھ دیے۔ اور ایسا بھی وقت آیا کہ عورت کو اتنا ذلیل کیا گیا کہ اس کے وجود کو بھی برداشت نہ کیا گیا۔ چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لائے تو عرب لوگوں کے ماحول میں بیٹی کا پیدا ہونا ایک بری بات سمجھی جاتی تھی۔ جس کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی تھی وہ چھوٹی سی معصوم بچی کو زمین میں زندہ دفن کر دیا کرتا تھا۔ کتنی حیوانیت کی بات ہے کہ ایک معصوم بچی کو زمین کے اندر زندہ دفن کر دیا کرتے تھے! گھر میں بیٹی کے نام کو برداشت نہیں کیا جاتا تھا۔ مکہ مکرمہ کے باہر قبرستان تھا جس میں ایسی بچیوں کو دفن کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمایا:

﴿وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝﴾ [التکویر: ۸-۹]

''اور جس بچی کو زندہ قبر میں گاڑ دیا گیا تھا، اس سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا؟''

اب ایک ایسا معاشرہ جس میں بیٹی کا وجود بھی برداشت نہ کیا جا سکتا ہو اس میں بیٹی کے حقوق کی بات کرنا یا بیٹی سے محبت پیار سے پیش آنے کی بات کرنا ایک بہت مشکل کام تھا، مگر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹیوں پر احسان فرمایا اور لوگوں کو ان کے حقوق بتائے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
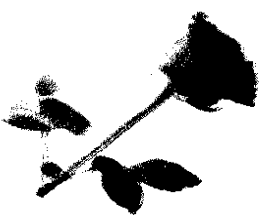
''جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ اُن کی اچھی تربیت کر کے اُن کو اَدب سکھائے اور پھر بالغ ہونے پر اُن کی شادی کر دے اور اُن کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔'' [سنن ابی داود، حدیث:۵۱۴۹]

اس معاشرے میں بیٹی کو عزت اللہ کے حبیب ﷺ نے دلوائی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی آئے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے حبیب! میں نے اپنی زندگی میں بہت بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اسلام لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔'' یہ سن کر اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر کہنے لگے: ''اے اللہ کے حبیب! اس گناہ کو بتاتے ہوئے بھی مجھے اِس وقت ندامت ہو رہی ہے کہ میں انسان تھا یا حیوان تھا۔ میں نے یہ گناہ کر کیسے لیا؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اُسے سمجھایا کہ اسلام سے پہلے کے جتنے بھی گناہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر وہ صحابی کہنے لگے: ''اے اللہ کے حبیب! ہمارا معاشرہ ایسا تھا کہ گھر کے اندر ہم بیٹی کے وجود کو پسند ہی نہیں کیا کرتے تھے۔ جس کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی تھی وہ چھوٹی سی معصوم بچی کو زمین کے اندر زندہ دفن کر دیا کرتا تھا۔ میرا بھی یہی ذہن تھا۔ ایک مرتبہ میری بیوی حاملہ تھی اور میں تجارتی سفر کے لیے کہیں چلا گیا۔ جب واپس آیا تو پتہ چلا کہ بیوی حمل سے فارغ ہو چکی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے ہاں کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ بیٹی کی ولادت ہوئی تھی اور میں نے بیٹی کو ٹھکانے لگا دیا۔ میں مطمئن ہو گیا کہ چلو قصہ تمام ہو گیا، مگر حقیقت یہ تھی کہ میری بیوی نے اپنی بیٹی کو اپنی بہن کے ہاں دور بھیج دیا تھا۔

اس زمانے میں چونکہ اتنی آمد و رفت عام نہیں تھی، مہینوں اور سالوں کے بعد رشتہ دار

ایک دوسرے کو ملتے تھے، تو صحیح خبر کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ چنانچہ یہ بچی میری بیوی کی بہن کے گھر پلتی رہی، حتیٰ کہ یہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگئی۔ کبھی وہ بہن میری بیوی کو ملنے کے لیے آتی تو یہ بچی بھی ساتھ ہوتی۔ میں اُسے اپنی سالی کی بیٹی ہی سمجھتا رہا۔ اب چھوٹی بچی جب گھر میں آتی تو کبھی مجھ سے بات کرتی، کبھی مجھے دیکھتی، کبھی ہنستی مسکراتی، تو مجھے اچھی لگتی۔ میں اس چھوٹی سی بچی کے ساتھ محبت سے پیش آتا، حتیٰ کہ چند مرتبہ آنے کے بعد مجھے اس بچی کے ساتھ ایک تعلق سا محسوس ہونے لگا۔ وہ میرے ساتھ محبت کا اظہار کرتی، میں اُسے اپنی گود میں بٹھاتا، اُس سے کھیلتا اور بات چیت کرتا۔ جب میری بیوی نے دیکھا کہ اس بچی کے ساتھ میری محبت کا رشتہ مضبوط ہوگیا ہے تو ایک دن اس نے یہ راز کھول دیا کہ یہ میری بہن کی بیٹی نہیں، یہ تو میری بیٹی ہے۔ میں نے اِسے اپنی بہن کے ہاں بھیج دیا تھا۔ دیکھیں! ہماری بیٹی کتنی خوبصورت ہے، کتنی پیاری ہے، کتنی معصوم باتیں کرتی ہے! میں نے بیوی کی بات تو سن لی، لیکن میرے اندر جو حیوانیت تھی وہ بیدار ہوگئی اور میں نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ میں اس لڑکی کو زندہ دفن کردوں گا۔

فرماتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے ایک کام کے لیے جانا ہے اور میں بچی کو ساتھ لے جاؤں گا۔ اس نے کہا: بہت اچھا! لے جاؤ۔ میں نے اس چھوٹی بچی کو اپنے ساتھ لیا اور میں نے راستے میں ایک کدال خریدا اور شہر سے باہر جا کر ایک جگہ میں نے گڑھا کھودنا شروع کردیا۔ میں گڑھا کھود رہا تھا اور وہ چھوٹی بچی میرے پاس کھڑی تھی۔ تھوڑی سی مٹی میرے کپڑوں پر گری تو بچی نے اس مٹی کو جھاڑا اور کہنے لگی: آپ کے کپڑوں پر مٹی پڑ رہی ہے۔ مگر اس بچی کی اِن معصوم باتوں کا میرے اوپر کوئی اثر نہیں ہوا۔ میں گڑھا کھودتا رہا، کھودتا رہا، حتیٰ کہ جب میں نے گڑھا

کھود لیا تو میں نے بچی کو زبردستی پکڑا اور اس گڑھے کے اندر پھینک دیا۔ پھر میں نے اس کے اوپر مٹی ڈالنا شروع کر دی۔ وہ بچی رونے لگی۔ اس نے مجھے پکارا کہ میرے بالوں میں مٹی پڑ رہی ہے، میری آنکھوں میں مٹی پڑ رہی ہے، مگر میرے اُوپر ایسی حیوانیت سوار تھی کہ میں نے اس بچی کی آواز کا ذرا خیال نہ کیا اور میں مٹی ڈالتا رہا، ڈالتا رہا، حتیٰ کے وہ بچی زندہ دفن ہوگئی اور اس کی آواز آنا بند ہوگئی۔ جب میں نے اس کو زمین میں دفن کر لیا تو واپس گھر آ گیا اور بیوی کو بتا دیا۔ بیوی بے چاری کیا کہہ سکتی تھی؟ وہ یہ سن کر خاموش ہوگئی۔

اے اللہ کے حبیب! ایک زندگی کا وقت وہ بھی تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زندہ بیٹی کو دفن کیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور آپ نے آ کر ہمیں انسانیت سکھائی، دین سکھایا اور آپ نے ہمیں چھوٹے بچوں کے ساتھ پیار اور محبت سے رہنا سکھایا۔ اب یہ بیٹی جو میں نے اُٹھائی ہوئی ہے یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے، میری اپنی کوئی بیٹی نہیں ہے، لیکن اب ہمارے دلوں میں چھوٹے بچوں کے ساتھ اتنی محبت ہے کہ میں اپنے بھائی کی بیٹی کو بھی اُٹھاتا ہوں اور اس سے پیار کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت کے پیارے حبیب ﷺ نے سمجھایا کہ بیٹی کا وجود اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔

[بحوالہ بکھرے موتی]

عام طور پر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ بیٹے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور بیٹی کی پیدائش پر اُن کے چہروں پر سیاہی آ جاتی ہے۔ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ضرور ہے کہ

...... بیٹے کی پیدائش پر ماں باپ کو زیادہ تحفظ محسوس ہوتا ہے کہ ایک لڑکا پیدا ہو گیا، یہ بڑا

ہوگا تو کاروبار کرے گا، نوکری کرے گا، کمائے گا اور گھر کے افراد کے ساتھ تعاون کرے گا۔ اور بیٹی پیدا ہوتی ہے تو عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ پہلے نمبر تو یہ بچی کاروبار نہیں کرسکتی اور اگر کرے بھی سہی تب بھی اس کی حفاظت کا ساری زندگی مردوں کو ہی خیال رکھنا پڑے گا۔

......پھر بیٹے کے پیدا ہونے سے انسان کی نسل آگے چلتی ہے، نام آگے چلتا ہے، اور بیٹی تو کسی دوسرے کے گھر کی زینت بنتی ہے۔

اس لیے لوگ بیٹے کی پیدائش پر زیادہ خوش ہوتے ہیں اور بیٹی کی پیدائش پر کم خوش ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح بیٹے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے، بیٹی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ ہماری شریعت اتنی خوبصورت ہے کہ حکم دیا گیا کہ جب کسی کے ہاں بیٹی یا بیٹا پیدا ہو تو وہ ساتویں دن عقیقہ کرے۔ یہ اللہ کے شکر کا اظہار ہے کہ اللہ! آپ نے ہمیں ایک نعمت سے نوازا ہے۔ یعنی خوشی کا اظہار تو بیٹی اور بیٹے دونوں کی ولادت پر ہونا چاہیے۔

مثالی بیٹی کی چند صفات

جو ماں باپ نیک ہوتے ہیں وہ اپنی بیٹیوں کو ہمیشہ بہت محبت پیار سے پالتے ہیں، اُن کی تعلیم کا خیال کرتے ہیں، اُن کی اچھی تربیت کرتے ہیں اور اُن کو آداب سکھاتے ہیں۔ اسی لیے بیٹی کے اندر چند صفات کا ہونا بہت ضروری ہے:

۱......حیا اور پاکدامنی:

سب سے پہلی صفت عورت کے اندر حیا اور پاکدامنی کا ہونا ہے۔ حدیث شریف

میں ہے:

((اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِیْمَانِ.)) [صحیح بخاری، حدیث:۹]

''حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔''

دین اسلام نے حیا کو بہت پسند کیا ہے۔ حیا سے مراد یہ ہے کہ بچی کے اندر ایسی صفات ہونی چاہییں کہ وہ غیر محرم مرد سے بات چیت نہ کرے اور اگر کرنی بھی پڑے تو اُس کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں اور اُس کے اندر شرم ہو۔ یہ حیا ایک نہ نظر آنے والا لباس ہے۔ جیسے کسی کے جسم پر لباس ہو تو وہ دوسرے سے محفوظ ہوتا ہے، اسی طرح یہ حیا کا لباس نظر تو نہیں آتا، مگر حیا کی وجہ سے عورت غیر مرد سے محفوظ ہوتی ہے۔ اس لیے بچیوں کو حیا کی تعلیم دینی چاہیے۔

آج کل کفر کے معاشرے میں حیا کو ایک بیماری سمجھا جاتا ہے۔ کفر کے ماحول میں لڑکی کو کہا جاتا ہے کہ تم غیر مرد سے بات کرو تو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو۔ یہ انتہائی بری بات ہے۔ اسی وجہ سے لڑکی کے اندر سے شرم و حیا تو ختم ہو ہی جاتی ہے، مگر ساتھ ساتھ پھر کردار کی ساری خرابیاں بھی اس لڑکی میں آجاتی ہیں۔ مرد بگڑتا ہے تو تھوڑا بگاڑ ہوتا ہے، مگر جب عورت بگڑتی ہے تو زیادہ بگاڑ ہوتا ہے۔ چنانچہ جس بچی کے اندر شرم و حیا نہ ہو وہ اکیلی نہیں بگڑتی، بلکہ اپنے ساتھ درجنوں مردوں کی زندگی بھی بگاڑتی ہے۔

قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیوں کا تذکرہ ہے۔ شعیب علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تھے، اُن کی صرف بیٹیاں ہی تھیں۔ تو جب گھر میں بیٹا نہ ہو تو کام بیٹیوں کو ہی سنبھالنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی بیٹیاں اپنی بکریوں کو چرانے کے لیے جاتی تھیں اور کنویں پر اُن کو پانی پلا کر واپس لے جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین پہنچے تو

اُنہوں نے بستی کے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے بکریوں کو پانی پلایا اور پھر اُس کنویں کے اُوپر پتھر کی ایک چٹان رکھ دی، تا کہ کوئی اور اس پانی کو استعمال نہ کر سکے۔ وہ دو بچیاں جب اپنی بکریوں کو لے کر آئیں تو اُن کے اندر تو اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ چٹان کو ہٹا سکیں اور بکریوں کو پانی پلا سکیں، لہٰذا جو کچھ بچا کھچا پانی تھا اُنہوں نے اپنی بکریوں کو پلا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا تو اُنہوں نے اس چٹان کو ہٹا دیا اور اُن بچیوں کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ بچیاں جب گھر گئیں تو انہوں نے اپنے والد کو جا کر یہ بات سنائی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اُن میں سے ایک بیٹی کو بھیجا کہ جاؤ! اس آدمی کو بلا کر لاؤ۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿فَجَآءَتْهُ إِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ﴾ [القصص: ۲۵]

''تھوڑی دیر بعد اُن دونوں عورتوں میں سے ایک اُن کے پاس شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔''

اُن میں سے ایک بچی جو آئی تھی وہ اتنی باحیا تھی کہ اس کے چلنے سے بھی حیا ظاہر ہوتی تھی، وہ ایسی باحیا بیٹی تھی۔

معلوم ہوا کہ حیا کی صفت اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے۔ چنانچہ جس کے ہاں بیٹی ہو اُسے چاہیے کہ اس بچی کو یہ سمجھائیں کہ بیٹیوں کے اندر حیا زیادہ ہونی چاہیے، اس کو پاکدامنی کی زندگی کی ترغیب دینی چاہیے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیا:

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو خاتونِ جنت بنیں، اُن کے اندر اتنی حیا تھی کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ عورت کے لیے کیا چیز
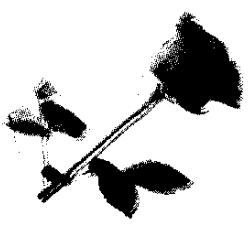
بہتر ہے؟ تمام صحابہ خاموش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام کے لیے اُٹھ کر گھر آئے اور انہوں نے آکر یہ سوال سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا: جو نہ خود کسی غیر محرم مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر محرم مرد اُس کو دیکھ سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جواب دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا: فاطمہ تو میرے دل کا ٹکڑا ہے۔[جامع الاحادیث، حدیث:۳۲۹۰۶]

ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہا: اسماء! مرنے کے بعد نہلانے کا جو یہ طریقہ ہے کہ جسم سے کپڑے ہٹا دیتے ہیں، مجھے وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے افریقہ کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ وہ میت کو غسل دیتے ہوئے اس کے اوپر کپڑا ڈالتے ہیں اور پھر غسل دیتے ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ طریقہ بہت اچھا ہے! میں وصیت کرتی ہوں کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے تم نہلانا، تمہیں پانی بھرنے کی مدد علی رضی اللہ عنہ دیں گے، چونکہ وہ میرے شوہر ہیں، تم دو کے علاوہ کوئی اور اس جگہ پر نہ ہو۔ چنانچہ جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ پانی بھر کر لائے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ان کو غسل دیا۔ اس موقع پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آئیں تو اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کو اُن کی وصیت کے بارے میں بتایا۔ وہ بھی کہنے لگیں کہ ہاں! ہم ان کی وصیت کا احترام کریں گے، لہٰذا اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں نہیں آئیں۔ یہ خاتونِ جنت کی میت تھی جس کو کفن دیا گیا۔ پھر ان کی وصیت تھی کہ میرا جنازہ رات کے وقت نکلے، تا کہ کسی کو میرا جنازہ دیکھ کر پتہ نہ چلے کہ جسمانیت کیسی تھی؟[اسد الغابۃ]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیا:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لاڈلی بیٹی تھیں اور اللہ رب العزت نے اُن کو ایسی حیا دی تھی کہ اُن کی پاکیزگی کا اندازہ لگانا ہو تو اس بات سے لگائیں کہ ان کا نکاح اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ اور اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ﴾[النور:۲۶]

''اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لائق ہیں، اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لائق ہیں۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی کا اندازہ لگانا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزگی کا تصوّر کیجیے۔ چنانچہ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ جب کفار اور منافقین نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے کی کوشش کی، مگر اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ان کی پاکدامنی کی گواہی دے دی۔

سیدنا یوسف علیہ السلام پر بہتان لگا تو اللہ نے بچے سے گواہی دلوائی، بی بی مریم علیہا السلام پر بہتان لگا تو تب بھی اللہ نے چھوٹے بچے سے گواہی دلوائی، لیکن جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفیقۂ حیات پر بہتان لگا تو اللہ نے کسی مخلوق سے گواہی نہیں دلوائی، بلکہ وحی کے ذریعے خود گواہی دی۔

بی بی مریم علیہا السلام کی حیا:

بی بی مریم علیہا السلام کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ جب وہ جوان العمر ہو گئیں اور گھر میں زندگی گزارنے لگیں تو ایک دن انہوں نے غسل کرنے کے لیے گھر کی مشرقی

جانب پانی کا انتظام کیا، تا کہ غسل کر سکیں۔ اس وقت جب وہ پردے کے اندر تھیں تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو ایک بھرپور مرد کی شکل میں بھیجا۔ جب بی بی مریم علیہا السلام نے اچانک ایک مرد کو دیکھا تو کہنے لگیں کہ میں تو اللہ کی پناہ مانگتی ہوں:

﴿قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ⑱﴾ [مریم:۱۸]

''مریم نے کہا: میں تم سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تم میں خدا کا خوف ہے (تو یہاں سے ہٹ جاؤ)۔''

بی بی مریم علیہا السلام کوئی آج کے دور کی بگڑی ہوئی بیگم نہیں تھی کہ غیر محرم مرد کو دیکھتی تو مسکراہٹ سے استقبال کرتی، وہ پاکیزہ زندگی گزارنے والی پاکدامن عورت تھیں۔ چنانچہ وہ گھبرا گئیں کہ ایسے وقت میں ایک غیر مرد کہاں سے آ گیا؟ جبرائیل علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بی بی مریم علیہا السلام گھبرا گئی ہیں تو انہوں نے کہا:

﴿قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ⑲﴾ [مریم:۱۹]

''[فرشتے نے] کہا: میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں (اور اس لیے آیا ہوں) تا کہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔''

اب بی بی مریم علیہا السلام مطمئن ہونے کے بجائے مزید گھبرا گئیں کہ ایک تو مرد کو میں نے دیکھا اور دوسرا وہ مرد کہتا ہے کہ تمہارا بیٹا ہوگا اور بیٹا تو ہو نہیں سکتا، چونکہ بیٹے کا کوئی سبب موجود نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا:

﴿قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ⑳﴾

[مریم:۲۰]

''[مریم نے] کہا: میرے لڑکا کیسے ہو جائے گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے

اور نہ میں کوئی بدکار عورت ہوں؟''

بی بی مریم علیہا السلام جانتی تھیں کہ بچے ہونے کے سبب دو ہی ہوتے ہیں: یا تو نکاح کی وجہ سے یا پھر زنا کی وجہ سے بچہ ہوتا ہے، اور یہ دونوں اسباب موجود نہیں تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟ نہ تو میں نے نکاح کیا اور نہ میں نے زنا کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے جب یہ سنا تو انہوں نے کہا:

﴿كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾﴾ [مریم:۲۱]

''' ایسے ہی ہوجائے گا۔ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لیے ایک معمولی بات ہے۔ اور ہم یہ کام اس لیے کریں گے، تاکہ اس لڑکے کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت کا مظاہرہ کریں۔ اور یہ بات پوری طرح طے ہوچکی ہے۔''

یہ ''كَذٰلِكِ'' کا لفظ بی بی مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کے اُوپر ایک مہر ہے، جو قرآن نے لگا دی کہ ہاں بی بی مریم! آپ جو کہہ رہی ہیں بالکل سچ کہہ رہی ہیں۔ یہ لفظ بی بی مریم علیہا السلام کی شان بیان کرتا ہے۔ اللہ ایسی بیٹیاں ہر کسی کو عطا فرمائے جو ایسی پاکدامنی کی زندگی گزاریں کہ اللہ کے فرشتے بھی ان کی پاکدامنی کی گواہی دیں......!

......نیکی کا شوق:

دوسری صفت بچی کے اندر نیکی کا شوق پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ چھوٹی بچی کی شروع ہی سے تربیت ایسی کرنی چاہیے کہ اس کے اندر عبادت کا شوق بھر جائے۔

……خدمت کا جذبہ:

پھر اس بچی میں خدمت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عبادت کے ذریعے سے جنت دینی ہے اور عورتوں کو خدمت کے ذریعے سے جنت دینی ہے۔

چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ.))

[مسند احمد، حدیث:۱۶۶۱]

''جب عورت پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عفت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اس سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا: تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔''

بچیوں کے اندر خدمت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ چھوٹی بچیوں کے اندر فطری طور پر ہی یہ جذبہ موجود ہوتا ہے، بس اس کو تھوڑا درست سمت کی طرف رہنمائی کرنی پڑتی ہے۔

کئی مرتبہ میں گھر میں ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ (میری پوتی) حنانہ میرے پاس آتی ہے اور کہتی ہے: دادا ابو! میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں؟۔ چھوٹی سی بچی جس کی عمر چار یا پانچ سال ہے، اس کو بھی یہ پتا ہے کہ مجھے مدد کرنی ہے اور مجھے کام کرنے ہیں، لہٰذا میں جو ایک دو گھنٹے بیٹھ کر مطالعہ کرتا ہوں یا کوئی مضمون لکھتا ہوں تو اس دوران وہ باقاعدہ میرے پاس رہتی ہے اور میرے چھوٹے موٹے کام کرتی رہتی ہے۔

......استقامت:

پھر بچیوں کو اِستقامت سکھانی چاہیے کہ حالات کی اُونچ نیچ جیسی بھی ہو وہ نیکی کے اُوپر جمی رہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے کام کاج خود کرتی تھیں، حتیٰ کہ اُن کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے۔

......زُہد فی الدنیا:

پھر ایک چیز بچیوں کو اور سکھانی چاہیے، جس کو کہتے ہیں: زُہد فی الدنیا۔ یہ صفت اُن میں پیدا کرنا ضروری ہے، ورنہ بچی جب دنیا کی چمک دمک کو دیکھتی ہے تو پھر اسی میں گم ہو جاتی ہے۔ فطری طور پر اس کے دل میں سونے چاندی کی اور مال کی محبت ہوتی ہے۔ کسی بھی عورت کو اگر کہیں کہ ہم آپ کے جسم میں کیل گاڑیں گے تو وہ پریشان ہو جائے گی کہ میرے جسم میں کیل ٹھونکے جائیں گے، لیکن آپ اگر کہیں کہ ہم سونے کی کیل اُن ٹھونکیں گے تو وہ کہے گی: پھر ٹھیک ہے۔ یہ اس لیے کہ فطری طور پر اس کے اندر سونے چاندی کی محبت ہوتی ہے۔

......تعلیم کا خیال:

بچی کی تعلیم کا بہت خیال رکھنا چاہیے، تاکہ وہ بچی پڑھ لکھ کر سمجھدار بن کر زندگی گزار سکے۔ شریعت نے کہا کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ اس پر بعض عورتوں کو بہت غصہ آتا ہے کہ ہمیں ناقص العقل کیوں کہا گیا؟ بھئی! اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ ناقص العقل سے مراد یہ نہیں کہ اُن کے پاس ذہن نہیں ہوتا یا دماغ نہیں ہوتا، بلکہ اُن کے پاس بہت ذہن ہوتا ہے، بہت عقل ہوتی ہے، اس لیے ایک بھائی اور ایک بہن مل کر قرآن حفظ
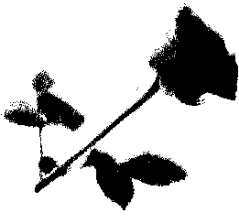
کرنا شروع کریں تو ہمارا تجربہ ہے کہ بہن پہلے مکمل کر لیتی ہے اور بھائی بعد میں مکمل کرتا ہے، کیونکہ بھائی کے اندر لا پرواہی ہوتی ہے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ عورتیں بہت ذہین ہوتی ہیں، مگر اُن کے اندر ایک کمزوری ہوتی ہے کہ وہ جذبات کے اندر بہہ جاتی ہیں، جذباتی طور پر Blackmail (دھمکیوں سے خوفزدہ) ہو جاتی ہیں، اُن کی قوتِ فیصلہ بہت کمزور ہوتی ہے، وہ ہمیشہ جذباتی فیصلے کرتی ہیں اور اُلٹے سیدھے فیصلے کر جاتی ہیں۔ اسی لیے شریعت نے کہا کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ عورتیں خود بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ واقعی ہمارے فیصلے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یہ اگر کسی سے خوش ہوتی ہیں تو ان کا دل چاہتا ہے کہ ساری دنیا میں اور کوئی نہ ہو، بس ایک یہ انسان ہو، جو زمین کے اُوپر چل رہا ہو، اور اگر اسی سے تھوڑی دیر میں خفا ہوں گی تو کہیں گی کہ بس یہ بندہ میرے سامنے زمین کے اندر دفن ہو جائے، مجھ سے اس کا وجود برداشت نہیں ہوتا۔

تو یہ جذباتی فیصلے ہیں، جس کی وجہ سے ان کو ناقص العقل کہا گیا، ورنہ بچیاں پڑھائی لکھائی میں بہت سمجھدار ہوتی ہیں، اچھے گریڈ لیتی ہیں، ڈاکٹر بنتی ہیں، انجینئر بنتی ہیں، عالمہ بنتی ہیں، ان کی ذہانت سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

......غمگساری:

پھر بچی کے اندر غمگساری کی صفت کو پیدا کرنا چاہیے، تاکہ وہ دوسرں کے غم میں ان کے ساتھ شریک ہو۔ ماں، بہن، بھائی، شوہر سب کے غم کو اپنا غم سمجھے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق اگر کوئی بچی چاہتی ہے کہ وہ اچھی بیٹی بنے تو ماہر نفسیات کہتے ہیں کہ:

"Make a list of thing you are doing to please your parents."

''لڑکی کو چاہیے کہ ایک فہرست بنائے کہ وہ اپنے ماں باپ کو خوش کرنے کے لیے کیا کر

کر رہی ہے؟''

اس طرح اس کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کچھ کر رہی ہے یا کچھ بھی نہیں کر رہی۔

......کام کاج میں گھر والوں کی مدد:

پھر کئی مرتبہ بچی جب بڑی ہوتی ہے تو اُسے بھائی کے ساتھ کوئی مسئلہ یا ماں کے ساتھ کوئی مسئلہ بھی ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ ایسے مسئلے کو جلدی حل کر لیا جائے۔ بچی کو چاہیے کہ گھر کے جتنے بھی افراد ہیں اُن کے ساتھ زیادہ وقت گزارے، گھر کے کاموں میں مدد کرے۔ کھانے بنانے میں، گھر کی صفائی میں، کپڑوں کے دھونے میں، استری کرنے میں اپنی ماں کی مدد کرے، یعنی جو گھر کے روزمرہ کے کام ہوتے ہیں اُن کو کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرے۔

......اپنی صحت کا خیال:

بیٹی کو یہ بھی چاہیے کہ اپنا خیال رکھے، صاف ستھری رہے، صاف ستھرے کپڑے پہنے۔ اپنے آپ کو اس طرح بالکل نظر انداز کر دینا کہ بالوں میں کنگھی نہیں کی، کپڑے نہیں بدلے، جسم سے بو آ رہی ہے، تو اس سے ماں باپ سمجھتے ہیں کہ شاید ہماری بیٹی بیمار ہوگئی ہے، پھر ماں باپ پریشان ہوتے ہیں، لہٰذا یہ بھی بچی کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہائے، صاف ستھرے کپڑے پہنے، اپنا خیال رکھے، تاکہ اس کے ماں باپ اس سے خوش رہیں کہ ہماری بچی متوازن زندگی گزار رہی ہے۔ کنواری بچی کو اگر بننا سنورنا بھی ہو تو اس کو بہت ہلکا میک اَپ کرنا چاہیے، اتنا ہلکا کہ دیکھنے والوں کو پتہ بھی نہ چلے۔ اس کو Neutral makeup (ہلکا پھلکا بناؤ سنگھار) کہتے ہیں، نوجوان بچیوں کے لیے یہ
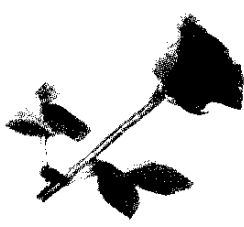
زیادہ مناسب رہتا ہے۔

❁......گھر کی بات گھر میں ہی رکھیں:

"Listen when your parents want to say something."

''جب ماں باپ کوئی بات کہیں تو بچی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو توجہ کے ساتھ سنے۔''

پھر بچیوں کے ذمے جو کام لگے وہ محنت سے اس کام کو کریں، مثلاً: ماں باپ نے سکول بھیجا تو وہاں اچھے گریڈ لینے کی کوشش کریں۔ اگر گھر کے اندر کوئی مسئلہ ہو تو بیٹی کو چاہیے کہ وہ اس مسئلے کے بارے میں ماں باپ کے ساتھ گفتگو کرے، اپنی دوستوں کے ساتھ اس بارے میں بات چیت نہ کرے۔ نوجوان بچیاں یہ غلطی کرتی ہیں کہ اپنے گھر کے معاملات کے بارے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ گفتگو کرتی ہیں، جس کی وجہ سے بگاڑ اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

❁......سچائی اور دیانتداری:

پھر بچی کی ذمہ داری یہ بھی ہوتی ہے کہ:

"Always tell the truth."

''ہمیشہ سچ بولیں۔''

بچی کو ماں باپ کے ساتھ دیانتدار ہونا چاہیے اور ہمیشہ ماں باپ کے سامنے سچ بولنا چاہیے۔ جو بچی ماں باپ کے سامنے جھوٹ بولنا شروع کرتی ہے یہ اس کے بگاڑ کا پہلا قدم ہوتا ہے، لہٰذا جو بھی بات ہو اپنے ماں باپ کے سامنے ہمیشہ سچ بات کردینی چاہیے۔

❁......والدین کی عزت اور اُن پر اعتماد:

"Always trust and respect your parents."

''ہمیشہ اپنے والدین پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اُن کی عزت بھی کرنی چاہیے۔''

......ہمارے والدین، ہماری پہلی ترجیح:

"Prioritise your Parents over other tasks."

''اپنے ماں باپ کو باقی کاموں پر ترجیح دینی چاہیے۔''

اگر بچی کسی وجہ سے پریشان ہے تو اُس کو چاہیے کہ وہ اپنی حالت اپنے ماں باپ کو بتائے اور جب اس کی حالت ٹھیک ہو جاتی ہے تو وہ ماں باپ کو بتا دے کہ اب میں ٹھیک ہوں۔

......تحفے تحائف دینا:

پھر نوجوان بچی کو چاہیے کہ جیسے ماں باپ بیٹی کے لیے تحائف لاتے ہیں اسی طرح بچی بھی چھوٹے چھوٹے تحفے اپنے ماں باپ اور اپنی بہنوں وغیرہ کو دے، اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اور محبت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔

......والدین کے رشتہ داروں سے اچھے تعلقات:

نوجوان بیٹی کو چاہیے کہ اپنے دادا دادی اور نانا نانی کو فون کرتی رہے، اس سے بھی اس کے اپنے ماں باپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

......والدین سے مشورہ:

زندگی کے جتنے بڑے مسائل ہیں بچی کو چاہیے کہ ان میں کبھی خود فیصلہ نہ کرے، بلکہ ہمیشہ اپنے ماں باپ کے ساتھ مل کر فیصلہ کرے۔

......اچھی یادوں کا تذکرہ:

پھر جوان بیٹی کو چاہیے کہ اپنے بچپن کی باتیں اور بچپن کی یادیں وقتاً فوقتاً بیان کرتی

رہے۔ ماں باپ ایسی یادوں کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔

......گھر داری کے اُصول:

"She should learn house keeping from her mother."

''اس کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں سے گھر داری کی باتیں سیکھے۔''

انسان کو کام خود بخود نہیں آتا، کوئی سکھاتا ہے تو پھر کام کرنا آتا ہے، اسی طرح جو اچھے کھانے پکانے کا ہنر ہے وہ بھی اپنی امی سے سیکھے۔

......سہیلیوں کا والدین سے تعارف:

بیٹی اپنی تمام سہیلیوں کا تعارف اپنی والدہ سے ضرور کروائے، تاکہ والدہ کو پتہ چلے کہ اس کی سہیلیاں کون کون ہیں؟ اور کیسی ہیں؟ ہم نے دیکھا ہے کہ جوان لڑکے لڑکیاں اپنے دوستوں کا تعارف اپنے والدین سے کرواتے ہوئے حجاب محسوس کرتے ہیں، ان کو یہ کام مشکل محسوس ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نئی نسل ہیں اور ہمارے ماں باپ تو پُرانے زمانے کے لوگ ہیں، ہم اُن کا تعارف کیا کروائیں؟

چنانچہ ایک صاحب اسکول ٹیچر تھے۔ ایک دن اُن کے والد گاؤں سے اُن کو ملنے اسکول آ گئے۔ اب ٹیچر صاحب نے دُور سے دیکھ لیا کہ میرے والد صاحب آئے ہیں۔ انہوں نے تہہ بند باندھا ہوا تھا...... اور شہر کے ماحول میں تہہ بند باندھنا ذرا عجیب سا لگتا تھا!...... اس لیے ٹیچر صاحب کو بُرا محسوس ہوا کہ اس حالت میں میرے والد صاحب آئیں گے تو کلاس کے لڑکے کیا کہیں گے کہ استاد صاحب کتنے نچلے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں؟ چنانچہ جب اُن کے والد صاحب کلاس میں آئے تو ٹیچر نے لڑکوں کو پہلے ہی بتا دیا کہ میرے والد کے دوست آئے ہیں اور میں اُن سے ملنے لگا ہوں۔ اللہ کی شان

کہ اُن کی یہ بات اُن کے والد نے سن لی کہ اس نے میرا تعارف یہ کروایا ہے کہ میرے والد کے دوست ملنے کے لیے آئے ہیں...... والد صاحب بھی جرأت والے تھے...... اُنہوں نے کلاس کے بچوں سے کہا: بچو! یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں، مگر میں ان کے والد کا دوست نہیں ہوں، بلکہ ان کی والدہ کا دوست ہوں۔

ماں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے کے چند بہترین اُصول:

کبھی کبھی بڑی عمر کی بچی اور ماں کے درمیان کا تعلق بہت خراب ہو جاتا ہے تو:

"Ten Steps to Improving Mother Daughter Relationship

''ماں بیٹی کے تعلقات بہتر بنانے والے دس اُصول ہیں:''

1 ...... جب بھی ماں بیٹی کا رشتہ خراب ہو، مناسبت اچھی نہ ہو تو:

"Make the first move your self."

بیٹی کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں سے اپنا تعلق ٹھیک کرنے میں پہل کرے، وہ خود ماں کو منائے۔ ماں کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ بیٹی کو منائے، بلکہ بیٹی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی والدہ کو خوش کرے۔

2 ...... پھر:

"Don't expect her to change."

یہ ذہن میں مت رکھیں کہ والدہ تبدیل ہوں گی۔ والدہ کا جو برتاؤ ہے وہ تو وہی رہے گا، لیکن بیٹی کو بدلنا پڑے گا۔

3 ...... پھر تیسرا اُصول یہ ہے:

"Have Realistic Expectation from your Mother."

''ماں سے حقیقت پسندانہ توقعات رکھیں۔''

نمبر 4 ...... چوتھا اُصول:

"Never Break Communication with Mother."

کوئی بھی صورتِ حال ہو بیٹی کو اپنی ماں سے بات چیت کبھی بھی بند نہیں کرنی چاہیے۔ بدترین حالات میں بھی بیٹی کی ماں سے بات چیت رہنی چاہیے۔

نمبر 5 ...... پانچواں اُصول:

"Be Active Listener."

بیٹی کو چاہیے کہ ماں باپ کی باتوں کو توجہ کے ساتھ سنے۔

نمبر 6 ...... چھٹا اُصول:

"Repair Damage Quickly."

اگر کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے تو اس کو بہت جلدی ٹھیک کر لینا چاہیے۔

نمبر 7 ...... پھر بیٹی کو چاہیے کہ وہ سوچے کہ ماں اسے ایسا کیوں کہہ رہی ہے؟

"Put yourself in her shoes."

اپنے آپ کو اس کی جگہ پر تصوّر کر کے سوچیں تو بات سمجھ آئے گی کہ والدہ یہ بات کیوں کر رہی ہے؟

نمبر 8 ...... پھر بیٹی کے اندر ایک صفت یہ ہونی چاہیے:

"Learn to forgive."

اگر کسی نے نظر انداز کر دیا یا کوئی ایسی بات کر دی کہ جس سے تکلیف ہوئی ہے تو ہمیشہ معاف کرنا سیکھے۔

نمبر 9 ...... ماں بیٹی کا تعلق جس بات سے خراب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بات چیت کے دوران یہ بچیاں ہمیشہ پرانی باتیں نکال لاتی ہیں۔ اس کو کہتے ہیں: ''گڑھے مُردے

اُکھاڑنا۔''

میاں بیوی کے معاملے میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ جب میاں بیوی میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو تو جس دن شادی ہوتی ہے اس دن سے عورت بات شروع کرتی ہے کہ جب رخصتی ہوئی تھی اس وقت تمہاری ماں نے یہ کیا تھا، تمہاری بہن نے یہ کیا تھا اور اس وقت ایسے ہوا تھا۔ انسان کو چاہیے کہ یہ سوچے کہ جو ہو گیا سو ہو گیا، اس پر مٹی ڈالو۔ اب صرف موجودہ بات کرے۔ عورت کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ پرانی باتوں کو ضرور درمیان میں لے کر آتی ہے۔

10 ......دسواں اُصول:

"Don't bring a third party to resolve your problems."

''بیٹی کو چاہیے کہ اپنے مسئلے کو حل کرنے کے لیے کسی تیسرے بندے کو درمیان میں مت لائے۔''

اپنا رشتہ اپنے ماں باپ کے ساتھ، بہن بھائیوں کے ساتھ خود ٹھیک رکھے، اس میں کسی تیسرے بندے کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارا تجربہ ہے کہ بیٹیاں ماں باپ کی سب سے زیادہ ہمدرد ہوتی ہیں اور ساری زندگی کے لیے بہترین دوست ہوتی ہیں۔ بیٹے شاید اپنے ماں باپ سے اتنی محبت نہیں کرتے ہوں گے جتنی محبت بیٹیاں کرتی ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ روٹیاں بنائیں۔ جب وہ اپنی روٹی کھا رہی تھیں تو دل میں خیال آیا کہ میں تو روٹی کھا رہی ہوں، پتہ نہیں ابا حضور کو کچھ کھانے کو ملا، یا نہیں، تو اُنہوں نے آدھی روٹی کھائی اور آدھی روٹی بچائی، کپڑے میں لپیٹی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استقبال کیا اور پوچھا: بیٹا! کیسے آئیں؟ عرض کیا:

ابا حضور! میں آپ کے لیے روٹی کا ٹکڑا لے کر آئی ہوں، مجھے خیال آیا کہ پتہ نہیں آپ نے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس میں سے ایک لقمہ لے کر اپنے منہ میں ڈالا اور فرمایا: ''فاطمہ! قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! آج تین دن گزر گئے میرے منہ میں روٹی کا کوئی لقمہ نہیں گیا۔

[سیرت حلبیۃ: ۳/۴۵۱]

تو یہ بیٹی تھی جس کے دل نے اس بات کو محسوس کیا اور اس نے اپنے باپ کے غم کو پہچان لیا۔

ایک بیٹی کی بے مثال وفاداری:

ایک نوجوان کی شادی ہوئی۔ شادی کی تقریب کسی دوسرے شہر میں تھی، لہٰذا گھر واپس بہت دیر سے پہنچے۔ سفر میں ہی اُن کی پوری رات گزر چکی تھی۔ اب جب یہ اپنے گھر پہنچے تو عام طور پر نوجوان تو یہی سمجھتے ہیں کہ شادی کی پہلی رات میاں بیوی کی آپس میں محبت پیار کی رات ہوتی ہے، لہٰذا نوجوان نے اپنی بیوی سے کہا کہ رات تو ساری گزر گئی، اب صبح آٹھ بجے کے قریب لوگ ہمارے گھر آنا شروع ہو جائیں گے، مگر ہم صبح آٹھ بجے کے بجائے دس بجے اُٹھیں گے۔ اگر کسی ملنے والے نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو تب بھی ہم دروازہ نہیں کھولیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم بس یہ وقت ایک دوسرے کے ساتھ ہی گزاریں۔ چونکہ خاوند نے یہ کہا، لہٰذا بیوی خاموش ہوگئی۔ اب روٹین کے حساب سے جب صبح آٹھ بجے تو لڑکے کا والد دروازے پر آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ کمرے میں کیمرہ لگا ہوا تھا اور سکرین پر وہ دونوں میاں بیوی دیکھ رہے تھے کہ والد کھڑا گھنٹی بجا رہا ہے۔ بیٹے نے والد کو دیکھا تو بیوی سے کہا: تم فکر نہ کرو،

میرے پاس لیٹی رہو، ہم دروازہ نہیں کھولیں گے۔ دس بجے ہی ہم دروازہ کھولیں گے۔ چنانچہ والد نے چند مرتبہ دروازہ کھٹکھٹایا اور پھر وہ چلا گیا۔

اللہ کی شان دیکھیں کہ تھوڑا وقت اور گزرا تو لڑکی کا باپ دروازے پر آ گیا۔ جب اس نے گھنٹی بجائی تو لڑکی نے سکرین کو دیکھا اور اس نے محسوس کیا کہ میرا والد میرے دروازے پر کھڑا ہے۔ اب چونکہ خاوند نے منع کر دیا تھا، اس لیے وہ دروازہ تو نہیں کھول سکتی تھی، مگر اُسے یہ بھی برا لگ رہا تھا کہ میرا والد دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے اور میں دروازہ نہیں کھول رہی۔ چنانچہ وہ خاموش رہی اور اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ جب خاوند نے دیکھا کہ میری بیوی کی آنکھوں سے آنسو گر رہے ہیں تو اس نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ وہ کہنے لگی: میں تصوّر نہیں کر سکتی کہ میرے والد میرے دروازے پر آئیں اور میں اُن کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔ خاوند نے جب دیکھا کہ میری بیوی غمزدہ ہے تو اس نے کہا: اچھا جاؤ! دروازہ کھول دو۔ تو بیٹی نے والد کے لیے دروازہ کھول دیا۔

اللہ کی شان کہ ان میاں بیوی کو اللہ نے تین بیٹے عطا کیے۔ ہر دفعہ جب بیٹا ہوتا تو یہ خاوند سو بندوں کے لیے دعوت کا انتظام کرتا اور بہت خوشی کے ساتھ عقیقہ کرتا۔ چوتھے نمبر پر اُن کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ جب بیٹی کا عقیقہ ہونا تھا تو اس باپ نے سو بندوں کے بجائے دوسو بندوں کو دعوت پر بلایا اور بہت زیادہ خرچہ کیا۔ کھانے بھی بہت اچھے تیار کروائے۔ اس کی خوشی اور خرچے کو دیکھ کر بیوی نے اس سے کہا: آپ کے تین بیٹے ہوئے، ہر مرتبہ آپ نے سوسو بندوں کو بلا کر دعوت کی، مگر اب جب آپ کی بیٹی ہوئی ہے تو آپ نے دوسو بندوں کو بلایا، کھانے بھی بہت اچھے بنوائے اور خرچ بھی بڑے کھلے دل سے
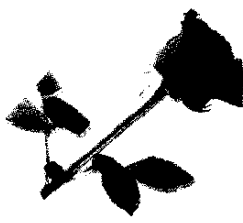
کرر ہے ہیں، کیا وجہ ہے؟ کیا آپ کو بیٹی کے پیدا ہونے کی زیادہ خوشی ہوئی ہے؟ خاوند نے جواب دیا: ہاں! مجھے بیٹی کے پیدا ہونے کی بہت خوشی ہے، کیونکہ:

"She is the one who will open the door for me."

''بیٹے دروازہ نہیں کھولیں گے، مگر بیٹی بڑھاپے میں میرے لیے دروازہ ضرور کھولے گی۔''

اللہ تعالیٰ ہماری بیٹیوں کو نیکی پر استقامت عطا فرمائے اور انہیں اپنی مقبول بندیوں میں شامل فرمائے۔ آمین

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾
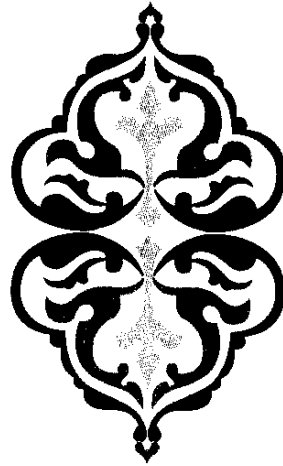
مثالی بہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ ط﴾[المائدۃ:۷۵]

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آج کا عنوان ہے: ''مثالی بہو''۔ یہ کافی مشکل عنوان ہے اور اس پہ بات کرنا کافی مشکل کام ہے۔ تاہم اس موضوع کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے یہ بات ذہن میں رکھیے کہ بہو اور ساس کا تعلق دو عورتوں کا تعلق ہے۔ شریعت نے یہ جو عورت کے بارے میں کہا کہ یہ ناقص العقل ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورت پاگل ہوتی ہے، بہت Brain (دماغ) ہوتا ہے، سمجھدار ہوتی ہے، پڑھ لکھ جاتی ہے، دنیا کی بڑی سے بڑی ڈگری حاصل کر لیتی ہے۔ اللہ نے اس کو Trillions of brain cells (اربوں

دماغی خلیے) دیے ہوئے ہیں۔ بس ایک بات ہے کہ اس کے جذبات اس کی سوچ پر غالب آجاتے ہیں، جذباتی طور پر جلدی Blackmail (دباؤ میں) ہوجاتی ہے، جس وجہ سے شریعت نے کہا کہ اس کی عقل ناقص ہوتی ہے۔ اب یہ دونوں ناقص العقل ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ آپس میں مسئلے مسائل زیادہ ہی ہوں گے۔

Studies (مطالعے) سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عورت اپنی زندگی میں سب سے زیادہ محبت عورت سے کرتی ہے۔ نہ اتنی محبت اُسے خاوند سے ہوتی ہے، نہ بچوں سے ہوتی ہے اور نہ بھائی سے ہوتی ہے۔ عورت اگر سب سے گہری محبت کرے گی تو وہ عورت سے ہی کرے گی، چاہے اپنی بہن سے کرے، چاہے اپنی والدہ سے کرے، چاہے اپنی کسی کلاس فیلو سے کرے، اپنی شاگردہ سے کرے یا اپنی ٹیچر سے کرے۔ اور یہ بات بھی حقیقت ہے کہ عورت کی سب سے زیادہ نفرت بھی عورت ہی سے ہوتی ہے۔ اگر ایک عورت کو اس کا خاوند طلاق دے دے تو وہ خاوند کی بات تو کرے گی، مگر دل سے اس سے نفرت نہیں کرے گی۔ گو کہ اس نے صدمہ دیا، اس نے زندگی کو خراب کر دیا، مگر بات کرتے ہوئے دل میں پھر بھی کچھ نہ کچھ اس کا تعلق محسوس کرے گی، لیکن اگر کسی سے نفرت کرے گی تو وہ عورت ہی ہوگی۔

ہم نے اپنے گھر میں دیکھا ہے کہ حنانہ چھوٹی سے بچی ہے، وہ اپنی دادی سے ایسی محبت کرتی ہے کہ جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اللہ اکبر کبیرا......! کئی مرتبہ میں سوچتا ہوں کہ کیا کوئی بچہ کسی بڑے کے ساتھ اتنی محبت کر سکتا ہے؟

ساس اور بہو کے درمیان اختلافات کی وجوہات:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر بہو اور ساس میں کیوں اختلاف ہوتا ہے؟ تو اس کی کچھ

وجوہات ہیں:

◆ پہلی وجہ: یہ ہوتی ہے کہ ان کے Role (کردار) تبدیل ہورہے ہوتے ہیں، شادی سے پہلے لڑکا پورا کا پورا اپنی ماں کے ساتھ Attach (تعلق) ہوتا ہے، اسی کے ماتحت ہوتا ہے، اسی کے مشورے قبول کرتا ہے اور ماں کا حکم چلتا ہے۔اب جب شادی ہوگئی تو بیوی کا ایک Factor (فرد) اور درمیان میں آگیا کہ اب خاوند کو بیوی سے بھی پیار کرنا ہے، بیوی کا بھی مشورہ قبول کرنا ہے، بیوی سے بھی محبت پیار سے رہنا ہے، تو ساس یہ محسوس کرتی ہے کہ میرا بیٹا مجھ سے دُور ہورہا ہے اور بہو یہ محسوس کرتی ہے کہ جب اِس سے میری شادی ہوگئی تو یہ تو اَب میرا ہے۔اب ماں کو کیا ضرورت ہے کہ اس کو اپنے ساتھ Attach رکھے؟ چنانچہ بہو کے جذبات اور ہوتے ہیں اور ساس کے جذبات اور ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے اُن کے درمیان اختلافات شروع ہوجاتے ہیں۔

◆ دوسری وجہ: پھر Competing for primary position in family اگر اکٹھے رہ رہے ہیں تو گھر میں بات کس کی چلے گی؟ مشورہ کس کا چلے گا؟ فائنل حکم کس کا چلے گا؟ اس پر بھی کھینچا تانی ہوتی ہے۔ بہو چاہتی ہے کہ میری بات کو وزن دیا جائے اور ساس کہتی ہے کہ گھر تو میرے بیٹے کا ہے، تو یہاں پر میری بات چلے گی، تو یہ بات بھی اختلاف کی وجہ بنتی ہے۔

◆ تیسری وجہ: پھر بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ ساس ہر چھوٹی چھوٹی بات میں مداخلت کرتی ہیں۔اس کو ہر بات میں دوسرے کو نصیحت کرنے کا مرض ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک بیماری ہے۔ چنانچہ بہو کو ہر چھوٹی چھوٹی بات پر وہ نصیحت کرے گی اور وہ یہ نہیں سمجھے گی کہ میں اپنی طرف سے تو اس کو مشورہ دے رہی ہوں، مگر اس کو میرا مشورہ
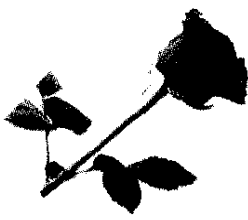
بوجھ لگ رہا ہے، وہ اس سے تنگ ہو رہی ہے، اور یہ چیز بہو اور ساس کے درمیان Equation (توازن) کو خراب کر دیتی ہے۔

چوتھی وجہ: کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے High Expectations (بڑی بڑی اُمیدیں) ہوتی ہیں۔ جب کوئی ایک اُن اُمیدوں پر پوری نہیں اُترتی تو یہ بات اختلاف کا باعث بن جاتی ہے۔

پانچویں وجہ: کئی مرتبہ اس بات پر بھی آپس میں کھینچا تانی ہوتی ہے کہ بیوی چاہتی ہے کہ خاوند سارا کا سارا مجھ سے ہی محبت کرے اور ماں چاہتی ہے کہ نہیں! جیسے شادی سے پہلے سارا کا سارا بیٹا میرا ہی تھا، یہ اسی طرح رہے، اور یہ چیزیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بدمزگی کا سبب بن جاتی ہیں۔ کئی جگہوں پر ہم نے دیکھا کہ سسرال والوں کی مداخلت بہت زیادہ ہوتی ہے، یہ چیز اچھی نہیں ہے۔ شریعت نے کچھ حدود مقرر کی ہیں، اگر ہم اس کے مطابق زندگی گزاریں گے تو زندگی اچھی گزرے گی۔

سسرال والوں کو اس بات کا احترام کرنا چاہیے کہ جس لڑکی کو نکاح کے بعد وہ آدمی لے کر آیا ہے وہ بھی کسی کی بیٹی ہے، وہ اُن کے بیٹے کا گھر آباد کرنے کے لیے عزت والے گھر سے چل کر آئی ہے۔ یہ اگر اس بچی کو عزت دیں گے تو وہ ان کی عزت کرے گی۔ اور کئی جگہوں پر تو ہم نے دیکھا کہ جہاں دین زیادہ نہیں ہوتا وہاں تو فیملی کے اندر Grouping up (گروپ بندی) شروع ہو جاتی ہے اور Full family war (گھریلو جنگ) شروع ہو جاتی ہے۔ شادی کیا ہوئی ایک جنگ شروع ہو گئی! جو بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے، حتیٰ کہ جو پوتے پوتیاں ہوتے ہیں اُن کو بھی اس کا حصہ بنا دیا جاتا ہے۔ ماں بچوں کو سمجھاتی ہے کہ تم نے دادی سے نہیں ملنا، تم نے فلاں نہیں کرنا۔

بہو کی اقسام:

اس پر بہت Research(تحقیق) کی گئی کہ بہو کی کتنی قسمیں ہیں؟

"Six types of daughter in law."

بہو چھ طرح کی ہوتی ہے:

پہلی قسم......Who runs at yes aunty mode: اس کو کہتے ہیں: ''مدر اِن لا پلیزر'' یہ ایک ایسی بہو ہوتی ہے کہ اپنی ساس کو خوش رکھنا بس اس کی زندگی کا مقصد ہو جاتا ہے، لہٰذا وہ ہر کام آنٹی کے کہنے پر کرتی ہے، Yes Aunty Mode میں وہ زندگی گزارتی ہے۔

دوسری قسم......: دوسری بہو وہ ہوتی ہے کہ جس کو اس کا خاوند کہہ دیتا ہے کہ تم نے میری امی کو خوش رکھنا ہے۔ اس طرح وہ اپنی ساس کو خوش رکھنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اگر اس کے دل کو دیکھیں تو ساس کے خلاف اس میں Volcano (لاوا) کی طرح آگ بھری ہوتی ہے، مگر اُوپر اُوپر سے خاوند کے کہنے پر یہ اپنی ساس کو خوش رکھتی ہے، تاکہ گھر کا ماحول اچھا رہے، مگر اس کے دل میں بہت زیادہ نفرت ہوتی ہے، دشمنی ہوتی ہے۔

ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک جگہ پر چار لڑکیاں تھیں، ان میں سے تین غیر شادی شدہ تھیں اور ایک شادی شدہ تھی، اور وہ کسی ادارے میں Language (زبان) سیکھنے کے لیے آئی تھیں۔ ایک دن شادی کے موضوع پر بات ہو رہی تھی تو اُن کی ٹیچر نے اُن سے ایک سوال پوچھ لیا کہ:

"What you will do if you miss you mother in law?"
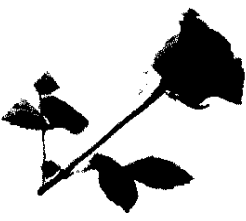
یعنی اگر آپ اپنی ساس کو مس کریں تو کیا کریں گی؟ تو پہلی غیر شادی شدہ لڑکی نے جواب دیا کہ میں اس کو ایک محبت بھرا خط لکھوں گی، اس میں ساس کو بتاؤں گی کہ میں اس کو کتنا یاد کر رہی ہوں۔ دوسری نے جواب دیا کہ میں اس کو ایک بہت خوبصورت سا کارڈ بھیجوں گی اور اس کارڈ پر خوبصورت سا لکھا ہوا ہوگا

"Mother in law I miss u."

تیسری نے کہا کہ میں اس کو پھولوں کا گلدستہ بھیجوں گی اور اس کو لکھوں گی:

"I miss you."

چوتھی لڑکی چونکہ شادی شدہ تھی تو ٹیچر نے اس سے پوچھا:

"What will you do if you miss your mother in law?"

اس نے کہا:

"I will reload my gun and try again."

تیسری قسم......Conflict daughter in law: یہ بچیاں Strong willed personality کی مالک ہوتی ہیں اور یہ اپنی زندگی کو اچھی طرح Manage کر لیتی ہیں۔ وہ ساس کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھتی ہیں، مگر اِس دوران وہ اپنی زندگی کی حقیقتوں کو بھی نہیں بھولتیں۔ عام طور پر ایسی بہو کی زندگی کامیاب گزرتی ہے۔

چوتھی قسم......Transformer: ہے۔ لفظ تو عجیب سا ہے، مگر اِس کو نام یہی دیا گیا ہے۔ یہ وہ بہو ہوتی ہے کہ جو ساس کی کڑوی کسیلی برداشت کرتی ہے اور خاموش رہتی ہے اور اپنا وقت گزارتی ہے اور انتظار کرتی ہے کہ اس کے بچے بڑے ہو جائیں اور اس کی گھر میں پوزیشن مضبوط ہو جائے اور خاوند اس کے ساتھ اچھی طرح قریب ہو جائے۔ جب یہ

mature عمر میں آجاتی ہے اور بچے بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور خاوند اس سے دور بھی نہیں رہ سکتا تو اس وقت یہ پھر اپنی ساس سے گن گن کر بدلے لیتی ہے۔

پانچویں قسم......Indifferent daughter in law: یہ وہ ہوتی ہے کہ جس کو اپنی تعلیم پر ناز ہوتا ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ میرا خاوند میری مٹھی میں ہے۔

"She is involved in herself and does not like interacting with husbands family."

وہ خاوند کو اپنے ساتھ مصروف رکھتی ہے اور خاوند کی فیملی کے ساتھ میل جول کرنا پسند نہیں کرتی۔

چھٹی قسم......Bully daughter in law: یہ گھر میں تو رہتی ہے، مگر اپنی ساس کے بارے میں جانتی ہے کہ وہ اتنی لکھی پڑھی نہیں یا اتنی ذہین نہیں، تو یہ اس کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر طنز کرتی رہتی ہے، باتیں کرتی رہتی ہے، سناتی رہتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ ساس کا اپنے بیٹے کے ساتھ زیادہ رابطہ ہی نہ ہو اور پوتے پوتیوں کے ساتھ تو بالکل ہی رابطہ نہ ہو۔ اور بعض اوقات اپنے خاوند کے سامنے بھی اس کی ماں کے بارے میں یہ Comments پاس کر دیتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں:

"Bully daughter in law."

بہو کے لیے سنہری اُصول

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس تعلق کو بہتر کیسے کیا جا سکتا ہے؟ تو اس کے لیے چند بڑے اہم اصول بیان کیے جاتے ہیں، جو واقعی زندگی میں کام آتے ہیں۔
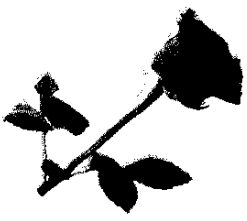
پہلا اصول:

"Have a clean slate attitude, forgive and forget."

ہمیشہ دل صاف رکھنا چاہیے۔ دل میں کینہ رکھنا، بغض رکھنا، ضد اور اَنا اور دشمنی رکھنا، یہ چیز انسان کو اللہ کی نظر سے گرا دیتی ہے۔ اچھا انسان وہ ہوتا ہے جو اپنے دل کو صاف رکھے۔ چنانچہ ساس اور بہو کے تعلق کو بہتر بنانے کے لیے سب سے پہلا نکتہ یہ ہے کہ اپنے دل کو صاف رکھیں۔ اگر کوئی اُونچ نیچ ہو بھی جائے تو اس کو بھول جائیں اور ایک دوسرے کو معاف کر دیں۔

دوسرا اُصول:

پھر ایک اور چیز جو تعلق کو بہت زیادہ نقصان دیتی ہے، وہ ہے چیزوں کو Assume (غلط فہمی) کر لینا۔ اور عورتیں یہ غلطی ضرور کرتی ہیں۔ اگر بیٹا اپنی امی کو ملنے کے لیے چلا جائے تو بیوی بہت ساری چیزوں کو assume کرے گی۔ اسی طرح میاں بیوی آپس میں مل کر زندگی گزار رہے ہیں تو ساس کچھ چیزوں کو assume کرے گی۔ بھئی! اگر کسی چیز میں کوئی شک ہے تو اس کو خود بات کر کے دور کر لینا چاہیے۔ Clarify کر لینا چاہیے۔ انسان کو سب سے پہلے غلط فہمی ہوتی ہے، پھر غلط فہمی، بدگمانی بنتی ہے اور بدگمانی، دشمنی کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔

تیسرا اُصول:

ساس اور بہو کو اپنا تعلق اچھا کرنے کے لیے ہمیشہ یہ سوچنا چاہیے کہ دوسرے کے اندر اگر برائیاں ہے تو اچھائیاں بھی ضرور ہوں گی۔ دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں کہ جس

میں صرف برائیاں ہوں اور اچھائی کوئی بھی نہ ہو۔ ہر بہو کے اندر کچھ اچھائیاں ہوں گی اور ہر ساس کے اندر بھی اچھائیاں ہوں گی۔ تو اگر ہم مثبت سوچ رکھیں اور اچھائیوں کو سامنے رکھیں تو پھر ان کے ساتھ تعلق کو بہتر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حدیث پاک سے بھی ثابت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ.))

''کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے بغض نہ رکھے، اگر اس کا ایک فعل اچھا نہیں تو دوسرا فعل اُس کو پسند ہوگا۔'' [صحیح مسلم، حدیث: ۱۴۶۹]

بھئی! اگر آپ کو بیوی کے اندر کچھ ناپسند باتیں نظر آتی ہیں تو کچھ پسندیدہ باتیں بھی تو ہوں گی، اِن پسندیدہ باتوں کو سامنے رکھو اور آپس میں اُلفت و محبت کی زندگی گزارو۔ ہم انسان ہیں، فرشتے نہیں ہیں۔ کمزوریاں اور خامیاں ہر انسان کے اندر ہیں، لہٰذا اچھائیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ اچھی زندگی گزارنی چاہیے، تاکہ ہم اپنے رب کو راضی کر لیں۔

چوتھا اُصول:

"Don't say unpleasant words with your tongue."

دل میں اگر کچھ بات ہے بھی تو زبان سے جب انسان کوئی لفظ بول دیتا ہے تو پھر وہ ایک کھلی جنگ بن جاتی ہے۔ اس لیے اپنی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں کہنا چاہیے جو ساس کو کڑوا لگے۔

"Right words at the right time are like diamonds."

''صحیح موقع پر صحیح لفظ کا استعمال کرنا ہیرے اور موتی کے مانند ہوتا ہے (اور اس کی بڑی
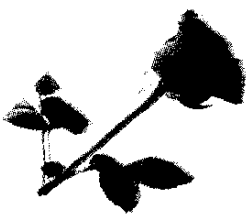
قیمت ہوتی ہے)۔"

پانچواں اُصول:

تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ Exchange the Gift of Love کرنے چاہییں۔ ساس اپنی بہو کو تحفہ دے اور بہو اپنی ساس کو تحفہ دے، اس سے بھی محبت بڑھتی ہے۔

چھٹا اُصول:

پھر ایک اور Point (نکتہ) ہے کہ بہو کو چاہیے کہ اگر وہ کہیں دور رہتی ہے تو اپنی ساس کو فون کرتی رہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنا فون کرے؟ تو ہفتے میں کم از کم ایک دفعہ کرے۔ یہ تو limit ہے۔ اتنا تو لازماً فون کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی روزانہ فون کر کے بات کرے تو یہ بھی اچھا ہے، مگر فون پر رابطہ ضروری ہوتا ہے۔

ساتواں اُصول:

پھر ایک اور Point (نکتہ) ہے: Give compliments by looks کہ ساس سے بات چیت کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھیں اور مسکرائیں۔ کھلے چہرے کے ساتھ اگر بات کریں گی تو ساس کے دل میں بھی محبت آئے گی۔

آٹھواں اُصول:

پھر بہو کو چاہیے کہ وہ اپنی ساس کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ بیوی کو اپنا شوہر بانٹنا نہیں پڑ رہا، بلکہ ماں کو اپنا بیٹا بانٹنا پڑ رہا ہے، لہٰذا بہو کو چاہیے کہ ساس کے

ساتھ ہمدردی کرے۔

نواں اُصول:

ہماری شریعت اتنی خوبصورت ہے کہ اس میں ۱۰۰ اُصولوں کا ایک اصول بتا دیا گیا۔ اور وہ اصول یہ ہے کہ شریعت نے یہ تعلیم دی ہے کہ نکاح ہونے سے پہلے لڑکی کی ایک ماں اور ایک باپ ہوتا ہے، لیکن جب اس کی شادی ہوگئی تو اب اس کی دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔ شریعت نے ساس اور سسر کو بھی ماں باپ کا درجہ دیا ہے۔ اگر کوئی بہو اپنی ساس کو ماں کی نظر سے دیکھنا شروع کر دے گی تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں گے۔ اسی طرح کوئی ساس اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی نظر سے دیکھنا شروع کر دے گی تو جھگڑے ہی ختم ہو جائیں گے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بہو کے لیے اُصول اور ہوتے ہیں اور اپنی بیٹی کے لیے اُصول اور ہوتے ہیں۔ اور یہیں سے پھر زندگیوں کے اندر تلخی آنی شروع ہو جاتی ہے۔

دسواں اُصول:

اگر ساس کوئی بات سمجھائے تو کھلے دل سے اس کو قبول کر لینا چاہیے۔ اس پر غصہ نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ساس کچھ سمجھاتی ہے تو اچھائی کی نیت سے سمجھاتی ہے اور اس کا فائدہ بہو کو ہی ہوتا ہے کہ اس کی عادات اچھی ہو جاتی ہیں، اس کی کوتاہیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ وہ ایک اچھا انسان بن جاتی ہے۔ جو انسان روک ٹوک سے گھبرائے اور پریشان ہو پھر اس انسان کی اصلاح بھی نہیں ہو سکتی۔

کہتے ہیں کہ ایک اسٹور کے اوپر ایک ماربل کا بنا ہوا statue پڑا تھا۔ ہر آنے والا

اُسے ہاتھ لگا تا اور چلا جاتا۔ اب اس statue کے قریب کچھ ٹائلوں کا box بھی پڑا ہوا تھا۔ وہ ٹائلیں ہمیشہ پریشان ہوتیں کہ لوگ آ کر اس ماربل کے statue کو دیکھتے ہیں اور میری طرف کوئی بھی نہیں دیکھتا۔ تو ایک دن ٹائل نے ماربل کے Statue سے کہا: آخر تمہارے اندر کون سی ایسی بات ہے کہ ہر آنے والا تم پر فدا ہوتا ہے، ٹائم دیتا ہے، تمہیں دیکھ کر مسکراتا ہے، وقت گزارتا ہے اور میری طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا اور چلا جاتا ہے؟ تو ماربل نے اس کو جواب دیا کہ اصل وجہ یہ تھی کہ جب مجھے کانٹ چھانٹ کرنے والے نے statue کو بنانے میں استعمال کیا تو میں نے اس کو منع نہیں کیا، میں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا کہ جس طرح وہ چاہے مجھے کاٹے، مجھے چھیلے، مجھ فٹ کرے، میں نے چونکہ اپنے آپ کو پیش کر دیا، اس لیے اس نے مجھے mould کر کے ایک statue کی شکل میں ڈھال دیا اور تم چونکہ سخت ہو، تم کٹنے سے بھی گھبراتی ہو اور ایسے استعمال نہیں ہو سکتی، لہٰذا تمہارا Statue نہیں بن سکتا، تم اسی طرح ہی زندگی گزاروگی۔

تو بات ٹھیک ہے کہ اگر کوئی بہو اپنے آپ کو ماربل کی طرح پیش کر دے گی پھر اس کی شخصیت میں اور زیادہ حسن آ جائے گا اور اگر ماربل کی ٹائل کی طرح سخت بن کر رہے گی تو پھر کچھ عرصہ تو یہ ٹھیک رہے گی، مگر پھر ٹوٹے گی تو یکدم ٹوٹتی جائے گی۔

گیارہواں اُصول:

"Respect your mother in law's wisdom and appreciate it."

بہو کو چاہیے کہ اس کی ساس نے جو زندگی میں تجربہ حاصل کیا ہے اس کی بھی قدر کرے اور جو اس کے پاس حکمت و تجربہ ہے اس کی بھی قدر کرے۔

بارہواں اُصول:

"If your husband makes an achievement, give credit tomother in law for good upbringing of her son."

جب خاوند کچھ achievement کرتا ہے تو عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو بہو ہوتی ہے وہ credit خود لیتی ہے کہ میرے خاوند نے یہ کیا، اور اس بات کو بھول جاتی ہے کہ میری ساس نے میرے خاوند کی پرورش کرنے میں اچھا کام کیا اور میرا خاوند اچھا انسان بنا اور اب اس نے Achieve کیا ہے، اس میں میری ساس کا بھی حصہ ہے۔ لہٰذا بیوی کو چاہیے کہ اس بات کو بھی مدِنظر رکھے۔

تیرہواں اُصول:

پھر بہو کو چاہیے Try to act on her advice کہ اپنی ساس کی نصیحت کے اُوپر جتنا عمل ہو سکتا ہے اُتنا عمل کرنے کی کوشش کرے۔

چودہواں اُصول:

"Be kind and warm to her."

ساس کے ساتھ جو تعلق ہے اس میں اُس کے اُوپر مہربان رہیں، اس تعلق میں محبت کا ماحول قائم رکھیں۔

پندرہواں اُصول:

"Make sure your children visit grandparents regularly."

بہو کو چاہیے کہ وہ اس بات کا اہتمام کرے کہ اس کے بچے اپنے دادا دادی کو ملنے

کے لیے وقتاً فوقتاً جاتے رہیں۔

سولہواں اُصول:

"Don’t comment on your mother in law's weight and personality."

چونکہ ساس بوڑھی ہو جاتی ہے، اکثر اُس کا وزن بڑھ جاتا ہے، اس کی شخصیت بے ڈھنگی ہو جاتی ہے۔ تو بہو کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ اپنی ساس کی شخصیت پر تنقید کرے۔ بہو جوان ہوتی ہے، ساس بوڑھی ہو رہی ہوتی ہے، لہٰذا اُس پر تنقید کریں گی تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ شروع ہو جائے گی۔

سترہواں اُصول:

پھر بہو کو چاہیے کہ سسرال میں جائے تو اُن کے گھر کے جو اُصول ہیں اور وہ شریعت کے مطابق بھی ہیں تو ان اُصول وضوابط کا احترام کرے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔

اٹھارہواں اُصول:

"Ask your mother in law before doing anything."

بہو کو چاہیے کہ اگر کوئی بڑا کام کرنا ہے تو کام کرنے سے پہلے اپنی ساس کا مشورہ بھی لے لیا کرے، اس سے جھگڑے کم ہو جاتے ہیں۔

اُنیسواں اُصول:

"Keep your Mother in Law informed updated about

important events and celebrations."

بہو کو چاہیے کہ اپنی ساس کو مختلف چیزوں کے بارے میں بتاتی رہے، مثلاً: بچوں نے اسکول میں اچھے نمبر حاصل کیے، بچوں نے کوئی پرائز جیتا۔ تو ایسی باتیں بتا کر اس کو updated رکھا کریں، تا کہ وہ بھی اپنے آپ کو فیملی کا حصہ سمجھے۔

بیسواں اُصول:

"Don't talk in front of other people about your mother in law."

ایک چیز جو بہت زیادہ نقصان دہ ہے، وہ یہ ہے کہ دوسروں کے سامنے اپنی ساس کی باتیں کرنا۔ دنیا بہت چھوٹی ہے اور باتیں گھوم کر پہنچ ہی جاتی ہیں۔ آپ ایک کے سامنے بات کریں گی تو وہ دوسرے کے سامنے کرے گی اور وہ تیسرے کے سامنے کرے گی اور اس طرح یہ بات ساس تک پہنچ جائے گی اور اکثر یہی چیز آپس میں ناچاقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ تو کبھی بھی کسی کے سامنے Comment pass نہیں کرنے چاہییں۔

عورتوں کی شخصیت عجیب ہے کہ اگر آپ کسی بات کو پھیلانا چاہتے ہیں، نہ وہ بات ٹی وی کے ذریعہ جلدی پھیل سکتی ہے، نہ ریڈیو کے ذریعے اور نہ کسی اور چیز کے ذریعے۔ وہ بات آپ کسی عورت کو بتا دیں تو سب سے زیادہ تیز اور جلدی وہ بات معاشرے میں پھیل جائے گی۔ ایک عورت دوسری عورت کو کہتی ہے کہ دیکھو! مجھے کہا گیا تھا کہ کسی کو یہ بات نہ بتانا، بس میں تمہیں بتا رہی ہوں، تم کسی اور کو نہ بتانا۔ اور جو عورت سنتی ہے وہ بھی اس بات کو سن کر اگلی عورت سے بات کرتے ہوئے کہتی ہے کہ مجھے تو یہ بات بتانے سے منع کیا گیا تھا، مگر میں تمہیں بتا رہی ہوں، تم اور کسی کو مت بتانا۔ تو اس طرح چلتے چلتے
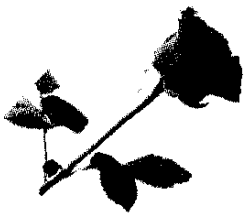
ایک عورت کے بجائے ہزار عورتوں کو اس بات کا پتہ چل چکا ہوتا ہے۔

اکیسواں اُصول:

"Encourage your husband to spend time with his mother."

بہو کو چاہیے کہ خاوند سے خود کہا کرے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ وقت گزارے۔ اس سے کہے کہ آج ٹائم ہے، آپ امی کے پاس رہیں۔ کبھی بھی ایسی صورتِ حال نہ بنائیں کہ آپ خاوند کو یہ کہیں کہ یا تو مجھے چُن لیں یا اپنی ماں کو۔

کبھی بہو چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے خاوند کے سامنے شکایت کرتی ہے، یہ چیز بھی اچھی نہیں ہوتی۔

بائیسواں اُصول:

پھر اپنی ساس کو کبھی کھانے کی دعوت بھی دینی چاہیے۔ اس سے بھی آپس میں محبتیں بڑھتی ہیں۔ جب سوچ اچھی ہوتی ہے تو ساس ماں کی طرح لگتی ہے اور جب Negativity ہوتی ہے تو پھر ساس دشمن نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک بہو اپنی ساس کو monster in law کہتی ہے۔

ساس کو اپنی بہو سے کیا شکایت ہوتی ہے؟

امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں Research کی گئی ہے کہ جو خواتین ساس بن چکی ہیں اُن کو اپنی بہوؤں سے کیا کیا شکوے ہوتے ہیں؟ تو چند ہزار ساسوں سے انٹرویو لیے گئے۔ یہ وہ خواتین تھیں جو پڑھی لکھی تھیں، سمجھدار تھیں اور بڑی کامیاب زندگی گزار رہی تھیں۔ تو انہوں نے جو چند پوائنٹ بتائے وہ بھی بڑے دلچسپ ہیں۔

پہلی بات: انہوں نے کہا کہ ہماری بہو کرتی یہ ہے کہ ہمیں فون کر دیتی ہے کہ آئیں میرے گھر میں رہیں اور جب آ کر اس کے گھر میں چند دن کے لیے رہتی ہوں تو وہ فیس بک پر، Social media (سوشل میڈیا) پر اپنی سہیلیوں کو Message (میسج) کر دیتی ہے، E.mail (ای میل) کر دیتی ہے اور کہتی ہے کہ میں کیا کروں؟ monster is at home. یہ جو دورنگی کرتی ہے اس سے ہمیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بھئی! آپ نے ہمیں محبت سے اپنے گھر بلایا اور آپ کی دعوت کو ہم نے قبول کیا تو اب ہمیں بوجھ تو نہ سمجھیں۔

دوسری بات: انہوں نے کہا کہ اس بات کا بہت دُکھ ہوتا ہے کہ ہم اپنی بہو کو جب بھی فون کرتے ہیں تو وہ فون نہیں اُٹھاتی، تو

"She should at least answer the phone and realize that I am the mother of her husband."

ہم اس کے خاوند کی ماں ہیں، ہمارے فون کو اس طرح نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

تیسری بات: انہوں نے کہا:

"Our daughter in law should not talk behind our back."

یعنی ہماری بہو کو چاہیے کہ ہماری پیٹھ پیچھے ہماری غیبت نہ کرے۔

اس غیبت کی وجہ سے انسانوں کے دل ایک دوسرے سے بہت جلدی دور ہو جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

((اَلْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا.)) [المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث: ۶۳۱۵]

''غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔''

چوتھی بات: انہوں نے یہ بھی کہا کہ:

"Passive aggressive is still aggressive."

یعنی خاموش جنگ بھی جنگ ہی ہوتی ہے۔

پانچویں بات: پھر انہوں نے کہا کہ بہو سے ہمیں شکوہ ہے کہ وہ ہر ایک کے لیے اچھا Gift (تحفہ) خریدتی ہے۔ جب ساس کی باری آتی ہے تو جو سب سے بے کار چیز ہوتی ہے وہ ہمارے لیے خرید کر لاتی ہے۔ تو ایسے گفٹ ہمارے لیے دل کی تکلیف کا ذریعہ بنتے ہیں۔

چھٹی بات: پھر بعض نے کہا کہ اس بات پر بھی تکلیف ہوتی ہے کہ ہم اس کے بچوں کے لیے قیمتی Gift (تحفہ) خریدتی ہیں، لیکن یہ پھر اس کا تماشہ بنا دیتی ہے، اعتراض کرتی ہے کہ آپ نے کیوں یہ چیز خریدی؟ اتنا پیسہ کیوں خرچ کر دیا؟ بھئی! ہمارا پیسہ ہے، اگر ہم اپنے پوتے پوتیوں پر خرچ کرنا چاہتی ہیں تو ہمیں اس پر روکا نہ جائے، بلکہ ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم اس کو خرچ کر سکیں۔

ساتویں بات: انہوں نے کہا:

"I raised a child you are happily married with, give me the credit."

ایک مرتبہ مجھے انگلینڈ میں ایک عجیب تجربہ ہوا۔ لندن میں ایک جگہ ہم نے بیان کیا۔ تو بیان کے بعد ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جی میری ایک بیٹی ہے، وہ بہت پڑھی لکھی ہے اور Job (جاب) کرتی ہے، تو وہ آپ سے کوئی سوال پوچھنا چاہتی ہے۔ مجھے تو background کا پتہ نہیں تھا اس لیے میں نے کہا کہ ٹھیک ہے، پردہ لگا ہوا

ہےتو وہ پردے کے پیچھے بیٹھ جائے اور جو بات پوچھنی ہے پوچھ لے۔اس کے والد نے کہا کہ بیٹی! آپ آکر اپنا سوال پوچھ لو۔ چنانچہ بیٹی آکر بیٹھ گئی اوراس نے مجھ سے سوال یہ پوچھنا شروع کیا کہ اسلام نے مرد کو تو چار شادیوں کی اجازت دی ہے،لیکن عورت کو چار شادیوں کی اجازت کیوں نہیں دی؟ میں نے اسے سمجھایا کہ اس میں بہت ساری حکمتیں ہیں،مگر وہ تو ڈٹی رہی کہ جی نہیں! مرد اس لیے چار شادیاں کر سکتے ہیں کہ وہ کماتے ہیں اور اپنی بیویوں کو Support کر سکتے ہیں،اور آج کل تو عورتیں بھی کماتی ہیں،اس لیے ان کو بھی اجازت ملنی چاہیے کہ وہ چار مردوں سے شادی کرسکیں۔ جب اس نے ایسی باتیں شروع کیں تو مجھے بھی سمجھ لگ گئی کہ گھی سیدھی اُنگلی سے نہیں نکلے گا، بلکہ ٹیڑھی اُنگلی سے نکالنا پڑے گا۔تو میں اس کی بات سنتا رہا،سنتا رہا اور وہ بھی خوب بولی کہ میری نوکری ایسی ہے، میری تنخواہ اتنی ہے، میں تو یہ کام بھی کر رہی ہوں، یہ بھی کرتی ہوں، یہ بھی کرتی ہوں، میرے اندر بڑی Decision making ہے، میں Strong willed لڑکی ہوں،تو مجھے چار شادیاں کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ خیر! جب اس نے یہ ساری بات کر لی تو میں نے پھر اس کو دوسری طرح بات سمجھائی۔ میں نے کہا: اچھا! ہم یوں سوچتے ہیں کہ آپ کی چار شادیاں ہوں گی۔تو آپ ذرا یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ آپ کی چار ساسیں ہوں گی۔ جب میں نے ساس کا نام لیا تو وہ تو گھبرا ہی گئی اور کہنے لگی: حضرت! آپ نے کیا کہا؟ میں نے کہا: چار مردوں سے شادی ہوگی تو چار ساسیں ہوں گی۔ پھر میں نے کہا: فرض کرو کہ ہر خاوند کی چار پانچ بہنیں ہیں تو 20 آپ کی نندیں ہوں گی۔ جیسے ہی میں نے نندوں کا نام لیا تو کہنے لگی: نہیں نہیں حضرت! ایک شادی ہی ٹھیک ہے۔

بہو ساس کے نام سے تو ایسے گھبراتی ہے کہ نہ پوچھو۔اس لیے لطیفہ بنا ہوا ہے کہ:
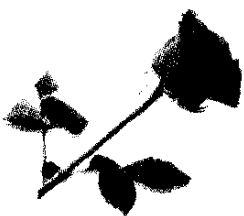
"You cannot scare me, I have a mother in law."

ساس اور بہو کا تعلق تبھی اچھا ہو سکتا ہے کہ جب دونوں طرف سے اس کے لیے کوشش ہو۔ بہو اپنی ساس کو عزت دے اور ساس اپنی بہو کو آزادی دے۔ کئی جگہوں پر ہم نے دیکھا ہے کہ ساس اتنی سختی کرتی ہے کہ بچی کو بغیر پوچھے فرِج کا دروازہ کھولنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ دبئ میں ایک بہو رو کر کہنے لگی کہ مجھے تو اپنے سسرال میں فرِج کا دروازہ کھولنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

بچی کے اوپر اتنی سختی کرنا کہ وہ اجازت کے بغیر فرِج نہ کھول سکے، یہ بھی زیادتی ہے۔ ساس کو چاہیے کہ بہو کو گھر کا ممبر سمجھے اور اُسے زندگی آزادی سے گزارنے کی اجازت دے۔ ایسا نہ کرے کہ اس کو Suffocation محسوس ہونے لگے اور بہو کو چاہیے کہ وہ ساس کو عزت دے اور اس کو احساس دے کہ آپ ہی اس گھر کی ملکہ ہیں اور میں تو آپ کی خادمہ ہوں۔ جب ساس کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ میں ہی اس گھر کی ملکہ ہوں تو وہ مطمئن ہو جاتی ہے۔ جب شادی ہوتی ہے تو شروع شروع میں بہو کو محنت کرنی پڑتی ہے، کیونکہ طبیعتیں ایک دوسرے کو زیادہ جانتی نہیں اور ایک دوسرے کی پسند ناپسند کا بھی پتہ نہیں ہوتا، تو شروع میں دل چاہے یا نہ چاہے، اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا پڑتا ہے، مگر ساتھ رہنے کی وجہ سے جب دلوں میں محبتیں آجاتی ہیں تو پھر ایک دوسرے کے ساتھ پیار سے رہنا آسان ہو جاتا ہے۔

ساس اور بہو کا ایک دلچسپ واقعہ:

چنانچہ ایک Story (کہانی) ہے کہ ایک بہو اپنی ساس سے بہت تنگ تھی۔ ایک

دن وہ کسی ڈاکٹر کے پاس گئی اور جاکر بتایا کہ میری ساس نے تو میرا جینا حرام کر دیا ہے، تو میں آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ آپ اس مصیبت سے میری جان چھڑائیں۔ ڈاکٹر سمجھدار تھا، اس نے کہا کہ دیکھو! اگر تمہاری ساس اتنی زیادہ سخت ہے تو پھر کیوں نہ اس سے جان ہی چھڑالی جائے؟ تو بہو بڑی خوش ہوگئی کہ ہاں! بالکل ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو زہر دے دیا جائے۔ پھر پوچھا کہ تم اس کو روزانہ دودھ پلاتی ہو؟ اس نے کہا: ہاں! میں اس کو صبح Cereal میں دودھ دیتی ہوں۔ اس نے کہا کہ بس تم دودھ کے اندر زہر ملا دیا کرنا۔ یہ کھائے گی اور مر جائے گی، تو تمہاری جان چھوٹ جائے گی۔ بہو بڑی خوش ہوگئی۔ ڈاکٹر نے کہا: لیکن اس طرح اس کو زہر دو گی تو ہر بندہ تم پر الزام لگائے گا کہ تم نے کچھ کیا ہے اور تم نے اس کو مارا ہے۔ اس طرح تمہارے اوپر مقدمہ بھی بن جائے گا۔ تو لڑکی کہنے لگی: ہاں! یہ بات تو ٹھیک ہے۔ اس نے کہا: پھر اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس کو آہستہ اثر کرنے والا زہر دیتے ہیں۔ اس نے پوچھا: آہستہ اثر کرنے والے زہر سے کیا مراد؟ اس نے کہا کہ اگر آپ اس کو وہ زہر کھلانا شروع کریں گی تو ایک سال کے بعد اس کا نتیجہ سامنے آئے گا، لیکن ایک سال تمہیں اس کے ساتھ گزارا کرنا پڑے گا۔ اب بہو نے سوچا کہ ایک سال گزارا کرنا آسان ہے، چلو پھر تو جان چھوٹ ہی جائے گی۔ تو وہ اس کام پر آمادہ ہوگئی۔ پھر ڈاکٹر نے اسے کہا کہ دیکھیں! ایک اور پوائنٹ بھی ذہن میں رکھیں کہ جب تم اس کو زہر دینا شروع کرو گی تو تمہیں اس کے ساتھ ظاہری طور پر بہت محبت کا تعلق رکھنا پڑے گا، ہنسنا، مسکرانا، اس کے کام کرنا، اس کو خوش کرنا، تاکہ تمہارے اوپر کوئی بندہ شک بھی نہ کر سکے کہ یہ آہستہ اثر کرنے والا زہر اس کو تم نے دیا ہے۔ اس نے کہا: ہاں! کوئی بات نہیں، میں ایک سال

اس کے ساتھ ہنس کھیل کر گزار لوں گی۔ چنانچہ اس ڈاکٹر نے اس کو پاؤڈر دے دیا اور کہا کہ یہ پاؤڈر دودھ میں ملا کر روزانہ پلا دیا کرو اور ایک سال کی بات ہے، گزارا کر لو، پھر تمہاری جان چھوٹ جائے گی۔ لڑکی وہ زہر لے کر گھر آ گئی۔

چنانچہ اب اس نے وہ پاؤڈر روزانہ اس کو دودھ میں ملا کر دینا شروع کر دیا اور دل میں سوچتی رہتی کہ اب تھوڑے عرصے کی بات ہے اور میری اس سے جان چھوٹ جائے گی۔ اللہ کی شان کہ ساتھ ہی ساتھ اب وہ ساس کی باتوں پر غصہ بھی نہ کرتی، اس کے ساتھ محبت و پیار سے بات کرتی اور اچھا وقت گزارتی کہ میرے اوپر کوئی شک بھی نہ کرے کہ یہ اپنی ساس کے ساتھ اچھی نہیں تھی...... انسانوں کے دل اللہ نے ایسے بنائے ہیں کہ محبت پیار سے اگر زبردستی بھی رہنے کی کوشش کریں تو تھوڑے عرصے کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ واقعی محبت ہو جاتی ہے...... چنانچہ ۹، ۱۰ مہینے گزر چکے، اب اس لڑکی کا اپنی ساس کے ساتھ ایک محبت کا تعلق بن گیا اور وہ اس سے اس طرح محبت کرنے لگی جیسے اپنی ماں سے محبت کرتی تھی۔ پھر اس کے ذہن میں خیال آتا کہ اب تو دو مہینے رہ گئے ہیں، اور دو مہینے کے بعد یہ مر جائے گی۔ اب اس کو اس خیال سے پریشانی شروع ہو گئی کہ نہیں! میرا تو اس کے ساتھ اچھا وقت گزر رہا ہے، ہم تو دونوں ماں بیٹی کی طرح زندگی گزار رہی ہیں اور بہت اچھی زندگی گزار رہی ہیں، اگر یہ نہیں ہو گی تو مجھے زیادہ پریشانی ہو گی۔

چنانچہ ایک دن وہ واپس اپنے ڈاکٹر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ڈاکٹر صاحب! آپ نے مجھے آہستہ اثر کرنے والا زہر دیا تھا، وہ میں ۱۰، ۱۱ مہینے تو اس کو کھلا چکی، اب صرف آخری مہینہ باقی رہ گیا ہے، لیکن اب میرا دل اپنی ساس کے ساتھ Attach ہو گیا ہے،

اب میرا دل بہت پریشان ہے کہ یہ تو مر جائے گی۔ تو ڈاکٹر اس کی بات سن کر مسکرایا اور اس نے کہا کہ دیکھو! اصل بات یہ ہے کہ میں نے تمہیں زہر نہیں دیا تھا، بلکہ شوگر کا پاؤڈر دیا تھا، وہ زہر نہیں تھا، لیکن میں نے یہ کہا تھا کہ ایک سال اس کے ساتھ نبھا کرنے کی کوشش کرو، جب نبھا کرو گی تو محبت خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ اب آپ نے ایک سال اس کے ساتھ اچھا گزارا، اب دل میں ایسی محبت ہے کہ اس کی وفات کا سوچ کر آپ کو پریشانی ہو رہی ہے، آپ جائیں اور اپنی ساس کے ساتھ محبت پیار سے رہیں، اس کو اللہ تعالیٰ زندگی عطا کریں گے اور آپ اپنی کامیاب زندگی گزاریں۔

سچی بات یہی ہے کہ ابتدا میں کچھ وقت تھوڑا صبر کرنا پڑتا ہے اور جب طبیعتیں ایک دوسرے کے ساتھ Adjust ہو جاتی ہیں تو پھر انسان ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھا گزارا کر لیتا ہے۔

ہم نے اس کا تجربہ اس طرح سے کیا کہ صبح کے سفر میں کئی مرتبہ بس Crowded ہوتی ہے۔ اب کوئی بندہ آتا ہے اور سیٹ پر بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے تو سارے بندے اس کو جواب دیتے ہیں: یہاں کوئی جگہ نہیں ہے، یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی کونے میں اس کو بٹھا لیا جائے اور وہ دو منٹ وہاں پر بیٹھ جائے تو اس کے بعد اس بندے کے ساتھ پہلے جو وحشت تھی وہ ختم ہو جاتی ہے، پھر اس کے ساتھ لوگ ہنسی مذاق سے بات کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس کے لیے دل میں جگہ بن جاتی ہے۔

یہی تجربہ ہم نے کیا کہ جب Crowd ہوتا ہے اور لفٹ کے ذریعے اوپر جانا ہوتا ہے تو اگر آٹھ بندے لفٹ کے اندر داخل ہو گئے ہیں اور اب کوئی نیا داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ فوراً اس کو کہیں گے: یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر بالفرض کوئی کہہ بھی دے کہ اچھا

میں جگہ بنا دیتا ہوں، آپ آجائیں اور وہ بندہ لفٹ میں داخل ہو جائے تو ایک منٹ کے اندر سب کی سوچ اس کے بارے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اجنبی نہیں رہتا، بلکہ اپنا نظر آنے لگ جاتا ہے۔

انسان کی فطرت ایسی ہے کہ اگر وہ کچھ عرصہ صبر کر کے اچھے طریقے سے زندگی گزار دے تو پھر اس کو قلبی تعلق نصیب ہو جاتا ہے اور آپس میں محبت کا رشتہ ہونے کی وجہ سے پھر زندگی اچھی گزرتی ہے۔

اچھی بہو ایسی ہوتی ہے:

چنانچہ ایک بہو تھی جو اپنی ساس کا بڑا خیال رکھتی تھی۔ اس نے ایک دن محسوس کیا کہ میرا خاوند ا، ۲ مہینے سے اپنی ماں کو ملنے کے لیے نہیں گیا۔ تو اس نے اپنے خاوند کو ترغیب دی کہ دیکھیں! Weekend آرہا ہے اور ہم تو آپس میں بہت سارا وقت گزارتے ہی ہیں، مگر اس Weekend پہ اگر آپ اپنی والدہ کے پاس جائیں اور ان کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں تو یہ بہت اچھا ہوگا۔ بیوی نے چونکہ اس کو سمجھایا تھا تو لڑکے کو بھی خیال آ گیا کہ ہاں! دو مہینے ہو چکے ہیں، مجھے امی کے ساتھ ایک وقت کا کھانا تو کھانا چاہیے۔ اس لڑکے کا والد فوت ہو چکا تھا اور اس کی والدہ اکیلی رہتی تھی۔ لڑکے کا حق بھی بنتا تھا کہ اس کے ساتھ ٹائم گزارے۔ چنانچہ لڑکے نے اپنی ماں کو فون کیا کہ امی! میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے پاس بیٹھوں، کھانا کھاؤں، ہم آپس میں باتیں کریں اور اپنی زندگی کے حقائق ایک دوسرے کے ساتھ Share کریں۔ ماں کو یہ بات سن کر بہت خوشی ہوئی۔ خیر! تاریخ طے ہوگئی۔ اب وہ لڑکا جب اپنی والدہ

کو لینے کے لیے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی والدہ جو بوڑھی عورت تھی، ساس تھی، اس نے بہترین اور خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس کو بہت زیادہ خوشی تھی کہ میرے بیٹے نے آج میری دعوت کی ہے، تو میں اپنے بیٹے کے ساتھ بہت محبت کے ساتھ یہ ٹائم گزاروں گی۔ چنانچہ بیٹا اپنی ماں کو لے کر ریسٹورنٹ پر گیا۔ وہاں دونوں بیٹھے آپس میں باتیں بھی کرتے رہے۔ کچھ بچپن کی باتیں بھی ایک دوسرے کو سناتے رہے اور کھانا کھایا اور خوب Enjoy کیا، جبکہ ماں بھی بہت خوش تھی اور بیٹا بھی بہت خوش تھا تو اس وقت بیٹے نے امی سے پوچھا کہ امی! آج آپ خوش ہیں؟ تو ماں نے کہا: بیٹا! میں آج بہت زیادہ خوش ہوں، بس میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے ایک خوشی اور دے دو۔ اس نے پوچھا: وہ کیا؟ ماں نے کہا: جس طرح اب آپ نے میرے ساتھ کھانا کھایا ہے، اسی طرح ایک مہینے کے بعد ایک وقت کا کھانا میرے ساتھ پھر کھا لینا، تو میری زندگی میں خوشی آ جائے گی۔ بیٹے نے کہا: بہت اچھا۔ چنانچہ ماں اور بیٹے نے ٹائم سیٹ کر لیا۔ پھر ماں نے کہا: شرط یہ ہے کہ اس دن کے کھانے کی Payment (ادائیگی) میں کروں گی۔ بیٹے نے کہا: بہت اچھا۔ چنانچہ ماں نے وہیں بیٹھے بیٹھے Five star restaurant میں فون کر کے بکنگ کروا دی۔ پھر اس نے کہا کہ بیٹے! میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دے دیا، اب میں پورا مہینہ اس دن کے انتظار میں گزاروں گی۔ میں بہت خوشی سے یہ وقت گزاروں گی۔ اللہ کی شان! اس ساس کو پانچ دن کے بعد دل کا دورہ پڑا اور وہ فوت ہو گئی۔

اب دیکھیں! والدہ کی موت تو ہو گئی، لیکن ماں خوش تھی کہ بیٹے نے مجھے ٹائم دیا ہوا ہے اور میں نے ایک مہینے کے بعد اس کے ساتھ کھانے کے لیے جانا ہے اور بیٹا بھی خوش

تھا کہ میری امی مجھ سے خوشی کی حالت میں جدا ہوئیں اور بہو بھی اس بات پر خوش تھی کہ ساس بھی خوش گئی اور میرا خاوند بھی خوش ہو گیا۔

جب انسان اچھی سوچ رکھتا ہے تو اس کی وجہ سے ہر بندے کو خوشیاں ملتی ہیں۔ تو بہو کو چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح سوچے کہ میرا خاوند میرا خاوند تو ہے، لیکن کسی کا بیٹا بھی ہے، اس کی ماں کو بھی کچھ وقت چاہیے۔ جب بہو ساس کا خیال رکھے گی اور ساس اپنی بہو کا خیال رکھے گی تو دونوں طرف سے اُلفتیں، محبتیں بڑھیں گی اور زندگی اچھی گزرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوکاری کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
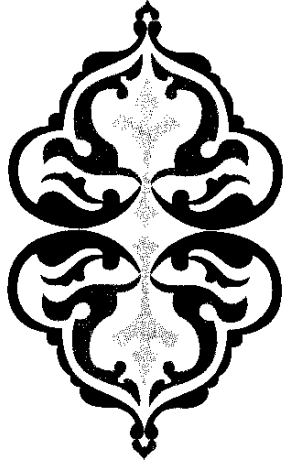
﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

مثالی بہن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿یٰاُخْتَ ھٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾﴾

[مریم:۲۸]

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے:

اللہ رب العزت جس انسان کو اولاد کی نعمت سے نوازے اُسے چاہیے کہ وہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا کرتا ہے اور کسی کو کچھ بھی عطا نہیں

کرتا۔ یہ مالک کی شان ہے۔ بہر حال! ایک Complete family وہی ہوتی ہے جس میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں۔ اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو پھر بہن بھائیوں کی تربیت کامل ہوتی ہے۔ ماں باپ تو اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں، لیکن گھر کے چھوٹے بچے ایک دوسرے کے ساتھ بہت زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ ماں باپ کی مثال تو ڈاکٹر کی طرح ہوتی ہے، جو وارڈ کے اندر آئے، چکر لگائے اور چلا جائے۔ اور بچوں کی مثال نرسز کی طرح ہوتی ہے، جو وارڈ میں ہی رہتے ہیں اور ان کا Interaction ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے۔

جدید ریسرچ:

Research (تحقیق) یہ ہے کہ گیارہ سال کی عمر تک کے بچے تینتیس فیصد ٹائم اکٹھا گزارتے ہیں۔ One third of the Time ان کا اکٹھا گزرتا ہے اور چودہ سے سترہ سال کی عمر کے بچے 14 سے 17 hours per week اکٹھے گزارتے ہیں۔ ہفتے میں اِتنا ٹائم اُن کا اکٹھے گزرتا ہے۔ یہ بچے آپس میں کھیلتے بھی ہیں، لڑتے جھگڑتے بھی ہیں۔ تھوڑی دیر میں لڑائی ہوتی ہے پھر تھوڑی دیر میں دوست بھی بن جاتے ہیں۔ چنانچہ دو سے چار سال کی عمر کے بچے ہر دس منٹ میں ایک مرتبہ ایک دوسرے سے Clash (لڑائی) کرتے ہیں۔ اور چار سے سات سال کی عمر کے بچے ہر بیس منٹ کے بعد Clash کرتے ہیں، مگر اللہ نے ان کو ایسی طبیعت دی ہوتی ہے کہ وہ جلد ہی اس Conflict کو Resolve بھی کر لیتے ہیں۔

امریکہ کی ایک یونیورسٹی کی Research (تحقیق) ہے کہ:

"Those boys who have sisters are more nicer and giving,

these boys have less negative emotions they have no fear , sister make you more loved."

یعنی جن بھائیوں کی بہنیں ہوتی ہیں وہ بہنیں اپنے بھائیوں کو پیار دیتی ہیں تو ان بچوں کو یہ احساس ملتا ہے کہ ہم اہم ہیں۔

اور Ohio یونیورسٹی کی Research (تحقیق) یہ ہے کہ:

"With every sibling chances of divorce reduce."

جتنے بچے زیادہ ہوتے جاتے ہیں اتنا Divorce (طلاق) کے Chances (مواقع) کم ہوتے جاتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے درخت کی جڑیں ہوتی ہیں، جتنی جڑیں بڑھتی جائیں گی اتنا درخت مضبوط ہوتا جائے گا، اسی طرح Family (خاندان) میں جتنے بچے ہوتے ہیں Family (خاندان) کی بنیادیں اتنی مضبوط ہوتی ہیں۔ Separation (علیحدگی) اور Divorce (طلاق) کے Chances (مواقع) کم ہوجاتے ہیں۔

یوکے (UK) کی یونیورسٹی نے Research (تحقیق) کی کہ:

"Sisters make you more communicative."

جن بھائیوں کی بہنیں ہوتی ہیں وہ بچے Communication skills (ایک دوسرے سے تعلقات اُستوار کرنے کا ہنر) زیادہ سیکھتے ہیں کہ بہن کے اندر Communication skills زیادہ ہوتا ہے تو یہ چیز بھائیوں میں بھی Transfer (منتقل) ہوجاتی ہے۔

ٹیکساس یونیورسٹی کی Research یہ ہے کہ:

"Boys who have sisters are more empathetic."

یعنی جن بھائیوں کی بہنیں ہوتی ہیں ان میں Empathy (ہمدردی) آجاتی ہے۔ وہ مشکل اوقات میں اپنی بہن کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

چنانچہ ٹیکساس یونیورسٹی کی یہ Research ہے کہ:

"Boys after Sisters are achievers."

یعنی اگر بھائی بہن کے بعد پیدا ہو تو یہ بچہ بڑا Achiever (کامیاب) بنتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو بہن کا ساتھ ملتا ہے۔

مثالی بہن کی صفات:

بہن کے اندر کچھ Qualities (صفات) ہونی چاہییں:

1) ...... : Love and Compassion

اس کے اندر محبت ہونی چاہیے، ہمدردی ہونی چاہیے۔ چنانچہ بہنوں کو چاہیے کہ بھائیوں کے ساتھ محبت، پیار اور ہمدردی کے ساتھ رہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک رضاعی بہن تھیں، جن کا نام شیما تھا۔ وہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں اور عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی تھیں۔ وہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُٹھاتی تھیں اور یہ لوری پڑھا کرتی تھیں:

ع یَا رَبَّنَا اَبْقِ أَخِيْ مُحَمَّدًا

''اے اللہ! میرے بھائی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو باقی رکھنا۔'' [سبل الہدیٰ: ۱/ ۳۸۰]

جیسے ہم کہتے ہیں کہ تمہاری عمر دراز ہو، تم سلامت رہو، زندہ رہو، تو گویا یہی الفاظ وہ کہہ رہی تھیں کہ اللہ! اس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے لیے سلامت رکھنا اور باقی رکھنا۔

چنانچہ جب ان کے قبیلے پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو اللہ نے مسلمانوں کو بہت

سارا مالِ غنیمت عطا کیا۔ اس قبیلے کے قیدی پکڑ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لائے گئے۔ ایک صحابی آئے اور انہوں نے آکر کہا کہ اے اللہ کے حبیب! ایک عورت باہر کھڑی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں آپ کے نبی کی بہن ہوں اور اُن سے ملنا چاہتی ہوں۔ پہلے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تو عبداللہ کا ایک ہی بیٹا ہوں، میری کوئی بہن نہیں تھی، پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا! اس عورت کو میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ جب اس عورت کو لایا گیا تو اس نے کہا: میں آپ کی بہن شیما ہوں، تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم میری بہن ہو؟ اس نے کہا: جب آپ چھوٹے بچے تھے تو ایک موقع پر میں آپ کے ساتھ لاڈ پیار کر رہی تھی، تو آپ کو میں نے Irritate (تنگ) کر دیا اور Irritate (تنگ) ہونے کے بعد آپ نے دانتوں سے میرے جسم پر کاٹا تھا...... چھوٹے بچے کے جب نئے نئے دانت آتے ہیں تو جب اس کے دانتوں کے نیچے اُنگلی آجائے، پینسل آجائے یا کوئی اور چیز آجائے تو وہ ہر چیز کاٹتا ہے، تو اس عمر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بہن شیما کو کاٹا تھا اور اس کے جسم پر اس کے نشان تھے...... چنانچہ اس نے واقعہ بھی سنایا اور اپنا وہ کندھا بھی دکھایا جہاں پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچپن میں دانتوں سے کاٹا تھا۔ اس وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ واقعہ یاد آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تم ٹھیک کہہ رہی ہو، تم میری رضاعی بہن ہو، تم نے ہی مجھے چھوٹی عمر میں گود میں کھلایا تھا۔ پھر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بہن کا بڑا ہی اکرام کیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر زمین پر بچھادی اور شیما سے کہا: شیما! اس چادر کے اوپر بیٹھو اور جو مانگو گی وہ دیا جائے گا اور جس کی سفارش کرو گی قبول کی جائے گی۔

[تاریخ الاسلام للذھبی: ۲/ ۶۱۰، البدایۃ والنہایۃ: ۴/ ۴۱۸]
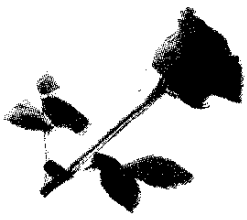
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ بھائی اپنی بہنوں کا یوں اکرام کیا کرتے ہیں۔

بہنوں کے دلوں میں بھائیوں کی محبت کا ہونا ایک یقینی چیز ہے، اس لیے ہمارا بھی یہ تجربہ ہے کہ کوئی عورت ٹیلیفون پر بات کرے تو سب سے پہلے تو وہ اپنی فیملی کے لیے دعا کروائے گی، خاوند کے لیے، بچوں کے لیے اور اپنے لیے بھی، اور جیسے ہی ہم وہ دعا کریں گے تو دوسری دفعہ کہے گی: میرے بھائی کے لیے بھی دعا کریں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عورت کے دل میں اپنے بھائی کی محبت کتنی گہری ہوتی ہے!

چنانچہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا تھے، جنگ اُحد میں وہ شہید ہوئے۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو مسلمان اپنے اپنے رشتہ داروں کی لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اعضائے جسمانی کو کاٹ دیا گیا اور ان کی لاش کا مُثلہ بنا دیا گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگ گئے۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ ان کی بہن صفیہ رضی اللہ عنہا اُن کی لاش کو دیکھنے کے لیے آرہی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو منع کر دیا۔ مقصد یہ تھا کہ عورت کمزور دل ہوتی ہے، جب وہ اپنے بھائی کو اس حال میں دیکھے گی تو شاید غم برداشت نہیں کر سکے گی۔ [سیر أعلام النبلاء: ۱/ ۱۸۰]

تو یہ بہن بھائی کی محبت کا تعلق ایک فطری چیز ہے۔

چنانچہ سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی تو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کی وفات پر کچھ اشعار کہے، اُن میں سے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے:

”اے بھائی! ہم دونوں ایک مدت تک جزیمہ کے دو ہم نشینوں کی طرح ساتھ رہے، یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ ان میں کبھی جدائی نہیں ہوگی، لیکن جدائی ہوئی تو ایسی ہوئی

کہ گویا ہم نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی تھی۔''

۲ ...... دوسری صفت بہن کے اندر ہونی چاہیے: Supportive and Concerned

بہن کو ہمیشہ Supportive Attitude (معاون رویہ) رکھنا چاہیے اور بھائیوں کے ساتھ اس کو Concern (فکر اور خیال) رہنا چاہیے، الگ تھلگ ہو کر رہنا اچھا نہیں ہوتا۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن سوچا کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے تو کیوں نہ میں مسلمانوں کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو جا کر شہید کر دوں، نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری......!! چنانچہ انہوں نے تلوار لی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانے کے لیے چل پڑے۔ راستے میں قریش کے ایک شخص نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے پوچھا: عمر کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے پیغمبر کو شہید کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ تو نعیم بن عبداللہ نے ان سے کہا کہ تم پہلے اپنے گھر کی خبر تو لے لو، تمہاری تو بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بڑی عجیب سی خبر تھی، طبیعت کے اندر غصہ بھر گیا اور یہ راستہ بدل کر اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑے۔ جب بہن کے گھر پہنچے تو اس وقت اُن کی بہن اور بہنوئی قرآن پاک کی کچھ آیات پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے یہ آواز سن لی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو بہن کو اندازہ ہو گیا کہ عمر آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جب دروازہ کھولا گیا تو آپ اندر داخل ہوئے اور آپ نے اپنے بہنوئی سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اگر اسلام سچ ہے تو اس کو ماننے میں کیا رکاوٹ ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا اور انہوں نے اپنے بہنوئی کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ جب بہنوئی کو مارنا پیٹنا شروع کیا تو بہن آ گئی اور بہن آ کر کھڑی ہوئی تو انہوں نے بہن کو بھی ایک تھپڑ لگا دیا۔ وہ عورت ذات تھی، جب تھپڑ لگا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے، مگر ان کے اندر ہمت اتنی تھی، قوت اتنی تھی کہ انہوں نے آگے سے جواب دیا: عمر! آپ سے جو ہوتا ہے کر لو، میں تو مسلمان ہو چکی ہوں، اب میں بدلنے والی نہیں۔ اب ایک بہن کی یہ بات اتنی مضبوط تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر اثر کر گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسی وقت انداز بدل گیا۔ آپ نے کہا: اچھا! جو آپ پڑھ رہے تھے وہ مجھے دو۔ تو ان کی بہن کیا: آپ ناپاک ہیں، لہٰذا وہ ہم آپ کو نہیں دے سکتے، یہاں تک کہ آپ غسل کر لیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور ان کو وہ صحیفہ دیا گیا تو انہوں نے اس میں سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کی۔ اللہ نے آپ کے سینے کو کھول دیا اور آپ اسلام لانے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں جا کر اسلام قبول کر لیا۔

[السیرۃ الحلبیۃ: ۲/ ۱۳]

دیکھیے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بھی اُن کی بہن بنی۔

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی بہن حفصہ بنت سیرین تھیں، وہ قرآن پاک کو صحیح طریقے سے پڑھنے میں اپنے بھائی کی مدد کیا کرتی تھیں۔ وہ قرآن مجید کی قاریہ تھیں اور انہوں نے اپنی زندگی کے پینتیس سال قرآن پاک پڑھانے میں گزار دیے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ایک بھائی تھے محمد بن ابوبکر۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو ان کے دو بچے تھے، ایک لڑکی اور ایک لڑکا۔ لڑکے کا نام قاسم تھا۔ قاسم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلوایا اور اس کو اپنے پاس رکھا اور ان دونوں کو اپنے حجرے میں پالا۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جب ان کو کھانا کھلانا ہوتا تو ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتی تھیں اور ایک لقمہ ایک کے منہ میں ڈالتی تھیں اور ایک لقمہ دوسرے کے منہ میں۔ جب دونوں بچے کہتے تھے کہ ہمارا پیٹ بھر گیا ہے تو پھر بچا ہوا کھانا ام المومنین رضی اللہ عنہا خود کھاتی تھیں۔

اپنے بھائی کی اولاد کو اس طرح پال کر دکھانا اس بات کی دلیل ہے کہ بہن کے دل میں اپنے بھائی کی کتنی محبت تھی......!

3...... پھر تیسری صفت یہ ہے کہ بہن کے اندر Loyalty (وفاداری) ہونی چاہیے۔ اپنے ماں باپ سے اپنے بھائی کے ساتھ وہ Loyal (وفادار) ہو۔

4...... اور چوتھی صفت یہ ہے کہ اس کے اندر Honesty (ایمانداری) ہونی چاہیے کہ کبھی بھی اپنے ماں باپ اور بھائیوں کے ساتھ جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ بہن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہمیشہ اپنے بھائیوں کے ساتھ Honesty کا معاملہ کرے۔

5...... پھر بہن کو چاہیے کہ وہ Trustworthy (قابل بھروسہ) ہو، یعنی اپنے بھائیوں کو کبھی بھی دھوکہ نہ دے۔ بھائیوں نے اور ماں باپ نے جو اس کے اُوپر Trust (اعتماد) کیا ہے اس کو کبھی بھی نہ ختم کرے۔ Trust کو توڑ دینا بہت بڑا گناہ ہے، اسی لیے جب بہنوں سے کوئی کمزور حرکت ہو جاتی ہے تو اس کا Blame (الزام) صرف اس کی ذات تک نہیں رہتا، بلکہ اس کے بھائی اور اس کے ماں باپ تک جاتا ہے۔

جو آیت خطبے میں تلاوت کی گئی تھی اس میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ بی بی مریم علیہا السلام جب اپنے بیٹے کو لے کر قوم کی طرف آئیں تو انہوں نے کہا:

﴿يَٰٓأُخۡتَ هَٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ ٱمۡرَأَ سَوۡءٖ وَمَا كَانَتۡ أُمُّكِ بَغِيّٗا ۝٢٨﴾ [مریم:۲۸]

''اے ہارون کی بہن! نہ تو تمہارا باپ کوئی برا آدمی تھی، نہ تمہاری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بہنوں اور بیٹیوں کی اس قسم کی کوتاہیاں پورے خاندان کے لیے بدنامی کا سبب بن جاتی ہیں۔

بہنوں کے فوائد:

چنانچہ اگلا Topic (مضمون) ہے:

"Why you should be grateful to have a sister?"

آخر بہن کے ہونے کے کیا فائدے ہیں؟

1 ...... پہلا فائدہ یہ ہے کہ اکثر اوقات بیٹی اپنے ماں باپ کی ناراضگی کو برداشت کر لیتی ہے اور اُن کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ شرارتیں بھائی کرتے ہیں اور عام طور پر ڈانٹ بہنوں کو پڑتی ہے۔

2 ...... پھر اگر بہن چند سال بڑی ہے تو چھوٹے بھائی کو جو بچے تنگ کرتے ہیں بہنیں ان بچوں کو دور رکھتی ہے۔

"She told off your bullies."

3 ...... پھر بھائی کے Grow up (پرورش) کرنے میں بہن ہمیشہ مدد کیا کرتی ہے۔ کئی مرتبہ بھائی کی Study (پڑھائی) میں بھی بہن اس کی مدد کرتی ہے۔

میری دو بڑی بہنیں تھیں۔ ایک کے ساتھ عمر کا فرق زیادہ تھا، وہ عمر میں کوئی آٹھ دس سال بڑی تھیں تو اُن کو میں ''آپا'' کہتا تھا، اور دوسری بہن چار پانچ سال بڑی تھیں، ان کو میں ''باجی'' کہتا تھا۔ باجی کے ساتھ سکول کا کام کرنا، مل کر کھانا کھانا، کھیلنا یہ سب کام ہوتے تھے، بڑی بہن تو والدہ کی طرح تھیں، وہ مجھے نہلاتی تھیں، میرے کپڑے

بدلتی تھیں، اور میرا ویسے خیال رکھتی تھیں جیسے ایک ماں اپنے بیٹے کا رکھتی ہے۔ اور چھوٹی بہن تو بہترین دوست کی طرح تھیں۔

4 ...... بہن بھائیوں کو ہر موقع پر Support (مدد) بھی کرتی ہیں اور ان کی غلطیوں کوتاہیوں پر پردے بھی ڈالتی ہیں۔ چنانچہ بھائی شرارت کر کے چُھپ جاتا ہے اور بہنیں اپنے ماں باپ کو Satisfy (مطمئن) کر رہی ہوتی ہیں، بہانے بنا رہی ہوتی ہیں۔ اور کئی مرتبہ تو ایسا ہوتا ہے کہ بچہ سکول کی پڑھائی میں صحیح طرح محنت نہیں کر رہا ہوتا اور ٹیچر بچے سے کہتا ہے کہ اس رپورٹ پر اپنے والد کے دستخط کروا کے لاؤ، تو وہ بچے والد کے بجائے اپنی بہن سے دستخط کروا لیتے ہیں۔ اور بہنیں بھی ایسی سادہ ہوتی ہیں کہ صاف کاغذ پر اُن سے Sign (دستخط) کرا لو تو وہ کر کے دے دیتی ہیں۔ تو بھائیوں کی کمی کوتاہی کو بہنیں اس طرح Cover up (چھپانا) کر لیتی ہیں۔

"She makes your dinner when mom is not available."

جب امی گھر پر نہیں ہوتیں تو بڑی بہن ہی ہے جو اپنے بھائیوں کے لیے Cooking (کھانا پکانا) کرتی ہے، اُن کو وقت پر کھانا دیتی ہے، ان کا خیال رکھتی ہے۔

"She defends you in front of your parents."

کئی مرتبہ ماں باپ کے سامنے وہ آپ کو Defend (دفاع) کر رہی ہوتی ہے۔

"She forgives you for your mistakes."

وہ آپ کی غلطیوں کے اوپر آپ کو معاف کرتی ہے۔

"She reminds you of your family obligations."

وہ چھوٹے بھائی کو بتا سمجھا رہی ہوتی ہے کہ ہماری family (خاندان) کے کیا حدود

وقیود ہیں، ہمیں اس کے اندر کیسے رہنا چاہیے۔

"She shares all your childhood memories."

کہ بچپن کی جتنی Memories (یادیں) ہوتی ہیں بہنیں اپنے بھائیوں کے ساتھ اُن کو Share کرتی ہیں۔

"She will always be your best friend of life."

بہن، بھائی کے لیے زندگی کی بہترین دوست بھی ہوتی ہے۔

بچے ایک دوسرے سے کیا سیکھتے ہیں؟

جب بچے آپس میں مل کر رہتے ہیں تو بہت ساری چیزیں ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں، مثلاً:

پہلی چیز: Love and Support (محبت اور ہمدردی)

دوسری چیز: Cooperation and team work اُن کو مل جل کر رہنا آجاتا ہے۔ Team work (مل کر کام کرنا) آجاتا ہے۔

تیسری چیز: اُن کے اندر Tolerance (برداشت) آجاتی ہے۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اکثر اوقات بھائی اپنی بہنوں کو بلاوجہ تنگ کرتے رہتے ہیں اور بہن کو صبر کرنا پڑتا ہے، تو اس کے اندر Tolerance (صبر) پیدا ہو جاتی ہے۔

چوتھی چیز: اگر لڑائی ہو جاتی ہے تو تھوڑی دیر کے بعد لڑائی کو ختم کرنا ہوتا ہے، اس کو کہتے ہیں: Conflict resolution، تو وہ جلدی سے اپنے Conflict (جھگڑے) کو Resolve (حل) بھی کر لیتے ہیں۔

پانچویں چیز: پھر اُن کے اندر Assertiveness پیدا ہو جاتی ہے۔

Assertiveness کہتے ہیں اپنی بات منوا لینے کو۔ آپس میں مشورہ کر رہے ہوتے ہیں تو بہن کہتی ہے: ایسے کرنا چاہیے۔ بھائی کہتا ہے: ایسے کرنا چاہیے۔ وہ ایک دوسرے کو Arguments (دلائل) دیتے ہیں، ایک دوسرے کو منواتے ہیں۔ چنانچہ جس کی Personality زیادہ Strong (مضبوط) ہوتی ہے وہ اپنی بات کو منوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

چھٹی چیز: پھر بہن بھائی ایک دوسرے کے ساتھ جب کھیلتے ہیں تو اُن کو ایک دوسرے کے ساتھ Negotiate (بات چیت) کرنا پڑتا ہے تو اُن کے اندر Negotiating skills (گفتگو کرنے کا طریقہ) بھی آجاتا ہے۔

بہر حال! بہن کا رشتہ ایسا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے بھائی سے محبت کرتی ہے، اس کو Support کرتی ہے۔ Morally (اخلاقی طور پر) بھی، اور اگر Financially (مالی لحاظ سے) ضرورت ہو تو پھر بھی Support کرتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بہن کی قربانی:

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے جوانی میں سفر پر جانا چاہتے تھے، تاکہ علم حاصل کر سکیں، مگر اُن کے پاس خرچہ نہیں تھا، کئی دن ایسے ہی گزر گئے، تو آپ کی بہن نے محسوس کیا کہ میرا بھائی سفر پر جانا چاہتا ہے، مگر سفر کا خرچہ نہ ہونے کی وجہ سے سفر مؤخر ہوتا جا رہا ہے، تو بہن نے اپنے زیورات بیچے اور اس سے جو پیسے ملے اس نے وہ اپنے بھائی کو ہدیہ کے طور پر پیش کر دیے اور کہا کہ آپ یہ پیسے لیں اور سفر کریں اور علم حاصل کریں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ نے تو اپنا سارا زیور ہی بیچ دیا؟ تو بہن نے جواب دیا کہ اللہ اس کے بدلے مجھے بہشتی زیور عطا فرمائیں گے

ایک بہن کی اپنے بھائی سے بے مثال محبت:

ایک حاکم نے تین آدمیوں کو پکڑا: ان میں سے ایک باپ تھا، ایک بیٹا تھا اور ایک اس کا Brother in law (برادرِ نسبتی) تھا، یعنی بیوی کا بھائی تھا۔ اور حاکم چاہتا تھا کہ ان تینوں کو قتل کروا دے۔ جب اُس آدمی کی بیوی کو یہ اطلاع ملی تو وہ حاکم کے دربار میں آئی اور اس نے آکر خوب اُودھم مچایا کہ میرے گھر کے تین افراد ہیں اور تینوں کو اگر آپ قتل کروا دیں گے تو میرا محرم کون باقی رہے گا؟ میں پھر زندگی کیسے گزاروں گی؟ جب اس عورت نے ایسی باتیں کیں تو حاکمِ وقت نے کہا: اچھا! ان تینوں میں سے تم کسی ایک کو چن لو، میں اس کو قتل نہیں کروں گا، باقی دو کو قتل کر دوں گا۔ اب لوگ Expect (توقع) کر رہے تھے کہ یہ اپنے بیٹے کو چنے گی، کیونکہ ماں بیٹے کا رشتہ ایسا ہے کہ ماں ہر حال میں اپنے بیٹے کی حفاظت کرتی ہے۔ بعض سوچ رہے تھے کہ نہیں! یہ اپنے خاوند کو چنے گی، اس لیے کہ یہ بیوی ہے اور بیوی کے لیے خاوند کی زندگی اہم ہے، مگر اس عورت کو جب اختیار دیا گیا کہ وہ اِن تینوں میں سے کسی ایک کو چن لے تو اس عورت نے اپنے بھائی کو چن لیا کہ میرے بھائی کو آپ قتل نہ کرو، باقیوں کو آپ بے شک قتل کر دو۔ حاکمِ وقت بڑا حیران ہوا!! اس نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے بھائی کو کیوں چنا ہے؟ اور باقی دو کو کیوں نہیں چنا؟ اس عورت نے جواب دیا: میں جوان العمر ہوں، اگر آپ میرے خاوند کو قتل بھی کر دیں تو اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا رشتہ بھیج دیں گے اور میں دوسرا نکاح کر لوں گی، مجھے اللہ پھر خاوند دے دیں گے، اور اگر اللہ نے دوسرا خاوند مجھے دے دیا تو اس خاوند کے ذریعے سے اللہ مجھے دوسرا بیٹا بھی عطا فرما دیں گے، تو مجھے خاوند بھی دوسرا مل

سکتا ہے اور بیٹا بھی دوسرا مل سکتا ہے، لیکن میرے ماں باپ دنیا سے فوت ہو چکے ہیں اور میرا ایک ہی بھائی ہے، اب مجھے کوئی دوسرا بھائی نہیں مل سکتا، اس لیے میں نے اپنے بھائی کو چن لیا ہے۔ اس عورت کی اس بات کا حاکم کے اوپر اتنا اثر پڑا کہ اس نے تینوں آدمیوں کو معاف کر دیا اور قتل کا حکم واپس لے لیا۔

معلوم ہوا کہ بہنوں کو بھائیوں سے ایسی محبت ہوتی ہے جو اَٹل اور پائیدار ہوتی ہے۔

قصہ ایک مثالی بہن کا:

چنانچہ تاریخِ اسلام پڑھیں تو ایسے واقعات بھی پڑھنے میں آتے ہیں کہ جس کو پڑھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ بہنیں بھائیوں کے لیے اتنا کچھ کر سکتی ہیں......!

ایک مرتبہ رومیوں کے خلاف جہاد کے دوران حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رجزیہ اشعار ترنم کے ساتھ پڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے سرخ عمدہ گھوڑے پر ایک شہسوار کو دیکھا، جس کے ہاتھ میں لمبا چمکدار نیزہ تھا۔ اس کے چلنے پھرنے سے بہادری، دانائی اور جنگی مہارت نمایاں تھی۔ زرہ کے اوپر سیاہ لباس پہن رکھا تھا، پورا بدن اور چہرہ چھپا ہوا تھا، سبز عمامے سے کمر خوب کس لی تھی اور فوج کے آگے آگے شعلۂ جوالہ کی طرح گردش کر رہا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تمنا کی کہ کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شہسوار کون ہے؟ واللہ! یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ سب لوگ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے، لشکر اسلام جب کفار کے قریب پہنچا تو لوگوں نے اس شہسوار کو رومیوں پر ایسا حملہ آور ہوتے دیکھا جس طرح باز، چڑیوں پر جھپٹتا ہے۔ اس کا ایک حملہ تھا جس نے دشمن کے لشکر میں تہلکہ مچا دیا اور مقتولین کے ڈھیر لگا دیے، وہ بڑھتے بڑھتے لشکر

روم کے وسط تک گھستا چلا گیا۔ گویا وہ کوندتی ہوئی بجلی تھی کہ آناً فاناً چند جوانوں کے سروں پر چمکتی ہوئی گرتی، دو چار کو بھسم کر کے اور پانچ سات کے بدن پر گر کر پھر اسی جگہ نمودار ہوئی۔ اس سوار کا نیزہ جس وقت وسط لشکر سے باہر آیا تو خون آلود تھا۔ وہ چونکہ اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال چکا تھا اس لیے دوبارہ پلٹا اور کافروں کے لشکر کو چیرتا ہوا اندر گھستا چلا گیا۔ جو سامنے آیا اس کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔

کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ شخص صرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔ رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے حیرانگی کے عالم میں خالد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں ہے، میں خود حیران ہوں کہ یہ ہے کون؟

پھر عمومی حملہ ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ لشکر کے آگے کھڑے تھے۔ انہوں نے اچانک اس سوار کو خون میں لت پت دیکھا۔ اس کا گھوڑا پسینے سے شرابور تھا۔ وہ رومیوں کے لشکر کے بیچ سے شعلۂ جوالہ کی طرح نکلا۔ رومیوں کا کوئی بھی سپاہی مقابلہ کے لیے آتا تو پشت دکھا کر بھاگتا اور یہ شخص تنہا کئی کئی آدمیوں سے مقابلہ کرتا تھا۔ بالکل رومیوں کے درمیان لڑ رہا تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کر کے اس کے اردگرد کفار سے اس کو بچا لیا اور وہ شخص لشکر اسلام میں واپس پہنچ گیا۔ مسلمانوں نے جب اس کو دیکھا تو گویا کہ وہ گلاب کے پھول کی ایک ارغوانی پنکھڑی تھی، جو خون میں رنگی ہوئی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تو نے اپنے غصے کو اللہ کے دشمنوں پر خوب ٹھنڈا کیا اور فی سبیل اللہ بڑا جہاد کیا، ذرا بتاؤ کہ تم کون ہو؟

اس سوار نے کچھ نہ بتایا اور پھر جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے

فرمایا: اللہ کے بندے! تو نے تو مجھے اور تمام مسلمانوں کو بے چینی میں ڈال دیا ہے، تو اس قدر بے پرواہ ہے، تو آخر کون ہے؟ اس اصرار پر پردہ کی حالت میں نسوانی لہجے میں سوار بولنے لگا: میں نے نافرمانی کی وجہ سے اعراض نہیں کیا ہے، بلکہ مجھے شرم آتی ہے، کیونکہ میں مرد نہیں ہوں، بلکہ ایک عورت ذات ہوں۔ مجھے میرے دردِ دل نے اس میدان میں اُتارا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون عورت ہے؟ فرمایا: ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ بنت ازور ہوں۔ بھائی کی گرفتاری کا پتہ چلا تو وہی کیا جو آپ نے دیکھا۔ جب بھائیوں پر مصیبت آتی ہے تو بہنیں کام آیا کرتی ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت روئے اور پھر فرمایا: سب کو متفقہ حملہ کرنا چاہیے۔ اللہ سے امید ہے کہ ضرار کو قید سے رہائی دلا دے گا۔ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: عمومی حملہ میں بھی میں پیش پیش رہوں گی۔

رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں خالد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ہمارے آگے سے خولہ نے ایسا حملہ کیا کہ رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا اور ان پر خولہ کا حملہ اتنا سخت رہا کہ آپس میں کہنے لگے: اگر سب عرب اسی طرح بہادر ہیں تو ہم کبھی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

پھر خالد رضی اللہ عنہ نے بھرپور حملہ کیا، رومیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے، مگر ان کے سردار نے جوش دلایا تو وہ کچھ جم گئے۔ بالآخر خالد رضی اللہ عنہ کا حملہ اتنا سخت ہو گیا کہ رومیوں کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ رومیوں کے سردار ''وردان'' تک پہنچ جائیں، مگر چاروں طرف سے ان کے لوگوں نے اس کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ رومیوں کے لشکر اور دستے کے دستے چیرتی ہوئی قلب تک پہنچ جاتی تھیں

اور زور زور سے پکارتی تھیں:

''ہائے ضرار کا بدلہ......!''

اور کچھ اشعار پڑھتی جاتی تھیں، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''ضرار کہاں ہے؟ میں آج انہیں نہیں دیکھتی اور نہ انہیں میرے اقرباء اور میری قوم دیکھتی ہے۔ اے میرے اکلوتے بھائی اور ماں جائے بھائی! میری عیش کو تم نے مکدر کر دیا اور میری نیند کو کھو دیا۔''

اس فریاد سے عام مسلمان بھی روتے تھے۔ اب مسلمان متفرق طور پر اپنی اپنی جگہ میں مصروفِ جنگ تھے۔ وقتِ زوال تک گھمسان کی لڑائی جاری تھی، مگر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا کہیں پتہ نہ چلا۔ خولہ رضی اللہ عنہا مسلسل اپنے بھائی کو تلاش کر رہی تھیں، مگر کہیں سراغ نہ ملا۔ رونے لگیں اور کہا:

''اے میرے بھائی! کاش! مجھے یہ خبر ہوتی کہ کیا تمہیں جنگل میں ڈال دیا گیا ہے یا کہیں ذبح کر دیا گیا ہے؟ تمہاری بہن تم پر قربان! افسوس کہ مجھے یہ خبر ہو جاتی کہ تم سے کبھی پھر ملوں گی بھی یا نہیں۔ بھائی! واللہ! تم نے اپنی بہن کے دل میں ایک ایسی سلگتی ہوئی چنگاری چھوڑی ہے جس کے شرارے کبھی ٹھنڈے نہیں ہو سکتے، تم اپنے والد ماجد سے جا ملے ہو، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہید ہوئے تھے، میری طرف سے تمہیں قیامت تک سلام پہنچتا رہے۔''

یہ سن کر قریب کے تمام مسلمان روئے۔

تھوڑی دیر کے بعد اچانک کفار کے لشکر سے کچھ سوار اس طرف تیزی سے آتے ہوئے دیکھے گئے اور ''لفون لفون'' (امان مانگتے ہیں) کہتے ہوئے آگے آئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو امان دے دو اور میرے پاس لے آؤ۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم ''وردان'' کی فوج کے لوگ ہیں اور حمص کے رہنے والے ہیں، ہم صلح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صلح تو حمص پہنچ کر ہوگی، یہاں پر قبل از وقت ہم صلح نہیں کر سکتے، البتہ تم کو امان ہے۔ جب اللہ فیصلہ کرے گا اور ہم غالب آئیں گے تب وہاں پر بات ہوگی، ہاں! یہ بتاؤ کہ ہمارے ایک بہادر جس نے تمہارے سردار کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے متعلق تم کو کچھ معلوم ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا: شاید آپ ان کے متعلق پوچھتے ہیں جو ننگے بدن تھے اور جنہوں نے ہمارے بہت سے آدمیوں کو مارا اور سردار کے بیٹے کو بھی قتل کیا تھا؟ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! وہی ہے۔ انہوں نے کہا: جس وقت وہ قید ہوئے اور وردان کے پاس پہنچے تو وردان نے اس کو سو سواروں کی جمعیت میں حمص روانہ کیا تھا، تاکہ بادشاہ کے پاس پہنچایا جائے اور اپنی شجاعت بادشاہ کو دکھلائی جائے۔

یہ سن کر خالد رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: تم راستوں کو اچھی طرح جانتے ہو، اپنی مرضی کے جوانوں کو لے کر حمص پہنچنے سے پہلے ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑاؤ اور اپنے رب کے ہاں اجر پاؤ۔

رافع رضی اللہ عنہ نے ایک سو جوانوں کو چن لیا اور جا ہی رہے تھے کہ خولہ رضی اللہ عنہا نے منت سماجت کر کے خالد رضی اللہ عنہ سے جانے کی اجازت حاصل کر لی اور سب لوگ رافع کی سرکردگی میں ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لیے حمص روانہ ہو گئے۔

رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کا دستہ تیزی سے چلا اور ''سلیمہ'' کے مقام پر پہنچ کر انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ! دشمن ابھی آگے نہیں گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے وادئ

حیات میں اپنے رسالہ کو چھپا دیا۔ یہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ غبار اُڑتا ہوا دکھائی دیا۔ رافع نے مسلمانوں کو بیداری کا حکم دیا۔ مسلمان تیار بیٹھے تھے کہ کفار پہنچ گئے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ ان کی قید میں تھے اور درد بھرے لہجے میں اشعار پڑھ رہے تھے:

''اے مخبر! میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں قیدی ہوں اور مشکیں بندھا ہوا ہوں۔ شام کے کافر اور بے دین میرے گرد جمع ہیں اور تمام زرہ پہنے ہوئے ہیں۔ اے دل! تو غم وحسرت کی وجہ سے مرجا اور اے جواں مردی کے آنسو! میرے رخسار پر بہہ جا۔ کیا تو جانتا ہے کہ میں پھر ایک دفعہ اپنے اہل اور خولہ کو دیکھوں گا اور میں اس عہد کو یاد دلاؤں گا جو ہمارے اندر تھا؟''

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے زور سے آواز دی کہ اے بھائی! تیری دعا قبول ہوگئی، اللہ کی مدد آ گئی، میں تیری بہن خولہ ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے زور سے تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا۔ اس کے بعد دیگر مسلمان بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔

حضرت حمید بن سالم فرماتے ہیں: میں بھی اس لشکر میں شریک تھا۔ مسلمانوں کی تکبیر کی وجہ سے ہمارے گھوڑے بھی خوشی کے مارے ہنہنانے لگے۔ ہر ایک مسلمان نے ایک ایک کافر کو قابو کر لیا اور ایک گھنٹہ میں سب کا کام تمام ہو گیا۔ سب کافر واصل جہنم ہوئے اور ضرار رضی اللہ عنہ کو اللہ نے رہائی دلوائی اور مال غنیمت مسلمانوں کو مل گیا۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مبارک اور دلیر ہاتھوں سے بھائی کی رسیاں کھول دیں اور سلام کیا۔ ضرار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو شاباش دی اور مرحبا کہا۔ ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں لیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، خدا کا شکریہ ادا کیا اور کچھ اشعار پڑھے۔

[صحابہ کرام کے جنگی معرکے، اردو ترجمہ فتوح الشام للواقدی: ص ۷۳]

آپ ذرا غور کیجیے کہ ایک بہن اپنے بھائی کی محبت میں اس طرح کا بھی قدم اُٹھا لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہنوں کو جزائے خیر عطا فرمائے! جو اپنے بھائیوں پر قربان ہوتی ہیں، ان کی عزتیں بناتی ہیں، ان کو زندگی میں محبت دیتی ہیں، Support دیتی ہیں، ان کی Care Taking (خیال) کرتی ہیں۔ یہ بہن کا رشتہ بھائی کے ساتھ بہت گہرا رشتہ ہے، اس لیے جب بچے چھوٹے ہوں تو ماں ان کو اپنے بھائی کا تعارف کرواتی ہے کہ وہ تمہارے ماموں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت و پیار کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے! بعض بہنیں طبیعت کی تیز ہوتی ہیں، بالکل مرچ کی طرح ہوتی ہیں، ذرا سی بات پر مرچ لگ جاتی ہے اور وہ اپنے بھائیوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بددُعائیں دینا شروع کر دیتی ہیں، ایسی بہنیں اللہ کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہوتیں۔ شریعت بھی اس چیز کی اجازت نہیں دیتی۔ اگر بھائی تنگ بھی کرے تو بہنوں کو چاہیے کہ صبر سے کام لیں اور اُن کو دعائیں دیں۔

بہنوں کی خدمت میں ایک اہم گزارش:

جو بہنیں بھائیوں کو بددُعائیں دیتی ہیں تو پھر بعد میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ وہ ان بد دُعاؤں کی وجہ سے خود پریشان ہوتی ہیں اور ساری زندگی روتی رہتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو بددُعا دی تھی۔ کیا پتہ کہ جس وقت آپ اپنے بھائی کو بددُعا دے رہی ہیں وہ لمحہ قبولیت کا ہو، اور آپ کی وہ بددُعا قبول ہو جائے، جس کی وجہ سے آپ کے بھائی کا نقصان ہو جائے۔

اس لیے بہنوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ بھائیوں کی ان بے اعتدالیوں پر صبر کر
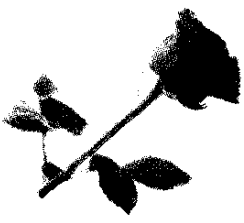
لیا کریں اور ان کو کبھی بھی بد دعا نہ دیں، ہمیشہ دعائیں دیں، محبت پیار دیں، عزت دیں اور قدر کریں۔ ایک دن کا بھائی ہو تو بہن کے لیے وہ بھی سر کا سایہ ہوتا ہے، باپ کے مانند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گھروں کے اندر اُلفت و محبت کے ساتھ، نیکی و تقویٰ کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

مثالی بیوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ [الروم:۲۱]

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ایک عورت مثالی بیوی کیسے بن سکتی ہے؟

آج کا عنوان ہے:Exemplary wife (مثالی بیوی)۔ایک عورت مثالی بیوی کیسے بن سکتی ہے؟ بہترین بیوی کیسے بن سکتی ہے؟ تو دین اسلام نے میاں بیوی کی زندگی کو اچھا بنانے کے لیے بہت ساری تفصیلات بتائی ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
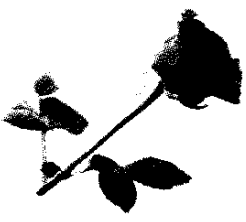
احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ اِزدواجی زندگی سے متعلق ہے۔اِن تعلیمات کا اصل مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی پُرسکون زندگی گزاریں، نیکوکاری کی زندگی گزاریں، تاکہ دنیا کی زندگی میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت کی زندگی میں بھی کامیاب ہوں۔

اس عنوان پر دُنیا میں Research (تحقیق) بھی بہت ہوئی ہے۔جس یونیورسٹی کو بھی دیکھ لیں تو پتہ چلے گا کہ وہاں کے بڑے بڑے ماہرین نفسیات اور پی ایچ ڈی ڈاکٹرز نے اس موضوع پر کہ میاں بیوی کے آپس کے تعلق کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے؟ Research کرتے ہوئے پوری پوری زندگی کھپادی۔

چنانچہ شریعت نے ایک بہت اصولی بات بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہارا جوڑا بنا دیا، تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو۔یعنی قرآن مجید کی نظر میں شادی کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ خاوند بیوی کے ذریعے سکون پائے اور بیوی خاوند کے ذریعے سے سکون پائے۔اور فرمایا کہ اس میں سوچنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

واقعی اللہ رب العزت نے رحمت فرمائی اور انسان کی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے اُس نے آسانیاں فرمادیں۔اب اللہ تعالیٰ نے عورت کا Indoor Design بنایا ہے، نرم و نازک طبیعت بنائی ہے۔گھر کے سارے کام کرنے کے لیے حسنِ طبیعت کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ عورت کو عطا کی گئی ہے۔اور مرد کا اللہ تعالیٰ نے Outdoor design (خارجی ساخت) بنایا ہے۔چنانچہ باہر کے کاموں کے لیے مرد کی ذمہ داری لگائی۔اور گھر کے اندر دین اسلام نے خاوند کو Manager (ذمہ دار) بنادیا۔

مرد کو عورت کا نگران بنانے کی وجوہات:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَآءِ﴾[النساء:۳۴]

''مرد عورتوں کے نگران ہیں۔''

اس کی چند بنیادی وجوہات ہیں: ایک وجہ تو یہ ہے کہ عورت کو Protection (حفاظت) تو مرد ہی دیتا ہے۔ عورت کمزور ہے، اس کو اپنی جان کی بھی حفاظت کرنی ہے، مال کی بھی حفاظت کرنی ہے اور عزت و آبرو کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ اب یہ تینوں کام کرنے کے لیے اس کو مرد کی Help (مدد) چاہیے، لہٰذا اللہ رب العزت نے مرد کو ذمہ دار بنا دیا کہ گھر کے سارے کاموں کے لیے یہ ذمہ دار ہے۔

اور مرد جو فیصلہ بھی کرتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے، کیونکہ وہ گھر کا امیر ہے اور امیر کے فیصلے میں برکت ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ میاں بیوی میں سے عورت زیادہ ذہین ہو اور مرد کم لکھا پڑھا ہو اور کم ذہین ہو، لیکن جو برکت ہے وہ مرد ہی کے فیصلے میں ہوگی۔ تو عقل مند عورتیں اپنے مرد کے ذریعے فیصلے کروا لیتی ہیں، تاکہ اُن کے فیصلوں میں برکت آجائے۔ عورت بہت عقل مند اور سمجھدار ہوتی ہے، مگر جذبات کی رو میں جلدی بہہ جاتی ہے۔ اگر اس کے اندر جذباتی پن نہ ہوتا تو نہ وہ خاوند کو بہت محبت دے سکتی اور نہ وہ اپنے بچوں کو پیار دے سکتی۔ اس کے اندر جذبات کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ تب ہی تو بچے کی ولادت کے بعد اُس کا دن اور رات ایک ہوتا ہے، نہ اُسے کھانے کی فکر، نہ پینے کی فکر اور نہ اپنے سونے کی فکر، بس ہر وقت اپنے بچے کی خاطر کام کے لیے تیار ہوتی ہے۔ بچے کی خاطر اپنے آپ کو کھپا دیتی ہے، اس لیے کہ بچے کی محبت دل میں ہوتی ہے،

ورنہ تو اگر اس کے اندر یہ جذبات Strong (قوی) نہ ہوتے، feelings (احساس) Strong (قوی) نہ ہوتیں تو بچے کی پیدائش کے بعد خاوند سے کہتی: تمہارا بچہ ہے، اب کسی کے ذمہ لگا دو کہ وہ اس کو پالے، اور خود ایک طرف ہو جاتی، مگر اللہ نے آسانی فرما دی کہ ماں کے دل میں بچوں کی محبت ڈال دی، اس لیے وہ اپنے بچوں کے لیے چوبیس گھنٹے کی نوکرانی ہوتی ہے۔

مرد کی اچھائی کا اندازہ کس چیز سے لگایا جائے گا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي.)) [صحیح ابن حبان، حدیث: ۴۱۷۷]

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہوں۔''

یعنی کسی مرد کی اچھائی کا اندازہ اس کے Business (کاروبار) سے نہیں لگائیں گے، اس کے دوستوں کی محفل سے نہیں لگائیں گے، بلکہ اس کی اچھائی کا اندازہ اس سے لگائیں گے کہ یہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ کتنی اچھی زندگی گزارتا ہے؟ کتنے اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گزارتا ہے؟ جو خاوند اپنی بیوی کے ساتھ محبت سے پیش آئے، اپنے بچوں کی اچھی طرح نگرانی کرے، اُن کی مدد کرے، اُن کی ضروریات کو پورا کرے اور گھر کے لوگوں کے لیے رحمت کا سبب بن کر رہے، ایسا خاوند بہترین خاوند ہوتا ہے۔ پھر انسان زندگی میں پیسہ خرچ کرتا ہے، اس کو ثواب ملتا ہے، مثلاً: غریب کو دے دیا تو صدقہ کا ثواب مل گیا، مسجد بنا دی تو صدقے کا ثواب مل گیا، لیکن شریعت نے کہا کہ جو پیسہ انسان اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے اس پیسے پر اس کو بہترین صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

پھر مرد کی Duty (ذمہ داری) لگائی کہ وہ گھر کے کام کاج میں دلچسپی لے، عورت کی ضرورت کو محسوس کرے اور اس میں اس کی Help (مدد) کرے، عورت کو Help کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن گھر، گھر والی کا ہوتا ہے، عورت کو ''گھر والی'' اس لیے کہتے ہیں کہ عورت کی وجہ سے گھر آباد ہوتا ہے اور عورت ہی کی وجہ سے گھر برباد ہوتا ہے۔

والدہ صاحبہ کی انمول بات:

ہماری والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں:

''مرد اگر کدال لے کر اپنے گھر کو برباد کرنا چاہے تو وہ برباد نہیں کر پاتا، عورت اگر سوئی لے کر اپنے گھر کو برباد کرنا چاہے تو جلدی کر لیتی ہے۔''

اُس وقت میری تو عمر چھوٹی تھی، میں اپنی والدہ سے یہ بات حیران ہو کر پوچھتا تھا کہ امی! یہ کیسے ممکن ہے کہ عورت سوئی لے کر گھر کو جلدی گرا لیتی ہے اور مرد کدال سے بھی اپنے گھر کو نہیں گرا سکتا؟ تو امی مجھے کہتی تھیں: بیٹے! تم چھوٹے ہو، تم ابھی یہ بات نہیں سمجھ سکو گے، لیکن حقیقت یہ ہی ہے: ''مرد کدال لے کر بھی گھر گرانا چاہے تو نہیں گرا پاتا، عورت اگر سوئی لے کر گھر گرانا چاہے تو وہ گرا لیتی ہے۔'' تو گھر کو آباد کرنا عورت کی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے۔ گھر آباد کرنے کا سب سے بہتر اُصول یہ ہے کہ آپس میں محبت پیار کی زندگی گزاریں۔

میاں بیوی کی خوشحالی کا راز:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط﴾ [الروم:۲۱]

''اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے۔''

چنانچہ اگر میاں بیوی مودّت اور رحمت کی زندگی گزاریں گے تو خوشیوں والی زندگی گزاریں گے۔ رزق کم زیادہ ہونا یہ ایک الگ بات ہے۔ میاں بیوی کو کھانے کے لیے چاہے روٹی بھی نہ ملے، مگر آپس میں اُلفت ومحبت ہو تو وہ بہت خوشیوں والی زندگی گزارتے ہیں اور اگر آپس میں اُلفت ومحبت نہ ہو تو پھر پراٹھے بھی پکے ہوئے ہوں تو انسان کی زندگی عذاب ہوتی ہے۔

بہترین بیوی بننے کے لیے چھ نکات

اس عنوان پر Scientific دور میں بہت Research (تحقیق) کی گئی ہے کہ گھر میں عورت ایک بہترین بیوی کیسے بن کر رہ سکتی ہے؟ تو چھ بڑے Points (نکات) ہیں جن کو جب کھولا گیا تو پتہ چلا کہ واقعی وہ بہت اہم ہیں۔ ہر عورت کو چاہیے کہ وہ اِن چھ Points کو ذہن میں رکھے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرے۔

پہلا نکتہ:

ان میں سے پہلا ہے: Communication ۔ Communication کہتے ہیں کہ خاوند کو اپنا نقطۂ نظر سمجھانا، پہنچانا، بتانا، اس میں عورتوں کی ایک فطرت ہوتی ہے کہ وہ Direct بات نہیں کرتیں، وہ اشارے کرتی ہیں، پھر کہتی ہیں کہ خاوند خود ہی سمجھے۔ حالانکہ صاف بات کرنا، یہ زیادہ بہتر ہوتا ہے، مگر وہ صاف بات کرنے کے بجائے اشارے کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اس کو خاوند Translate خود کرلے گا۔ اور جو سمجھدار خاوند ہوتے ہیں وہ تو اس بات کو سمجھتے ہیں اور Translate کر لیتے ہیں،

لیکن جو اتنے زیادہ سمجھدار نہیں ہوتے وہ Translate نہیں کر پاتے، جس کی وجہ سے پھر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ Arguments شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سب سے بڑی بات Express feelings effectively جو اپنے احساسات جذبات ہیں ان کو خاوند کے سامنے بہت Dearly اور Effectively انسان express کرے، تاکہ اس کو صحیح پتہ چلے کہ مسئلہ کیا ہے......؟

دوسرا نکتہ:

پھر ایک دوسری اہم بات یہ ہے کہ Positive tone ہونی چاہیے۔ Do not blame کہ جب بھی عورت کوئی بات کرے تو Positive tone میں بات کرے۔ بات بات پر Blame نہ کرے۔ عورتوں میں یہ ایک کمزوری ہم نے دیکھی ہے کہ ذرا سی کوئی بات ہو جاتی ہے تو جس دن شادی ہوئی تھی اس دن سے شروع کر دیتی ہے کہ رخصتی کے دن تمہاری والدہ نے ایسے کیا تھا، تمہاری بہن نے ایسے کیا تھا اور اس وقت تم نے کچھ نہیں کہا تھا، یعنی گڑھے مُردے اُکھاڑنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ چیز گھر کی بربادی کا سبب بنتی ہے۔ Positive tone ہونی چاہیے۔ should not blame and ہر بات میں خاوند کو Blame نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرے بندے کے اندر کوتاہیاں ہوتی ہیں، غلطیاں ہوتی ہیں، Weakness ہوتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہر چیز کو برائی بنا دیا جائے۔

تیسرا نکتہ:

پھر Admit when hurt جب آپ کا دل دکھے تو آپ اس کو تسلیم کریں،

بتائیں: Stop reading your husband's mind۔ یہ وہ غلطی ہوتی ہے وہ سو میں سے ۹۹ خواتین کرتی ہیں کہ Husband کا Mind پڑھنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس میں غلطی کھاتی ہیں۔

چوتھا نکتہ:

پھر ایک بہت اہم Point ہے: Talk to your husband not about your husband۔ یہ Husband سے بات نہیں کرتیں، بلکہ Husband کے بارے میں ہر کسی سے بات کرتی ہیں، بہن سے کریں گی، ماں سے کریں گی، پڑوسن سے کریں گی، گھر آنے والی کوئی بھی عورت ہوگی اس سے کریں گی، ہر کسی سے Husband کے بارے میں بات کریں گی، لیکن خود Husband سے بات نہیں کریں گی۔ تو Communication جتنی بہتر ہوگی اتنا میاں بیوی کا تعلق بہتر ہوگا۔

پانچواں نکتہ:

پھر اگلا point ہے: Choose your battles، یعنی میاں بیوی میں کئی دفعہ اختلاف بھی ہو جاتے ہیں، تو اُصولی اختلاف ہونے چاہییں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر اختلاف کرنا، جھگڑا کھڑا کر دینا، یہ اچھا نہیں ہوتا۔ اگر انسان Stand لے تو کسی مضبوط Point پر Stand لینا چاہیے۔ چنانچہ Take stand on principles اور Give up control to take more power اور گھر کا Control خاوند کو دو، تا کہ تمہاری Power اور زیادہ ہو جائے، اور Don't be hurdle in husband's way ہر کام میں خاوند کے راستے کی رکاوٹ نہ بنے۔ کوئی بھی کام ہو، خاوند کرنا چاہتا ہے تو

اُس میں رُکاوٹ ڈال دینا، رکاوٹ بن جانا، یہ اچھا نہیں ہوتا۔ اور Avoid Criticism،criticism کو چھوڑ دینا چاہیے، خواہ مخواہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر یہ Criticismہی کرتے رہنا خاوند کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔

چھٹا نکتہ:

پھر چھٹا اہم pointہے:Respect him کہ اپنے خاوند کی عزت کرو۔ بہت ساری عورتیں اپنے خاوند کو ایک بڑی عمر کے لڑکے کی طرحDeal کرتی ہیں کہ یہ بڑی عمر کا بچہ ہے۔ یہ غلط بات ہوتی ہے۔ husband , husband ہے، اس کی Respect کرنی چاہیے۔

do not,Be loyal to him and show that you are loyal treat him like a childخاوند کے ساتھ وفاداری ہونی چاہیےاوراس کو وفاداری نظر بھی آنی چاہیے۔ بیوی کی ذمہ داری ہے کہShe should try to win the heart of her husband کہ Husband کا دل جیتے،Husbandکے دل میں اپنی محبت کو پیدا کرے،Be Constructive،Constructive سوچ ہونی چاہیے اور ایک اور اہمPoint ہے کہ اگر خاوند سے کوئی بات کرنی ہےتوFirst point out his good thingsپہلے اچھی باتوں کی نشاندہی کرو،Then point out his mistakes پھراس کیWeaknesses بتائیں۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ جب اُس نے بات کرنی ہوتی ہےتو ایسے بات کرتی ہے جیسے اس مرد کے اندر تو دنیا کی کوئی خوبی ہے ہی نہیں، سارے جہاں کی برائیاں اسی کے اندر آ گئی ہیں۔
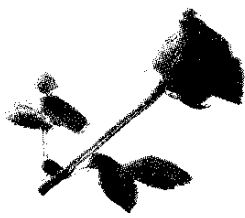
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمجھانے کا انداز:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھانا تھا کہ آپ تہجد کی پابندی کیا کرو۔ وہ جوان العمر تھے اور جوان لڑکوں کی نیند کافی گہری ہوتی ہے، اُٹھنا مشکل ہوتا ہے۔تو حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ.)) [صحیح بخاری، حدیث:۳۷۳۸]

''عبداللہ کتنا اچھا آدمی ہے، کاش کہ یہ تہجد کی پابندی کرتا ہوتا!''

مطلب یہ کہ پہلے ان کی تعریف کی، اُن کی Achievement کا اعتراف کیا اور پھر ان کو بتایا کہ اس کو Improvement کیا کیا کرنی ہے۔ پوری زندگی کے لیے یہ بہترین دستور ہے کہ پہلے Achievements کا اعتراف کرو اور اس کے بعد اس کی Mistake کو بھی Mention کرو۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَآءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ.)) [ابوداؤد، حدیث:۲۱۴۲]

''اگر میں کسی شخص کو حکم دیتا کہ وہ مخلوق میں سے کسی کو سجدہ کرے تو میں بیویوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کریں۔''

اس سے اندازہ لگانا چاہیے کہ شریعت کی نظر میں خاوند کی Respect کتنی زیادہ ہے! وہ عورتیں بہت خوش نصیب ہوتی ہیں جو خاوندوں کی Respect کرتی ہیں۔ اس کے ذریعے سے وہ اپنے رب کی پسندیدہ بندیاں بن جاتی ہیں۔

ایک فرمانبردار بیوی کا واقعہ:

حدیث مبارکہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک صحابی کی شادی ہوئی تو ایک Double story گھر تھا۔ نیچے والی منزل میں عورت کے ماں باپ رہتے تھے اور اوپر کی منزل میں اُس کا خاوند رہتا تھا۔ ایک دفعہ خاوند کو کسی تجارتی سفر پر جانے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے Make sure کیا کہ گھر کے اندر ضرورت کی ہر چیز ہو، پھر جب الوداع ہونے لگا تو بیوی کو نصیحت کی کہ دیکھو! تم نے اوپر سے نیچے نہیں اُترنا۔ بیوی نے کہا: ٹھیک ہے۔ Husband چلا گیا۔

اب بیوی اوپر کی Storey میں رہ رہی ہے۔ اللہ کی شان کہ اس کے والد بیمار ہو گئے۔ اب یہ ایسا Close رشتہ ہے کہ انسان کا دل چاہتا ہے کہ اپنے والد کے پاس بیٹھے، اس کی تیمارداری کرے، خبر گیری کرے، خدمت کرے، مگر وہ عورت نیچے نہیں اُتری، حالانکہ اُتر سکتی تھی۔ تو اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیغام بھیجا: اے اللہ کے حبیب! میرے خاوند جب سفر پر جانے لگے تھے تو انہوں نے Clear لفظوں میں مجھے کہا تھا کہ تم نے نیچے نہیں اُترنا، لیکن اب Situation ایک نئی Develop ہو گئی ہے کہ میرے والد بیمار ہو گئے ہیں، تو کیا میں اُن کی تیمارداری کے لیے نیچے اُتر سکتی ہوں؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہیں! جو تمہیں تمہارے خاوند نے کہا تم اُسی پر عمل کرو۔ چنانچہ وہ عورت نیچے نہیں اُتری، والد کی طبیعت خراب ہوتی گئی، ہوتی گئی، حتیٰ کہ والد کی وفات ہو گئی۔ اب والد کی وفات ہو گئی، اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چاہتے تو فرما سکتے تھے کہ ٹھیک ہے، یہ ایک نئی صورت Develop ہو گئی ہے، اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم نیچے اُتر آؤ اور اپنے والد کا چہرہ دیکھ لو، مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا نہیں

کیا، بلکہ یہ ہی فرمایا کہ نہیں! چونکہ خاوند نے کہا تھا کہ نیچے نہیں اُترنا، اس لیے آپ نیچے مت اُترو۔ اب اس کے والد کو نہلایا گیا، کفن دیا گیا اور اس کا جنازہ گھر سے نکلا اور یہ لڑکی اس وقت بھی اپنے باپ کا آخری دفعہ چہرہ نہیں دیکھ سکی۔

آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ Emotionally یہ اس کے لیے کتنا Difficult کام تھا، لیکن وہ صحابیہ تھی، اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات پر عمل کر دکھایا اور اپنے خاوند کی بات کو پکا رکھا، خود اُوپر رہی، نیچے نہیں اُتری۔ خیر! والد کا جنازہ ہو گیا۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب جنازہ پڑھا کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت کو پیغام بھیجا کہ چونکہ تم نے اپنے خاوند کی بات کی لاج رکھی اور نیچے نہیں اُتری، تو تمہارے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا اور اس کو جنت عطا فرما دی۔ [اتحاف الخیرۃ للبوصیری، حدیث: ۳۲۰۶، المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث: ۷۶۴۸]

اس سے اندازہ لگائیں کہ شریعت کی نظر میں خاوند کی بات کی کتنی اہمیت ہوتی ہے!

مرد اپنی بیوی سے کیا چاہتے ہیں؟...... ایک ریسرچ:

چنانچہ ایک یونیورسٹی کی Research میں چار سو مردوں سے Interview کیے گئے، اور اُن سے پوچھا گیا کہ آپ اپنی بیوی سے کیا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: باقی ہر تنگی برداشت کر سکتے ہیں، لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ بیوی ہماری Respect کریں۔ جو بیوی اپنے خاوند کی Respect نہیں کرتی تو پھر Automatic وہ رشتہ Weak ہو جاتا ہے۔

2014 میں ایک کتاب میں ایک Research شائع ہوئی۔ اور وہ کتاب دنیا میں اتنی Popular ہوئی کہ اس کو Book of the year کا Award بھی دیا گیا۔

اُس Book میں ذکر کیا گیا ہے کہ بیوی اگر چاہتی ہے کہ اُس کا گھر آباد رہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے Husband کی Respect کرے۔

بیوی کے لیے مزید کچھ اہم باتیں:

※......ایک بات بڑی اہم ہے۔ وہ یہ کہ Let your husband be children's father یعنی خاوند کو بچوں کا باپ بننے دو۔ ہوتا یہ ہے کہ ماں خود تو بچوں کو مار بھی لیتی ہے اور کچھ نہیں ہوتا اور اگر خاوند ذرا سخت آواز سے بچوں کو بلا لے تو تڑپ جاتی ہے، جھگڑا شروع کر دیتی ہے اور کہتی ہے: چھوٹا بچہ ہے، آپ اس کا خیال نہیں کرتے، آپ کو تو بچوں سے محبت ہی نہیں۔ عورت کو سمجھنا چاہیے کہ ڈانٹ ڈپٹ کرنا، یہ زندگی کا حصہ ہے۔

※......پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ Discuss with him how to raise children یعنی بچوں کی تربیت کرنی ہے تو Husband سے Discuss کریں کہ ہمیں کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟ تا کہ ہمارے بچوں کی تربیت اچھی ہو سکے۔

※......Let your husband value your problem اگر خاوند کے ساتھ کسی بات میں اختلاف ہو گیا تو Try to understand the view point of your husband اپنے Husband کے View point کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ کئی مرتبہ عورتیں جذبات میں آجاتی ہیں اور اپنے خاوند کا View point سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتیں، بس جو ہانک رہی ہوتی ہیں اُس کے اوپر جمی ہوئی ہوتی ہیں۔

※......پھر ایک اور اہم بات یہ کہ Be open minded in an argument اگر کوئی Argument ہو بھی گیا تو اس میں Open minded بات کریں کہ دوسرا
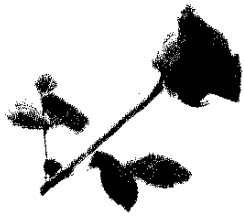
شخص کیا کہہ رہا ہے؟

❁......پھر ایک اور اہم بات یہ کہ Bring up issues at right time اگر کوئی مسئلہ Discuss کرنا ہے تو اس کو صحیح Time پر Discuss کرنا چاہیے۔ اس معاملے میں عورتیں بہت زیادہ غلطی کرتی ہیں۔ وہ اپنے مسئلے کو بچوں کے سامنے کئی دفعہ Discuss کرنا شروع کر دیتی ہیں یا اس وقت کرتی ہیں جب خاوند بہت تھکا ہوا ہوتا ہے یا وہ بہت زیادہ کسی کام کے اندر Busy ہوتا ہے۔ یہ تینوں اَوقات مسئلہ Discuss کرنے کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ جب خاوند پاس بیٹھا ہو اور Relax ہو اور بچے بھی پاس نہ ہوں تو اُس وقت مسئلہ Discuss کرنا چاہیے۔

❁......پھر ایک اور اہم بات یہ کہ Have realistic expectations یعنی میاں بیوی کو ایک دوسرے سے Expectations جو ہیں وہ Realistic رکھنی چاہییں۔

Do not develop negative feelings منفی احساسات کو بڑھنے نہ دیں۔

❁......یہ بھی یاد رکھیں: Learn to say sorry if you are wrong یعنی بات چیت کے دوران اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے یا آپ نے کسی غلط بات پر اپنے Husband کے ساتھ ذرا اکھڑ پن کا اظہار کر دیا ہے تو اس کی Sorry بھی کرنی چاہیے کہ مجھ سے یہ غلطی ہوگئی ہے، اُس وقت میں غصے میں تھی، میں نے ایسی بات کہہ دی، اس لیے آپ مجھے معاف کر دیں۔ مگر sorry کرنا تو ایک بہت ہی مشکل کام ہوتا ہے۔

❁......پھر میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں Roll with the changes، changes کے ساتھ عورت کو بھی Change ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر: شادی کے وقت عورت کی Situation اور ہوتی ہے، پھر اس کے بعد اس کا بچہ ہوگیا، تو

بچے کے ہونے کے بعد اس کے بدن کے اندر بھی تبدیلیاں آتی ہیں اور حالات کے اندر بھی تبدیلیاں آتی ہیں۔تو اس کے ساتھ Adjustment کر لینی چاہیے۔

❀......ایک اور بات یہ کہ Take care of your self یعنی عورت کو چاہیے کہ اپنا ضرور خیال رکھے۔ بہت ساری عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب ان کے بچے ہو جاتے ہیں تو اپنا خیال رکھنا چھوڑ دیتی ہیں۔ نہ Exercise کرتی ہیں، نہ اپنے کپڑوں کا خیال رکھتی ہیں اور اُن کی بہت ہی بھدی Personality بن جاتی ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ میں بیوی تو ہوں، لیکن بچوں کی ماں بھی ہوں اور گھر والی بھی ہوں۔ مان لیا کہ آپ یہ سب کچھ ہیں، مگر خاوند کی نظر میں اچھا بن کر رہنا، خوبصورت بن کر رہنا، یہ بیوی کی ذمہ داری ہوتی ہے اور شریعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے، اس لیے عورت اپنے صاف ستھرا رہنے کے لیے کپڑے بھی خریدے، جیولری بھی خریدے اور کوئی Perfume بھی خریدے۔ مرد کو چاہیے کہ وہ بیوی کو یہ چیزیں Provide کرے۔

❀......اور یہ بات سب سے Best ہے کہ Be your husband's friend یعنی اپنے خاوند کی بہترین دوست بن کر رہو۔ ایسی Equation خاوند کے ساتھ رکھو کہ خاوند کو ذرا سی کوئی بات پیش آئے تو سب پہلے آپ سے آ کر Discuss کرے۔ اور یہ چیز تب پیدا ہوتی ہے جب Difficult time میں عورت اپنے خاوند کی مددگار بنے اور اس کی اچھی باتوں کی تصدیق کرے۔ اکثر عورتیں جو شکوے کرتی ہیں کہ خاوند توجہ نہیں دیتے اور گھر میں پریشانی ہے، وہ اپنے آپ سے ایک Question پوچھیں کہ کیا میں اپنے Husband کی Best friend ہوں، تو اُن کا دل گواہی دے گا کہ آپ کہاں Best friend، آپ تو Husband کی دشمن بن کر زندگی گزار رہی ہیں۔

خوشحال بیوی کے لیے بارہ اہم پوائنٹ

Twelve secrets of happily married women یعنی جو عورتیں اپنی ازدواجی زندگی خوشیوں کے ساتھ گزار رہی ہوتی ہیں اُن عورتوں کے لیے بارہ points خاص ہیں۔

پہلا پوائنٹ:

پہلا Point یہ ہے کہ ایک امریکن یونیورسٹی کی 27 years کی Research ہے کہ خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے والی عورت کو آدھا گھنٹہ Daily Exercise کرنی چاہیے، تاکہ اس کی Body Fit رہے اور وہ صحت مند زندگی گزار سکے۔

دوسرا پوائنٹ:

دوسرا یہ کہ عورت کو چاہیے کہ مناسب کھانا کھائے، اچھی Nutrition حاصل کرے، تاکہ اس کے بدن کے اندر طاقت رہے۔ بعض بچیاں Smart ہونے کے شوق میں اتنی زیادہ Dieting کرتی ہیں کہ اُن کے لیے اُٹھ کر کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر کہتی بھی ہیں کہ میں اُٹھ کر کھڑی ہوتی ہوں تو میرا سر چکراتا ہے۔

تیسرا پوائنٹ:

تیسرا پوائنٹ یہ کہ Take care of your appearance یعنی اپنی Appearance کا خیال رکھنا چاہیے، مگر اس میں بھی ایک Budget ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ خاوند کی ساری کی ساری تنخواہ ہی اسی پر اُڑا دی جائے۔

اور عورت کو چاہیے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ ضرور نہائے، تاکہ جسم صاف ستھرا رہے اور اپنے کپڑے بھی تبدیل کرے۔

چوتھا پوائنٹ:

چوتھا پوائنٹ یہ ہے کہ Nurture intellect یعنی اپنے دماغ کو بھی خوراک پہنچانی چاہیے، تاکہ اس کا Brain کام کرتا رہے۔ Be soft and compassionate یعنی عورت کو چاہیے کہ اس کی طبیعت میں نرمی ہو اور خاوند کے ساتھ پیار محبت کے ساتھ رہے۔

پانچواں پوائنٹ:

پھر ایک بڑا اہم پوائنٹ یہ ہے کہ Husband کے ساتھ Attitude ایسا رکھے کہ اس کے Attitude کی وجہ سے خاوند اپنے دل کی ہر بات اس کے سامنے کھول دے۔ Your attitude should welcome husband to open up یعنی Attitude بھی اتنا ہمدردی والا ہو، محبت والا ہو، پیار والا ہو کہ خاوند اپنے دل میں کوئی بات رکھ ہی نہ سکے۔ وہ اپنے دل کو اس کے سامنے Open up کر دے۔

چھٹا پوائنٹ:

پھر ایک پوائنٹ یہ ہے کہ Encourage your husband to spend time with male friends، یعنی خاوند سے کہنا چاہیے کہ وہ مردوں کے ساتھ اپنا وقت گزارے۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ جائے، یا مشائخ کی مجالس میں جائے، علماء کے درسِ قرآن میں شرکت کرے، درسِ حدیث میں شرکت کرے۔ بعض مرد گھر کے اندر

لیٹے رہتے ہیں، سوئے رہتے ہیں۔ یہ اچھی عادت نہیں ہے، اس سے انسان کی زندگی بگڑتی ہے۔ اس لیے بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کو Encourage کرے کہ آپ فلاں مجلس میں جائیں، تاکہ اس کو باہر کی مجالس سے نفع اُٹھانے کا موقع مل سکے۔ بعض عورتیں تو خاوند کو گھر سے نکلنے ہی نہیں دیتیں، یہ بھی بری چیز ہے۔

ساتواں پوائنٹ:

پھر جب Husband باہر سے گھر آئے تو

"Greet your husband with smile, hug and eye contact every day."

یہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ جب خاوند باہر سے گھر آئے تو اس کے ساتھ Eye contact کرے، Smile کرے، اور اس کو Receive کرے۔ کوئی بھی کام گھر میں کر رہی ہو Drop everything and provide your husband a warm welcome یعنی خاوند کو Warm welcome دے۔

آٹھواں پوائنٹ:

عورت کے اندر Sense of humor ہونا چاہیے، یعنی ایسی باتیں کرے کہ جس میں Sense of humor ہو کہ اس سے دل ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ جب میاں بیوی ایک ساتھ بیٹھ کر ہنستے ہیں، بات کرتے ہیں تو دل ایک دوسرے سے زیادہ جڑ جاتے ہیں۔

نواں پوائنٹ:

عورت کی ذمہ داری ہے کہ اپنے خاوند کی Needs کو Anticipate کرے کہ

اس کوکسی چیز کی ضرورت ہے یا نہیں۔ پہلے سے سوچ کر اُس کا انتظام کر دے، تاکہ عین موقع پر کوئی مسئلہ نہ ہو۔ زندگی Active ہونی چاہیے اور Fun filled ہونی چاہیے۔ یہ Fun filled life جو ہے یہ Marriage کے لیے Vitamin کے مانند ہوتے ہیں۔

دسواں پوائنٹ:

عورت ہمیشہ اپنے آپ کو خادمہ ہی سمجھے Have a serving heart، یعنی دل میں یہ فیصلہ کرے کہ اللہ نے مجھے خدمت کے لیے پیدا کیا ہے۔ میں کنواری ہوں تو مجھے باپ اور بھائی کی خدمت کرنی ہے۔ میں شادی شدہ ہوں تو مجھے اپنے Husband کی خدمت کرنی ہے۔ اور Husband اگر فوت ہو گیا ہے تو یہ سوچے کہ مجھے اپنے بچوں کی خدمت کرنی ہے۔ یہی سوچے کہ اللہ نے مجھے پیدا ہی خدمت کے لیے کیا ہے، لہذا خدمت کرنا ہی میری زندگی کا اصل مقصد ہے۔

گیارہواں پوائنٹ:

پھر ازدواجی زندگی کے لیے ایک اور اہم بات یہ ہے کہ Don't be controlling یعنی سارا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کرو۔ جو عورتیں گھر کا پورا Control اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتی ہیں اس گھر کے اندر Problem ہو جاتی ہے۔ کئی جگہوں پر تو ایسا ہوتا ہے کہ Husband کو بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا، اور اگر کسی وقت Husband لوگوں سے بات کر رہا ہے تو She gives disappointing looks یعنی وہ اس وقت دیکھتی ایسے ہے جیسے یہ اس چیز کو ناپسند کر رہی ہے۔

بارہواں پوائنٹ:

کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایسے Innocent question پوچھتی ہے جو Clearly بتاتے ہیں۔ یہ اس چیز Disapprove کو کر رہی ہے۔

پھر بعض عورتیں They give countless unwanted suggestion اُن کو مشورے دینے کا شوق ہوتا ہے اور وہ کوئی ایک دو مشورے نہیں دیتیں Countless unwanted suggestion دیتی ہیں، اس لیے اگر خاوند Grocery کے لیے چلا جائے تو اتنے عیب نکالیں گی کہ بندے کا دل چاہے گا کہ اگلی دفعہ میں نے جانا ہی نہیں ہے۔

اسی طرح عورت اگر ساتھ ہو اور مرد Driving کر رہا ہو تو اس مرد کی تو شامت ہی آجاتی ہے۔ وہ کہتی ہے: اب آپ نے Break نہیں لگائی، اب آپ نے یہ نہیں کیا، اب آپ نے وہ نہیں کیا۔ بھئی! اگر وہ Safe گاڑی چلا رہا ہے تو اُس کو چلانے دو، مگر ہوتا یہ ہے کہ خاوند گاڑی چلا رہا ہوتا ہے اور بیوی بیٹھی خاوند کو چلا رہی ہوتی ہے، اور اس کی Reason کیا ہوتی ہے کہ بعض عورتوں کو بیماری ہوتی ہے اور اس کا نام یہ Help syndrome کہ ہر کام میں خوامخواہ پنگا لینا، دخل اندازی کرنا اور اپنا مشورہ دینا، یہ Help syndrome جو ہے اس کی وجہ سے پھر میاں بیوی کی Equation خراب ہو جاتی ہے۔

اور ایک بیماری کا نام ہوتا ہے: Mother complex۔ کئی عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے Husband کو بڑی عمر کے Child کی طرح Deal کرتی ہیں۔

بیویوں کے لیے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی زندگی روشنی کا مینار ہے:

اگر عورتیں چاہتی ہیں کہ ہم بہترین بیوی بن کر رہیں تو اُن کو چاہیے کہ ام المؤمنین

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیسے رہتی تھیں؟

وہ بہت مال دار تھیں اور Society میں اُن کی بہت عزت تھی، لیکن جب شادی ہوئی تو اُنہوں نے اپنا سارا مال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ڈال دیا۔ اپنا غلام بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اتنی بڑی قربانی دے کر بتا دیا کہ وہ اپنے Husband سے کتنی محبت کرتی ہیں۔ پھر جس دوران ساری دنیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر رہی تھی تو انہوں نے ہی [عورتوں میں] سب سے پہلے کلمہ پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے کر آئیں۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اِنہوں نے بہت Odd وقت میں Support کیا۔

پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب پہلی وحی اُتری تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت گھبرائے ہوئے واپس گھر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:

((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي.)) [مجھے کمبل اُوڑھادو، مجھے کمبل اُوڑھادو۔]

تو اِنہوں نے اس وقت پوچھا: کیا ہوا؟ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ یہ بات سن کر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

((كَلَّا وَاللّٰهِ! مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا. إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ.))

''ہرگز نہیں اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے، اس لیے کہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور بے کسوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور مفلسوں کے لیے کماتے ہیں اور

مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔''

یہ ہوتا ہے بیوی کا Confidence کہ اس نے کہا: ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ آپ کو ضائع ہونے دیں۔ پھر بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، بلکہ اگلے دن وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ اہل کتاب کے بہت بڑے عالم تھے، بہت بوڑھے تھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ اُن سے کہا کہ آپ اِن کی بات کو سنیں کہ یہ کیا کہتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو سارا قصہ سنایا۔

جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری صورتِ حال بتائی تو اس نے تصدیق کی کہ یہ وہ ہی ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ کاش! میں نوجوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا: ہاں! جو چیز تو لے کر آیا ہے اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی۔ اگر میں تیرا زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا۔ پھر زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لیے بند ہو گیا۔ [صحیح بخاری، حدیث: ۳]

ورقہ سے بات کر کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کو بہت سکون ملا۔ تو جو اچھی بیویاں ہوتی ہیں وہ خود بھی Moral support دیتی ہیں اور پھر دیکھتی ہیں کہ فلاں کام سے اگر میرے Husband کے دل کو تسلی ہوتی ہے تو وہ بھی کر گزرتی ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اتنی Supportive تھیں کہ ہر ہر قدم پر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کی Support حاصل ہوتی تھی۔

پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اتنی محبت تھی کہ

ایک روایت میں ہے: ایک مرتبہ اُن کی بہن مدینہ طیبہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملنے آئیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کی بہن کی آواز سنی تو آپ کو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں۔فرمایا: کس کی آواز ہے؟ یہ خدیجہ کی آواز سے بہت ملتی ہے۔ بتایا گیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہے۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے دل میں بہت عجیب کیفیت پیدا ہوئی کہ اتنا عرصہ اُن کو فوت ہوئے کو گزر گیا، لیکن اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب بھی اُنہیں یاد کر رہے ہیں۔تو میں نے یہ کہہ دیا: اے اللہ کے حبیب! آپ ابھی بھی اس بوڑھی عورت کو یاد کرتے ہیں، جبکہ آپ کے پاس جوان، خوبصورت بیویاں موجود ہیں؟

[صحیح بخاری، حدیث: ۳۸۲۰ باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجۃ الخ]

اور ایک حدیث میں آیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

((إِنِّي قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا.)) [صحیح مسلم، حدیث: ۲۴۳۵ باب فضائل خدیجۃ رضی اللہ عنہا]

''اللہ رب العزت نے اس کی محبت میرے دل میں ڈال دی ہے (کہ آج مرنے کے بعد بھی میں اُسے یاد کر رہا ہوں)۔''

آج جو عورتیں کہتی ہیں کہ ہمیں تو ہمارے خاوند توجہ ہی نہیں دیتے اور ہم سے پیار کے ساتھ بات ہی نہیں کرتے تو اُن کو غور کرنا چاہیے کہ اُنہوں نے اپنے گھر کا حال ہی ایسا بنایا ہوتا ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے گھر کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ ایک جنگ چل رہی ہوتی ہے۔

اپنے Issues کو محبت پیار کے ساتھ سمیٹنا چاہیے، اور Thinking Positive رکھنی چاہیے اور اپنے خاوند کو Respect دینی چاہیے اور اس کو Help دینی چاہیے۔اللہ
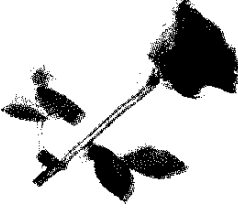
تعالیٰ ہمارے تمام گھروں کے اندر ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنا دے اور جتنے بھی لوگ پریشان ہیں اللہ تعالیٰ سب کی پریشانیاں ختم کر دے۔

اس سلسلے میں اگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کو بھی پڑھیں تو اس سے بھی پتہ چلے گا کہ وہ اپنے شوہر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کتنی محبت کرتی تھیں اور کتنا اُن کی Supportive تھیں۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو اپنے آپ کو Express کرنا بہت زیادہ جانتی تھیں۔ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اپنی محبت کا اظہار بھی بڑے پیارے لفظوں میں کر لیا کرتی تھیں۔

چنانچہ اُن کے مشہور اشعار ہیں، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اے آسمان! ایک تیرا سورج ہے اور ایک میرا بھی سورج ہے۔ فرق یہ ہے کہ تیرا سورج صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ اے آسمان! تیرے سورج کی روشنی تو ایک دن ختم ہو جائے گی، جبکہ میرے سورج کو اللہ نے جو عزتیں بخشی ہیں وہ کبھی ختم نہیں ہوں گی۔''

آج ہے کوئی بیوی جو اپنے خاوند کے ساتھ محبت کا اظہار اس طریقے سے کرے؟ خاوند جتنا بھی اچھا بن کر رہنے کی کوشش کرے کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی بات کا Issue بنا کر اُس کی تمام اچھائیوں کو مٹی میں ڈال دیتی ہیں اور اس کو یوں محسوس کرتی ہیں کہ اس سے برا انسان تو دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں۔ تو بیویوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے، کام کو سنوارنے کی کوشش کرنی چاہیے، بگاڑنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی عورتوں کے لیے ایک روشنی کا مینار ہے۔ جو عورت چاہتی ہے کہ میں اچھی بیوی بن کر رہوں تو اُسے اِن

امہات المومنین کی زندگیوں کو پڑھ کر اپنے خاوندوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارنی چاہیے۔

فاطمہ بنت عبدالملک کی اپنے خاوند کے ساتھ وفاداری:

فاطمہ بنت عبدالملک حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی تھیں۔ اُن کا باپ بھی بادشاہ تھا اور اُن کا دادا بھی بادشاہ تھا۔ اس کے بھائی بھی بادشاہ تھے اور اُس کا خاوند بھی بادشاہ بنا۔ یہ ایک ایسی عورت تھی کہ اس کے کئی رشتے دار بادشاہ بنے۔ صحیح معنوں میں شہزادی تھیں، لیکن اس نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اتنا Cooperate کیا کہ ہم پڑھ کر حیران ہوتے ہیں کہ بیویاں اپنے خاوندوں کی خاطر اتنا کچھ بھی کرسکتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے سب سے پہلے اپنی بیوی سے بات کی کہ دیکھو! تمہارے پاس بہت سونا ہے اور یہ سب کچھ بیت المال سے تمہیں دیا گیا ہے اور میری نظر میں یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ بیت المال کا حق ہے۔ اب تمہارے پاس دو Choice ہیں: ایک تو یہ کہ تم اس Jewelry کو رکھنا چاہتی ہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ اور اپنی زندگی گزارو، اور دوسری Choice یہ ہے کہ تم اپنی ساری Jewelry بیت المال کو واپس کر دو اور میری بیوی بن کر زندگی گزار دو۔ تو فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا: یہ جیولری تو کیا، اس سے زیادہ جیولری بھی ہوتی تو وہ بھی میں دے دیتی، مگر میں آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتی۔

ایسی بیوی جو ناز و انداز میں پلی ہو وہ اپنا سارا مال قدموں میں ڈال دے اور اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو ترجیح دے، یہ وفادار، اچھی اور مثالی بیوی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

سب عورتوں کو گھر میں مثالی بیوی بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾
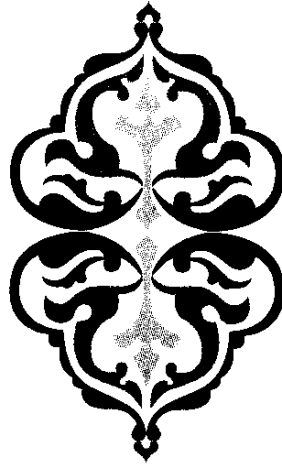
مثالی ماں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ﴾ [المائدۃ:۷۵]

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ رب العزت نے انسانی رشتوں میں ماں کا رشتہ انوکھا بنایا ہے۔ دنیا کی ہر ماں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا دِل دیا ہے جو اولاد کے لیے تڑپتا ہے، جس دل کے اندر مامتا ہوتی ہے، اور اس مامتا کی وجہ سے ماں اپنے بچوں پر ہر وقت قربان ہوتی ہے، خود قربانی دیتی ہے اور بچوں کی تکلیف کو برداشت نہیں کرسکتی۔
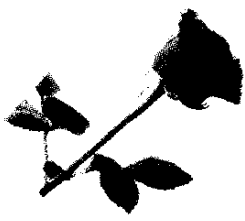
چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کیسے کی جائے؟

ایک ماں کو کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟ اس بارے میں بہت ساری سائنسی تحقیق بھی آچکی ہے، لہٰذا پہلے سائنسی تحقیق سن لیجیے:

❀......جب بھی کوئی خاتون حاملہ ہو تو پہلا کام اس کو یہ کرنا چاہیے کہ وہ اچھا کھانا کھائے، کیونکہ اس کے جسم کو بھی خوراک کی ضرورت ہے اور ہونے والے بچے کو بھی خوراک کی ضرورت ہے، لہٰذا اگر اس کو زیادہ خوراک ملے گی تو دونوں کی خوراک کی کمی پوری ہو جائے گی۔

❀......جو عورت حاملہ ہو اس کو دن میں تقریباً آدھا گھنٹہ Exercise (جسمانی ورزش) کرنی چاہیے۔ Research (تحقیق) بتاتی ہے کہ جو عورتیں حمل کے دوران Exercise کرتی رہتی ہیں اُن کے سی سیکشن (بڑا آپریشن) ہونے کے امکانات بیس فیصد کم ہو جاتے ہیں اور نارمل ڈلیوری کے امکانات ساٹھ فیصد بڑھ جاتے ہیں، اس لیے یہ Exercise کسی بھی حاملہ عورت کے لیے بہت ضروری ہوتی ہے۔

❀......سائنسی تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ جب حمل کے آخری مہینے ہوں اس وقت عورت کو چاہیے کہ ایسی باتیں سنے جو اس کے دل کو خوش کریں، اچھے بیان سنے، قرآن پاک کی تلاوت سنے۔ بچہ اگرچہ ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہا ہوتا ہے، مگر وہ ان آوازوں کا عادی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ایک کہانی لکھی گئی ہے کہ ایک ماں تھی اور اس کا دو تین سال کا ایک بیٹا تھا۔ ڈاکٹروں نے اس کو بتایا کہ تمہارے ہاں بیٹی ہوگی، تو بھائی اپنی بہن کی ہونے والی پیدائش پر بہت خوش تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی بہن کو Welcome (خیر مقدم) کرنے

کے لیے ایک نظم بنائی۔ اور حمل کے آخری مہینے میں وہ ماں کے پاس بیٹھ کر نظم پڑھا کرتا تھا کہ امی! جب میری بہن ہوگی تو میں اس کو یہ سناؤں گا۔ اللہ کی شان دیکھیں کہ جب بچی پیدا ہوئی تو اس کو کچھ بیماری تھی، بچی کو I.C.U (انتہائی نگہداشت کمرے) میں داخل کر دیا گیا۔ اب بیٹا خوش تھا کہ میں اپنی بہن کو جا کر دیکھوں گا، مگر I.C.U میں چھوٹے بچوں کا داخلہ منع تھا۔ ماں نے ایک دو دفعہ کوشش بھی کی، مگر نرسز نے منع کر دیا کہ I.C.U میں چھوٹے بچے داخل نہیں ہو سکتے۔ چھوٹی بچی کو Ventilator (سانس لینے والی مشین) میں رکھا گیا تھا، مگر اس کی حالت اچھی نہیں تھی، اس کی Readings اچھی نہیں تھیں، دن بدن اس کی حالت خراب ہی ہوتی جا رہی تھی۔ دو تین دن کے بعد میڈیکل سٹاف نے کہنا شروع کر دیا کہ ہمیں اس بچی کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ وہ بچی بے ہوشوں کی طرح لیٹی ہوئی تھی، نہ کچھ کھاتی تھی، نہ پیتی تھی۔ اب ماں نے سوچا کہ بچی کی طبیعت خراب ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نہ بچ سکے تو میرے بیٹے کے دل میں حسرت ہی رہے گی کہ میں نے اپنی بہن کے لیے نظم بنائی تھی، وہ میں نہ پڑھ سکا۔ چنانچہ نرسوں سے آنکھ بچا کر وہ اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ I.C.U میں لے گئی۔ بچہ اندر جا کر چھوٹی بہن کے پاس کھڑا ہو گیا اور اس نے وہی نظم پڑھنا شروع کر دی جو ماں کے پاس بیٹھ کر پہلے پڑھا کرتا تھا۔ جب اس نے Rhythm (ترنم) کے ساتھ بار بار وہ نظم پڑھی تو چھوٹی بچی جو بے ہوش سی پڑی ہوئی تھی اُس نے حرکت کرنا شروع کر دیا۔ اللہ کی شان کہ اس نظم کے ساتھ اس کا ایک تعلق بن گیا تھا، وہ ماں کے پیٹ میں بھی یہ نظم سنتی تھی اور یہی آواز جب اس نے دوبارہ سنی تو اس نے Response (ردِعمل) دیا۔ اب چھوٹا بچہ تو باہر نکل گیا، مگر تھوڑی دیر کے بعد جب نرس آئی اور اس نے اس کا معائنہ کیا تو اس نے

ماں سے پوچھا: کیا ہوا ہے؟ اس لیے کہ اس بچی کی حالت میں بہت بہتری آ گئی ہے، اور جو کچھ ہوا ہے اس کو پھر ہونا چاہیے، تا کہ اس کی طبیعت مزید بہتر ہو جائے۔ ماں نے بتایا کہ میرے بیٹے نے ایک نظم تیار کی تھی اور بہن کی محبت میں اس نے کہا تھا کہ میں اس کو پڑھوں گا، پہلے بھی وہ پڑھا کرتا تھا اور اب بھی اس نے پڑھی۔ چنانچہ پھر اس بچے کو باقاعدہ بلایا گیا، اور اس کو کہا گیا کہ وہ بہن کے پاس بیٹھ کر روزانہ یہ نظم پڑھا کرے۔ اب وہ بچہ نظم روزانہ پڑھتا تھا اور اس وقت میں وہ بچی حرکت کیا کرتی تھی اور دیکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ اللہ کی شان کہ ایک ہفتے کے اندر وہ بالکل نارمل ہو گئی اور اس کی ساری بیماری ختم ہو گئی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حمل کے آخری چند مہینوں میں بچہ آواز کو سنتا ہے، لہٰذا اماں اگر قرآن پڑھے گی تو قرآن کی آواز بھی بچہ سنے گا اور اس سے مانوس ہوگا۔

❀......Research نے بتایا کہ ایک گھنٹے کا بچہ اپنی والدہ کو Imitate (نقل) کر سکتا ہے۔ پھر جو چودہ مہینے کا بچہ ہوتا ہے وہ اپنی ماں کو کچھ کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو ایک ہفتے کے بعد وہ اس کو بالکل اسی طرح دُہرا سکتا ہے۔ اس لیے ماں باپ کو چاہیے کہ چھوٹے بچوں کے سامنے آپس میں لڑائی جھگڑا مت کریں۔ ایسے بچے جن کے ماں باپ ان کے سامنے لڑتے جھگڑتے ہیں وہ بڑے ہو کر Aggressive (شدت پسند) بن جاتے ہیں۔

❀......چھوٹا بچہ جن چیزوں سے آرام اور سکون محسوس کرتا ہے اس کو ان چیزوں سے آرام دینا چاہیے، مثال کے طور پر: سائنس کی نئی تحقیق یہ ہے کہ:

"Baby starts smelling you with in 7th month of pregnancy."

''ابھی حمل کا ساتواں مہینہ ہوتا ہے کہ بچے کو اپنی والدہ کی خوشبو کی پہچان ہو جاتی ہے۔''

یعنی والدہ کے جسم اور کپڑوں سے جو Smell آتی ہے سات مہینے کا بچہ جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، وہ اس کو محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اسی طرح چھ مہینے سے اُوپر کا بچہ Sound (آواز) کو بھی محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے، اس لیے ماں کو چاہیے کہ بچے کو اپنے بہت قریب رکھے، اپنے جسم کے ساتھ چپکا کر رکھے اور اکیس ڈگری کے درجۂ حرارت پر رکھے، کیونکہ یہ بچے کے لیے بہترین درجۂ حرارت ہوتا ہے۔

❁ Touch your baby a lot.....

یعنی چھوٹے بچے کو ماں زیادہ ہاتھ لگائے، زیادہ اپنے ساتھ لگائے (اس سے اس بچے کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ جانا پہچانا لمس ہے، اس طرح اس کی جذباتی نشوونما ہوتی ہے اور اس کا اعصابی نظام زیادہ بہتر ہو جاتا ہے۔

❁ Talk to your baby a lot.....

''بچے سے بہت زیادہ باتیں کرنی چاہییں۔''

اس سے بچے کی Vocabulary (الفاظ کا ذخیرہ/ بولنے کی صلاحیت) بڑھتی ہے اور اس کا I.Q Level بھی بہتر ہو جاتا ہے۔

❁ ......اگر کوئی کتاب ہو تو بچے کے ساتھ اس کتاب کو مل کر پڑھنا چاہیے، حتیٰ کہ اگر چھ مہینے کا بچہ ہو تو

"Read as if you are explaining new concept to the baby."

یعنی چھ مہینے کے بچے کو ایسے بات سمجھائیں جیسے کلاس میں پروفیسر کوئی نیا سبق سمجھا رہا ہوتا ہے۔
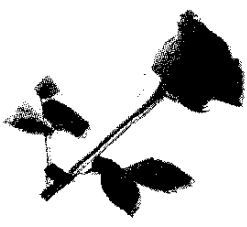
پھر اگر بچہ بارہ مہینے کا ہو جائے تو Talk about pictures in the book (کتاب میں جو تصویریں ہوتی ہیں ان کے متعلق بھی بچے سے باتیں کریں) کیونکہ بارہ مہینے کا بچہ اس کو سمجھ جاتا ہے۔ اٹھارہ مہینے کے بچے میں Reading (کتابیں پڑھنے) کے بارے میں بہت حیرت انگیز چیزیں دیکھنے میں آتی ہیں، حتیٰ کہ تین سال کا بچہ Reading کے ذریعے سے پورا علم حاصل کرسکتا ہے اور پانچ سال کا بچہ خود سے کتاب پڑھ کر بھی علم حاصل کرسکتا ہے۔

❀......سائنسی تحقیق کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ:

Praise your child (اپنے بچے کی خوب تعریف کریں)۔ بچہ اگر کوئی اچھا کام کرے تو بچے کے سامنے اس کی کوشش کو سراہیں۔ اگر بچے کی تعریف کی جائے تو اس بچے کا Mind Fix ہو جاتا ہے اور اگر اس کی کوشش کو سراہا جائے تو اس سے پھر بچے کے اندر مزید محنت کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

❀......Raise a Bi-lingual baby، یعنی بچے کو بچپن میں دو زبانیں سکھائیں۔ اس سے اس کا آئی کیو لیول مزید بہتر ہو جاتا ہے۔

❀......Develop a healthy sleeping pattern یعنی بچے کے سونے کی روٹین کو جتنی جلدی ہو سکے اُتنی جلدی اس کو ترتیب دے دینا چاہیے۔

❀......Breast Feed your baby یعنی اپنے بچے کو اپنا دودھ پلائیں۔ جو بچے اپنی ماں کا دودھ استعمال کرتے ہیں اُن کا I-Q level بہتر ہوتا ہے، وہ زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔

❀......Give Healthy food to your baby (جب بچہ بڑا ہو جائے تو اُن

کو اچھی غذا دینی چاہیے)

❁.....Sit with them and eat with them(ماں اُن کے پاس بیٹھے، خود بھی کھائے اور بچوں کو بھی کھلائے)، اس سے بچوں کو زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

❁.....Be Gentle when potty training جب بچے کی ٹوائلٹ ٹریننگ کروانی ہو تو اس وقت ماں کو چاہیے کہ وہ بہت زیادہ سختی نہ کرے، بلکہ پیار سے اُن کو ہر چیز سمجھائے۔

❁.....پھر بچے کے لیے اگر کھلونے ڈھونڈنے ہیں تو ایسے کھلونے ڈھونڈے جائیں جو اس کی دماغی صلاحیتوں کو Provoke (اُبھارنا/ترقی دینا) کریں، یعنی جس سے بچے کھیلیں، اُن کو جوڑیں اور اس میں اُن کا دماغ بھی استعمال ہو۔ یہ Imagination power (تخیل کی دُنیا) کو مضبوط کرتے ہیں اور ایسے بچے Mathematics (ریاضی) کے مضمون میں بہت اچھا work (کام) کرتے ہیں۔

❁.....Use play to develop executive function skill یعنی بچوں کے ساتھ جو کھیل کھیلیں تو وہ ایسے کھیلیں کہ کھیل کے دوران بھی بچے سیکھ سکیں، جس میں وہ سمجھ سکیں کہ کسی چیز پر Focus (توجہ) کیسے کرتے ہیں، کسی کام کو Hold (گرفت) کیسے کرتے ہیں اور اس میں Management (انتظامی اُمور کو سنبھالنا) کیسے کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر: اگر ائیر پورٹ کنٹرول روم کے بارے میں کوئی کھیل ہو تو بچے کو بیٹھ کر سمجھائیں کہ کنٹرول روم کیا ہوتا ہے؟ فلائیٹ کیسے آتی ہے؟ کیسے اُترتی ہے؟ اس کو کیسے Manage (سنبھالا) کیا جاتا ہے؟ ایسے کھیل کھیلنے سے بچے کی جو Vision (چیزوں کو نئے انداز سے دیکھنے کی صلاحیت) ہوتی ہے وہ بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور ایسے بچے

Math (ریاضی اور حساب) میں بہت اچھے ہوتے ہیں۔

❀......پھر جب بچہ تھوڑا سا بڑا ہو تو بچے سے سوال بھی پوچھنے چاہییں۔ Ask why,what and if question (کیا، کیوں، کیسے اور اگر مگر والے سوال پوچھیں)

❀......جب بھی بچہ کام کر رہا ہو تو کوئی مرتبہ وہ غلط کام کرتا ہے تو ماں باپ فوراً اس کو بتا دیتے ہیں کہ ایسے نہیں کرو، ایسے کرو۔ Research نے یہ بتایا کہ فوراً نہیں ٹوکنا چاہیے، بلکہ تین سیکنڈ کا وقفہ دینا چاہیے، تاکہ اگر بچہ غلطی کر رہا ہو تو اس کو احساس ہو کہ میں نے غلط کیا تھا، پھر مجھے ٹھیک کیا گیا ہے۔ اس طرح پھر بچہ سیکھتا ہے۔

❀......پھر بچہ جب ذرا ٹف ٹائم (مشکل وقت) دینے لگے تو Try to understand why child is behaving badly بچے جب برے طریقے سے پیش آتے ہیں تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ہوا کرتی ہے۔ ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ بچے تھک چکے ہوتے ہیں، دوسرا یہ کہ بچے کو بھوک لگی ہوتی ہے اور تیسرا یہ کہ بچے بور ہو چکے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ والدہ کو ٹف ٹائم (مشکل وقت) دیتے ہیں۔ جب ایسی صورت ہو تو

"Talk to them, child may be facing problems."

یعنی اس سے پوچھا کریں، بچے کو کوئی تکلیف ہوتی ہے، وہ کوئی اپنی بات بتانا چاہتا ہے۔ تو ایسے وقت میں صرف بچے کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کیا کریں، بلکہ اس سے پوچھا کریں کہ تمہیں مسئلہ کیا ہے؟ پھر بچہ بتاتا ہے۔

❀......پھر ایک ہوتا ہے بچے کا Tantrum (غصیلا مزاج)، اس کو سمجھنا پڑتا ہے۔ اگر

بچے کے غصہ اور ضدی پن کے پیچھے کوئی وجہ ہے تو اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ Be compassionate with the baby (بچے کے ساتھ ہمدردی دکھانی چاہیے)۔ And use simple calming actions (بچے کو پرسکون کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے کام کریں)

"Hold him,hug him and kiss him,don't put him in a time out room."

یعنی ان کو سمجھائیں، اپنے پاس بلا کر پیار کریں، گلے سے لگائیں، اس وقت میں بچوں کو کارنر میں کھڑا مت کیا کریں، کیونکہ اس کے پیچھے کوئی وجہ ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ بچے خواہ مخواہ ماں باپ کو پریشان کر رہے ہوتے ہیں، ان کو کہتے ہیں: نیوروٹینٹرم (اعصاب پر سوار ہو جانے والا غصہ)۔ یہ بچے کی دماغی سوچ ہوتی ہے اور وہ جان بوجھ کر ایسے کر رہا ہوتا ہے، یعنی جیسے جانوروں میں Mock attack (جھوٹ موٹ کی بیماری) ہوتا ہے ایسے ہی یہ بچہ دکھاوے کے لیے غصہ کر رہا ہوتا ہے، لہٰذا اس وقت میں بچے کی مدد نہیں کرنی چاہیے It is calculated deliberate behavior (نیوروٹینٹرم وقتی مزاج ہوتا ہے)

They scream and shout,don't give them what they want یعنی وہ چیختے چلّاتے ہیں، ایسے وقت میں انہیں وہ چیز نہیں دینی چاہیے جو وہ مانگ رہے ہوں، ورنہ وہ سمجھتے ہیں کہ چیز لینے کا طریقہ یہی ہے، اور پھر ہر دفعہ ایسے ہی تنگ کرتے ہیں۔ اُن کا علاج کیا ہے؟ جب کوئی بچہ نیوروٹینٹرم کا مظاہرہ کر رہا ہو تو

"Make them sit in a separate room,no arguments and be
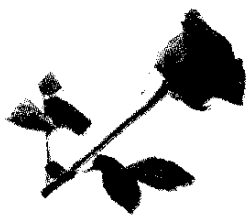
firm, say clear No."

یعنی انہیں علیحدہ کمرے میں بٹھائیں، بحث مباحثہ نہ کریں اور سختی کے ساتھ ان کی بات کو رڈ کردیں۔ Use humor to get them out یعنی مذاق کریں تو ایسے بچے جو نیوروٹینٹرم کے موڈ میں ہوتے ہیں وہ باہر نکل آتے ہیں۔ Use time out as a lastresort یعنی آخر پہ اس کو کونے میں بھی کھڑا کریں، تاکہ بچے کو پتہ ہو کہ اگلی دفعہ میں نے ایسا نہیں کرنا، ورنہ مجھے سزا ملے گی۔

❀....Create effective family rules,Make them clear and consistent یعنی گھر میں مؤثر انداز سے قوانین بنائیں، سب کو وضاحت کے ساتھ ان کی پابندی کرنے کا بتائیں۔

Always give a reason for the rule یعنی گھر میں جو بھی قانون بنے اس قانون کی وجہ بھی بچوں کو سمجھائیں، تاکہ بچوں کو پتہ چلے کہ گھر میں یہ قانون کیوں بنایا گیا ہے؟ پھر وہ اس قانون کا احترام کرتے ہیں۔

If child breaks rule don't shout یعنی اگر بچہ کسی قانون کو توڑے تو چلّانا نہیں چاہیے، بلکہ Help them to follow the rule یعنی اُن کی مدد کریں، تاکہ وہ اس قانون پر عمل کرسکے۔

Discipline instead of punishment یعنی سزا دینے کی بجائے ان کو اصولوں کی پابندی سکھائیں۔

❀......سائنس کی Research یہ بتاتی ہے کہ:

"Teach child what is acceptable and what is not."

یعنی بچے کو سمجھائیں کہ کیا چیز قابل قبول ہے اور کیا نہیں۔

"Tell them consequences that if you will do this then this will happen."

یعنی ان کو نتائج سے آگاہ کریں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو ایسا ہوگا۔

❁ ...... جب بھی بچہ تنگ کرے تو ہر دفعہ بچے کو مارنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ Just come close to childphysically یعنی آپ بچے کے قریب ایک فٹ کے فاصلے پر آ کر کھڑی ہو جائیں، اس طرح بچہ سہم جاتا ہے اور اس کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ خطرے کی علامت ہے، وہ دوبارہ ایسا کام نہیں کرے گا۔

❁ ...... پھر بچے کو فائیو اے پلس سکلز (پانچ بہترین کام) سکھائیں۔ فائیو اے پلس سکلز یہ ہیں:

1) ...... Showing affection (محبت کا اظہار کرنا)

2) ...... Appreciate (حوصلہ افزائی کرنا)

3) ...... Control anger (غصے کو قابو کرنا)

4) ...... Teach them to apologize (معاف کرنا)

5) ...... To ask for apologize (معافی مانگنا)

یہ پانچ سنہری باتیں بچے کو ہمیں شروع شروع میں سکھانی چاہییں۔

❁ ...... پھر بچے کو سمجھائیں کہ وہ ذمہ داریوں کو قبول کیا کرے۔

❁ ...... اگر بچہ کوئی غلطی کرے تو بچے کو غلطی پہ نادم ہونا بھی سکھائیں۔

❁ ...... پھر بچے کو معافی مانگنا بھی سکھائیں، تاکہ وہ بڑوں سے معافی مانگے۔

❁ ...... پھر ایک نیا اہم نقطہ ہے کہ:

Develop love of reading in the child یعنی بچے کے اندر کتابیں پڑھنے کی محبت پیدا کرنی چاہیے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ان کے سامنے اُونچی آواز میں کتاب پڑھیں، لائبریری جائیں۔ بچہ کتابوں کو جب دیکھتا ہے تو اس کے دل میں کتابوں سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔

❀ Make reading time prerequisite for playing time..... یعنی بچہ جب کھیلنے کا وقت مانگے تو شرط لگائیں کہ اگر تم پندرہ منٹ پڑھو گے تو تمہیں آدھا گھنٹہ کھیلنے کو مل جائے گا، اس طرح پھر بچہ پڑھائی کو زیادہ وقت دینا شروع کر دے گا۔

❀ Teach by example..... (بچے کو ہمیشہ مثالیں دے کر سکھایا کریں) جب بچے کو مثال بتائی جاتی ہے تو اس کے لیے بات سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

بلوغت کی عمر کے بچوں کی تربیت:

یہ باتیں تو تھیں چھوٹے بچوں کے بارے میں۔ اب ایک بہت اہم نکتہ ہے، جو اس وقت کا اہم مسئلہ بھی ہے کہ ماں باپ کو اپنے Teenager (بلوغت کی عمر کے) بچوں کی تربیت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ تو اس بارے میں چند باتیں ذہن میں رکھیں:

What are the changes in the ten agers? (نوجوانی کی عمر میں قدم رکھتے بچوں میں کیا تبدیلیاں ہوتی ہیں؟)

❀ They are going through process of...... individualization (ان کے اندر اپنی انفرادیت اور پہچان کا عمل شروع ہو جاتا ہے)، وہ بلوغت کو پہنچ رہے ہوتے ہیں، ان کے اندر Hormonal changes (جسمانی تبدیلیاں) بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ تو ایسے بچے جو جوانی کی عمر کو پہنچ رہے ہوں ان

کو آٹھ گھنٹے کی باقاعدہ نیند چاہیے، تاکہ ان کے اندر جذباتی تبدیلیاں اچھی طرح ہو سکیں۔

❁.....ایسے بچے جو جوانی کو عمر میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں ماں باپ یہ سمجھیں کہ They live in present (وہ حال میں رہتے ہیں)، نہ وہ ماضی کی فکر کرتے ہیں، نہ ہی مستقبل کے بارے میں سوچتے ہیں، ان کو اپنے مستقبل کا کوئی احساس نہیں ہوتا، وہ صرف اپنے حال میں رہنا چاہتے ہیں۔

"They act positively in one minute and resist authority next minute."

ایک منٹ میں ان کا رویہ مثبت ہوتا ہے اور اگلے منٹ اس کے اُلٹ برتاؤ کرتے ہیں۔ یہ ہارمونل چینجز کی وجہ سے ہوتا ہے۔

❁.....جو بچے بلوغت کی عمر کو پہنچ رہے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو بہت طاقتور محسوس کرتے ہیں، اس لیے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ جب وہ کسی بات کی دھمکی دیں تو ماں باپ کو اس دھمکی کو Serious (سنجیدہ) لینا چاہیے۔ مثال کے طور پر: بچہ اگر کسی وجہ سے ماں کو کہہ رہا ہے کہ آپ اگر ایسا نہیں کریں گی تو میں چھت سے نیچے چھلانگ لگا دوں گا، تو اگر وہ ایسا کہہ رہا ہے تو وہ ایسا کر بھی دے گا۔ ماں باپ کو چاہیے کہ ایسی دھمکیوں کو Serious (سنجیدہ) لیا کریں۔

❁.....پھر ان کے اندر دماغی تبدیلیاں بھی بہت آتی ہیں، مثلاً:

Their ability to learn is increased (جوانی کی عمر کے قریب کے بچے بہت تیز یاد کر لیتے ہیں)، ان کا دماغ بہت تیزی سے کام کرتا ہے۔

❁.....جو بچے بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں
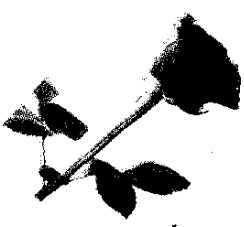
They love multitasking while studying (پڑھائی کے دوران وہ ایک کی جگہ کئی کام کرنا پسند کرتے ہیں)۔ اگرچہ یہ اچھا نہیں ہوتا۔

❀ ...... پھر ان کے اندر کچھ Social changes (سماجی تبدیلیاں) بھی ہوتی ہیں۔

They change dependence from parents to peers. They want love and security (وہ والدین کی بجائے ساتھیوں پر انحصار کرتے ہیں۔ وہ محبت اور تحفظ کا احساس چاہتے ہیں۔)

❀ ..... They start questioning their believes یعنی اس عمر کے بچے عام طور پر عقائد کے بارے میں سوال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ بلوغت کی عمر کے بچے دین کے بارے میں بھی بہت سوال پوچھتے ہیں۔ اللہ کے بارے میں پوچھتے ہیں، دین کے بارے میں، شریعت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو اگر بچے ایسے سوالات پوچھیں تو آپ اس کو تبدیلی کا حصہ سمجھیں، اس پر غصہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس نے یہ سوال کیوں پوچھ لیا......؟

❀ ...... پھر اس عمر میں بندے کے دماغ کا Pre frontal cortex (دماغ کا سب سے اگلا حصہ)، جو منطقی سوچ سوچنے کا کام انجام دیتا ہے، یہ زیادہ نشوونما پا رہا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ حصہ تیزی سے ترقی پاتا ہے، لہٰذا

"Brain starts fluctuating on use it or lose it principle."

(دماغی انتشار کی کیفیت ہوتی ہے کہ کر گزرو یا پھر ہار مان لو)

❀ ...... جوانی کی عمر میں بچے چیزوں کو بہت جلدی سیکھتے ہیں اور ان کی حساسیت نشہ آور چیزوں کے لیے بڑھ جاتی ہے، کیونکہ ان کے اندر Hormonal changes ہو

رہے ہوتے ہیں، جو ان کی حساسیت کو بڑھانے کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے یہ بچے سگریٹ پیتے ہیں یا نشے کی چیزیں استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں یا اور بُرے کاموں کی عادت ان میں آجاتی ہے۔ ایسے بچوں کی تربیت کے لیے چند بہت اہم باتیں ہیں:

❀ پہلی بات یہ کہ Set clear defined rules and values (ان کے لیے واضح اصول وضوابط اور اقدار متعین کریں)

❀ دوسری بات یہ کہ بچوں کو واضح انداز سے بتائیں کہ what kind of grade you want from them (آپ ان سے کس قسم کے رزلٹ کی توقع کرتی ہیں؟

❀ پھر ان کو یہ بھی وضاحت سے بتائیں کہ what can they do where can they go (کہ وہ کیا کر سکتے ہیں اور کہاں جا سکتے ہیں؟)

❀ ان کے رویوں کے بارے میں انہیں بتائیں کہ What is acceptable and what is not (کیا چیز قابل قبول ہے اور کیا نہیں؟)

❀ آداب کے بارے میں بتائیں کہ نرمی کو اپنائیں اور ہمدردی کرنا سیکھیں۔

❀ ایسے بچوں کو یہ ضرور سمجھانا چاہیے کہ How they have to keep their room (کہ وہ اپنے کمرے کو صاف اور خوشنما کیسے رکھ سکتے ہیں؟) ان کے اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا چاہیے کہ گھر کا کون سا کام ہے جو ساتھ مل کر کرنا ہے۔

❀ کوئی ایسا وقت ہو کہ جس میں فیملی کے سب ممبرز مل کر کھانا کھائیں۔ یہ ضرور ہونا چاہیے، تاکہ فیملی کے ممبرز کے درمیان جو تعلق ہے وہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائے۔

❀ پھر جو بچے بلوغت کی عمر کے ہوتے ہیں Express love to them (ماں باپ کو چاہیے کہ وہ زبان سے بھی ان کو کہیں کہ ہم آپ سے پیار کرتے ہیں، محبت کرتے

ہیں) اگر آپ نہیں کہیں گے تو وہ اس لفظ کو سننے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی کلاس فیلو یا کوئی اور ان کو یہ الفاظ کہہ دے اور وہ غلط قسم کے تعلق میں کسی کے ساتھ جڑ جائیں۔ Appreciate when they feel connected to you

(جب وہ آپ سے لاڈ پیار کریں تو آپ ان کی حوصلہ افزائی کریں)

* اس عمر کے بچوں کی خاص بات یہ ہوتی ہے کہ They don't like to disappoint parents (ان کو فیل ہونے کا غم نہیں ہوتا، ان کو غم ہوتا ہے کہ ماں باپ مایوس ہوئے)، اس لیے ماں باپ ان کے اس جذبے کی قدر کریں اور اگر کوئی گڑ بڑ ہو جائے تو ان کو سمجھائیں کہ آپ نے کوشش کی، اس وجہ سے ہم آپ سے بہت خوش ہیں، اب اگلی دفعہ آپ نے اپنے گریڈز (کارکردگی) کو بہتر کرنا ہے۔

"Treat them as a unique individual don't compare them with anyone."

(ان کی انفرادیت کا احترام کریں، ان کا کسی کے ساتھ موازنہ نہ کریں)

یہ وہ غلطی ہے جو اکثر ماں باپ کرتے ہیں کہ Teenager بچوں کا موازنہ شروع کر دیتے ہیں کہ تم ایسے ہو، فلاں تو ایسا ہے، فلاں تو ایسا ہے۔ یہ چیز بچے کو اُلٹا غصہ دلا رہی ہوتی ہے اور وہ انتقام پسند بن رہا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے بچوں کے سامنے دوسروں کی مثالیں نہیں دینی چاہییں۔

"Spend time listening to their thoughts and feelings."

(ان کے ساتھ وقت گزاریں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ وہ سوچتے کیا ہیں؟ اور ان کے احساسات کیا ہیں؟)

"Be familiar with their interest and hobby.Keep open line of communicationwith the teenagers."

(ان کے شوق اور مشغلوں کو جانیں، نوجوان بچوں کے ساتھ ایسا تعلق بنائیں کہ آپ ایک دوسرے کے ساتھ کھلم کھلا ہر بات کر سکیں)

* ایک بہت اہم نکتہ یہ کہ It is not important what you ask (یہ چیز اہم نہیں ہوتی کہ آپ پوچھ کیا رہی ہیں؟) is important how you ask It (آپ کا رویہ بہت زیادہ اہم ہوتا ہے)، اگر آپ نے نرمی سے کوئی بات پوچھی ہے تو وہ اچھا ردِّعمل دے گا اور سختی سے پوچھی ہے تو بری طرح سے جواب دے گا۔ تو سوال کیا ہے، اس کا فرق نہیں پڑتا، بلکہ کس طریقے سے آپ نے پوچھا ہے، اس کا بہت زیادہ فرق پڑتا ہے۔

❀ Teenager جو بچے ہوتے ہیں ماں کو چاہیے کہ: She should make herself available to them (وہ ان کے ساتھ زیادہ وقت گزارے) Avoid conversation when they are mood (جب وہ موڈ میں ہوں اس وقت ان سے زیادہ باتیں مت کریں) کیونکہ اس وقت ان کی سننے کی حس تقریباً ختم ہو چکی ہوتی ہے اور وہ کسی چیز کو سمجھ نہیں رہے ہوتے۔ Don't get angry or criticize (اس وقت ان سے ناراض بھی نہیں ہونا چاہیے اور ان کو تنقید بھی نہیں کرنا چاہیے) بلکہ اس وقت ان کی تعریف کرنی چاہیے، ایسے جو Teenager بچے ہوتے ہیں ان کی Body language (انداز/طور طریقوں) کو سمجھنا چاہیے، ان کا Eye contact (دوسرے بندے کی طرف دیکھنا) بتا رہا ہوتا ہے کہ وہ کسی وجہ سے پریشان

ہے اور ماں باپ سے بات نہیں کرنا چاہتا؟ تو ماں اس بات کا بڑا خیال رکھے کہ یہ Teenager بچے بات کرتے ہوئے Eye contact (دوسرے بندے کی طرف دیکھنا) رکھ رہے ہیں یا نہیں رکھ رہے۔

❁ جو Teenager بچے ہوتے ہیں ماں باپ کو چاہیے کہ اس عمر میں وہ بچوں کو ایسے مانیٹر کریں اور ایسے نظر رکھیں کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے کہ ہمارے اوپر نظر رکھی جا رہی ہے۔

❁ یہ بہت اہم بات ہے کہ

"Observe what they are doing.You should always know three things about your child.Where he is?With whom he is?What is he doing?"

یعنی آپ کو ہمیشہ اپنے بچے کے بارے میں تین باتیں پتہ ہونی چاہییں: بچہ کہاں پر ہے؟ کس کے ساتھ ہے؟ اور وہ کر کیا رہا ہے؟ یہ سب باتیں پتہ ہونی چاہییں۔ جو ماں باپ ان باتوں کا خیال نہیں کرتے تو پھر جو Teenager بچے ہوتے ہیں وہ الٹے سیدھے کاموں اور حرکتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

❁ پھر جو بچوں کے اسکول کے Events (تقریبات) ہوں ان میں ضرور اپنے آپ کو Involve (شامل) کریں۔ ماں باپ کو چاہیے کہ ان تقریبات میں خود جائیں، تاکہ بچے کو پتہ رہے کہ میں اچھے گریڈ لوں گا تو ماں باپ اسکول میں آئیں گے اور ان کو خوشیاں ملیں گی۔

"Stay informed about his academic performance."

یعنی بچے کی جو تعلیمی کارکردگی ہو اس کے بارے میں ماں باپ کو صحیح پتہ ہونا چاہیے۔

یہ نہ ہو کہ بچہ اپنے کلاس کی شیٹ لائے اور اپنی بڑی بہن سے دستخط کروا کے واپس لے جائے اور ماں باپ کو پتہ ہی نہ چلے کہ رزلٹ میں کیا تھا؟

"Get to know the people in your children's life."

یعنی بچوں کی زندگی میں جو لوگ ہوں ان لوگوں کو بھی آپ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ان کے دوست کیسے ہیں؟ ان کے ٹیچر کیسے ہیں؟ اور ان بچوں کے والدین کیسے ہیں؟ ان تمام چیزوں کا بچے کے اوپر اثر ہوتا ہے۔

❁ اس چیز کا بڑا خیال رکھیں کہ یہ جو Teenager بچے ہوتے ہیں Observe where they spend their money کہ وہ اپنے پیسے کو خرچ کہاں کرتے ہیں؟ بچے پیسے جہاں خرچ کرتے ہیں اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کی ذہنی سوچ کیسی ہے؟

نوجوان بچوں کے وارننگ سائنز (خطرے کی نشانیاں):

کچھ Teenager کے Warning signs (خطرے کی نشانیاں) ہوتے ہیں۔ ہر ماں کو اس کا پتہ ہونا چاہیے اور اس پر نظر رکھنی چاہیے، مثلاً:

1 ...... Poor Physical Health (خراب جسمانی صحت): اگر ایک جوان بچے کی صحت بہت خراب ہے تو یہ خطرے کی علامت ہے۔

2 ...... Drop in school performance (اسکول کی خراب کارکردگی): اگر سکول کے گریڈز میں کارکردگی کم ہو گئی ہے تو یہ بھی خطرے کی علامت ہے۔

3 ...... Withdrawal from activities (گھر کے کاموں سے الگ تھلگ رہنا): ایسا بچہ اگر گھر کی سرگرمیوں سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ بھی خطرے کی علامت ہے۔

4) ...... Wanting to be alone (تنہائی پسندی): ایسے بچے عام طور پر اکیلا رہنا پسند کرتے ہیں، یہ خطرے کی علامت ہے۔

5) ...... Selfies (اپنی تصویریں بنانا): لڑکیوں کے بارے میں خاص طور پر selfies بنانا۔ selfies کہتے ہیں موبائل فون کے ذریعے اپنی تصویریں بنانے کو۔ آپ جس لڑکی کو دیکھیں کہ وہ اپنی تصویر خود بنا رہی ہے تو یہ بہت زیادہ خطرے کی بات ہے کہ اس کی زندگی میں کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے۔ یہ اپنی تصویریں بنا کر اپنے دوستوں کو بھیجنا چاہتی ہے، لہٰذا اس پر بہت زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

6) ...... Increase conflict between you and your child (بچے کا والدین کے ساتھ جھگڑنا): اگر یہ لڑائی بڑھ رہی ہے، بچہ آپ کے ساتھ جھگڑ رہا ہے، آپ کی مخالفت کر رہا ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ یہ خطرے کی علامت ہے۔

نوجوان بچوں کے مسائل:

پھر یہ جو Teenager بچے ہوتے ہیں ان کے مسائل کیا ہوتے ہیں؟ مثلاً: ایک بچہ ہے، اگر ماں اس سے کوئی بات کرتی ہے تو وہ ماں کے منہ پر جواب دیتا ہے۔

"If they are rude,stop conversation,tell them to go to their room to calm down."

(اگر بچہ بدتمیزی کر رہا ہے تو اس سے بات چیت بند کر دیں۔ اسے کمرے میں جانے کو کہیں، تاکہ اس کا مزاج ٹھنڈا ہو جائے۔)

❁ اگر بچہ سیل فون کا غلط استعمال کر رہا ہے، موویز دیکھتا ہے، میوزک سنتا ہے، گیمز کھیلتا ہے اور ویڈیو چیٹ روم میں وقت گزارتا ہے، تو پھر ایسے بچے کے سیل فون استعمال

کرنے پر پابندی لگادینی چاہیے۔ایک اصول بنا دینا چاہیے کہ:

"No call during study time.No call after 9PM or early AM."

یعنی پڑھائی کے دوران نہ تو وہ کوئی کال سن سکتا ہے، نہ ہی وہ کال کرسکتا ہے۔رات نو بجے کے بعد بھی وہ بچہ کوئی کال نہیں کرسکتا، اسی طرح بہت صبح صبح وہ اپنے کسی دوست کو کال نہیں کرسکتا۔ Check calls and messages on phone یعنی ماں باپ کو چاہیے کہ بچے کی کالز اور میسجز کو وہ ضرور چیک کرتے رہیں۔تاکہ پتہ چلے کہ بچہ کیا کررہا ہے؟

❁ پھر سیل فون کے اوپر پاسورڈ بچوں کو نہیں لگانے دینا چاہیے، کیونکہ سیل فون پر پاسورڈ خطرے کی علامت ہوتی ہے۔

❁ اسی طرح انٹرنیٹ کے غلط استعمال کو بھی روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ Put all computers in public family area یعنی کمپیوٹر کو ڈرائنگ روم میں رکھا جائے، تاکہ بچے نے اگر کام کرنا ہے تو سب کے سامنے بیٹھ کر کرے۔

❁ ایک اصول یہ بھی بنائیں کہ بچے کے پاس کمرے میں آئی پیڈ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ چیز بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔

❁ پھر بچے کا جو ای میل اکاؤنٹ ہے اس کا ماں باپ کو پتہ ہونا چاہیے۔

"Add yourself in the list of their friends on Facebook."

یعنی فیس بک پر بچے کے دوستوں کی لسٹ میں آپ بھی شامل ہوں۔اگر بچے انکار کریں کہ ہم آپ کو اپنے دوستوں کے اکاؤنٹ میں نہیں شامل کرسکتے تو اس کا مطلب

ہے کہ کہیں نہ کہیں کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ہے، پھر آپ ان کی اس سہولت کو ہی ختم کر دیں۔

"Install program to get a log of their activities."

کمپیوٹر میں ایسے پروگرام انسٹال کریں جن سے آپ ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھ سکیں۔

"How we feel about ourselves. They act independently. They assume responsibility. They attempt new tasks. Handle positive and negative emotions .Child with low self-esteem blame others. They are easily influenced by other people. Be generous with your praise. Teach your child positive self-state mind set. Don't say you are a loser or a failure."

''بچے اپنے بارے میں کیسا محسوس کرتے ہیں؟ وہ ہر کام خود کرنا چاہتے ہیں، ذمہ داری لینے کی کوشش کرتے ہیں، نئے نئے کام کرتے ہیں، مثبت اور منفی رویوں سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔جس بچے میں اعتماد کی کمی ہو وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ایسے بچے لوگوں کی باتوں میں جلدی آجاتے ہیں۔تعریف کرنے کے معاملے میں تنگ دلی کا مظاہرہ نہ کریں۔ بچے کو اپنے بارے میں مثبت سوچ اپنانا سکھائیں۔ یہ مت کہیں کہ تم تو ناکام ہو یا کچھ کر نہیں سکتے۔''

اکثر مائیں اپنے بچوں کو بہت جلدی کہہ دیتی ہیں کہ تم تو بہت نالائق ہو، تو اس طرح بچے کا ذہن بن جاتا ہے۔ بچے کو اس طرح شرمندہ نہیں کرنا چاہیے۔

"Criticize actions not the child. Help your child develop tolerance."

غلط کام پر تنقید کریں، بچے کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں۔ بچے کو صبر و برداشت کرنا سکھائیں۔

"Laugh with your children and help them to laugh on

themselves."

یہ ایک بہت اہم بات ہے کہ بچے کے اندر یہ خوبی ہونی چاہیے کہ اگر اس نے خود بھی کوئی ایسا کام کیا ہے تو صرف دوسرے لوگ ہی نہ ہنسیں، بلکہ بچہ اپنے اوپر خود بھی ہنسے۔ جو بچہ اپنے اوپر خود ہنستا ہے وہ بچہ Flexible (وقت کے ساتھ اپنے اندر تبدیلی لانے والا) ہوتا ہے اور اس بچے کے اندر اچھی صفات آ جاتی ہیں۔

لڑکوں کی تربیت کے چند رہنما اُصول:

پھر چند باتیں ایسی بھی ہیں جو لڑکوں کے بارے میں خاص ہیں:

"Give them help to manage their emotions.Many boys feel ashamed. Boysfocus on problem rather than emotions. Teach them to deal with emotions."

یعنی انہیں اپنے جذبات پر قابو پانے میں مدد دیں۔ بہت سے لڑکے شرم محسوس کرتے ہیں۔لڑکے مسائل پر زیادہ توجہ دیتے ہیں بنسبت جذبات کے۔انہیں سکھائیں کہ وہ اپنے جذبات پر کیسے Control (قابو) رکھ سکتے ہیں؟

❁ Teach them empathy (بچوں کو ہمدردی سکھانی پڑتی ہے)

boys are 40% less empathetic than girls (لڑکوں میں ہمدردی کا جذبہ لڑکیوں کے مقابلے میں چالیس فیصد کم ہوتا ہے)

اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ ویڈیو گیمز ہیں۔ویڈیو گیمز کی وجہ سے بچوں کے اندر شدت پسندی پیدا ہوتی ہے۔ بچے ویڈیو گیم میں دیکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کو مار رہا ہوتا ہے، تو وہ اس کو روٹین کی چیز سمجھتے ہیں۔اب جس کو مارا جا رہا ہے ان کو اس کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوتی، اس لیے جب Practical life (عملی زندگی)

میں جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک بندے نے دوسرے کو تکلیف دی ہے تو ان کو اس کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوتی۔ اسی لیے کہنے کو تو یہ ویڈیو گیمز ہوتی ہیں، مگر اس کی وجہ سے بچوں کے اندر بہت زیادہ برائیاں آجاتی ہیں۔

❁ Encourage them to read books (کتابیں پڑھنے سے انسان کے اندر ہمدردی زیادہ آتی ہے)

"Develop high self-esteem. Don't label them Don't blame their gender."

(بچوں کو اعتماد دیں، ان کو نشانہ نہ بنائیں اور ان کی جنس کو الزام نہ دیں)

❁ بچوں کو دوسروں کی عزت کرنا سکھانا چاہیے۔

"Set similar rules for sons and daughters. Deals the elders respectfully in life of your child. Show affection."

(بیٹے اور بیٹیوں کے لیے ایک جیسے اصول بنائیں۔ بچوں کے سامنے بڑوں کے ساتھ احترام سے پیش آئیں۔ محبت کا اظہار کریں)

بچیوں کی تربیت میں ایک خاص بات:

❁ جو بیٹیاں ہوتی ہیں ان کو Modesty (شرم وحیا) سکھانی چاہیے، بچیوں کے اندر حیا ہونی چاہیے۔

❁ گھر کے کاموں کے کرنے میں ان کو کوئی جھجک نہیں ہونی چاہیے۔

یہ سب وہ چیزیں ہیں جو ماں سکھاتی ہے اور بچوں کے اندر یہ خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ماؤں کو خاص نصیحت:

بہت ساری مائیں بچپن سے بچوں کو اچھی تربیت دینے کی کوشش تو کرتی ہیں، مگر ان کو چاہیے کہ ان کے لیے دعائیں بھی کریں، اس لیے کہ ماں کی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت جلدی قبول ہو جاتی ہے۔

ایک نوجوان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے حبیب! مجھ سے فلاں بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جاؤ! اپنی والدہ سے دعا کرواؤ۔ تمہاری والدہ کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ کو معاف کر دیں گے۔ معلوم ہوا کہ ماں کی دعا اتنی اہم کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو سکھایا کہ ماں سے دعا کرواؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اتنے بڑے گناہ کو بھی معاف فرما دیں گے۔

چنانچہ اُندلس کے ایک بڑے عالم گزرے ہیں بقیؒ بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے Study room (مطالعہ کرنے کے کمرے) میں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان عورت آئی اور وہ زار و قطار رو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا: میرا بیٹا جوان العمر تھا اور اس کو دشمن پکڑ کر لے گئے ہیں۔ اب وہ کہتے ہیں کہ اس کو اگر چھڑوانا ہے تو اتنے اتنے پیسے دو۔ میرا خاوند فوت ہو چکا ہے اور میں اکیلی ماں ہوں اور اب میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں بچے کو چھڑوا سکوں۔ اب اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اس کے لیے میں اپنا گھر بیچوں، لیکن اگر میں اپنا گھر بیچ دوں گی تو میں پھر کرائے کے گھر میں کیسے رہوں گی؟ کیسے کرایہ ادا کروں گی؟ اور اگر گھر نہیں بیچتی تو میرا بچہ چھوٹ کر نہیں آتا اور میں بچے کے بغیر بھی نہیں رہ سکتی، میرا دل بے قرار ہے۔ یہ بتا کر اس نے رونا شروع کر دیا۔
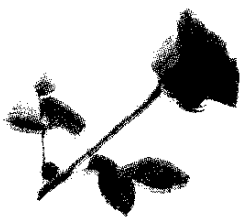
بقیؒ بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے جب اس کی بے قراری کو دیکھا تو میں نے کہا: اچھا! تو پھر ایسے ہے کہ ہم آپ کے بچے کے لیے اگر پیسے کا انتظام نہیں کر سکتے تو دعا تو کر سکتے ہیں ناں؟ اس نے کہا: ہاں! دعا تو کر سکتے ہیں۔ لہٰذا میں نے کہا: میں دعا کرتا ہوں، آپ آمین کہنا۔ چنانچہ میں نے بچے کے لیے رو رو کر دعا کرنی شروع کر دی کہ اللہ! اس کو دشمنوں سے نجات عطا فرما، اس کو آزادی عطا فرما۔ ماں رو بھی رہی تھی اور اس پر آمین آمین بھی کہہ رہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ عجیب بات ہوئی کہ اس کے بعد ماں کے دل کو تسلی ہوگئی اور وہ چلی گئی۔ ایک ہفتے کے بعد وہ اپنے اس نوجوان بیٹے کو لے کر میرے پاس آئی تو میں نے اس سے پوچھا: کیا تم نے بیٹے کو چھڑوانے کے لیے گھر بیچا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: پیسے دیے تھے؟ اس نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر تمہارا بچہ چھوٹ کیسے گیا؟ اس نے کہا: میرے بچے سے ہی ساری کہانی سنیں کہ ہوا کیا ہے؟ میں نے بچے سے کہا کہ مجھے ساری بات بتاؤ۔ بچہ کہنے لگا: میں جیل میں تھا اور میرے پاؤں میں لوہے کی موٹی موٹی زنجیریں ڈالی گئی تھیں۔ ایک دن میں اُٹھ کر چلنے لگا تو میں نے دیکھا کہ زنجیر ٹوٹ کر نیچے گر گئی ہے۔ میں نے اپنے انچارج کو بتایا۔ انچارج نے ایک مکینک کو بلایا اور پوچھا: یہ زنجیر کیوں ٹوٹی ہے؟ تو مکینک حیران ہوا کہ ممکن ہی نہیں کہ یہ زنجیر ٹوٹ سکے، یہ تو لوہے کی بہت موٹی اور مضبوط زنجیر تھی، کیسے ممکن ہے کہ یہ ٹوٹ جائے؟ چنانچہ انہوں نے مجھے الزام دیا کہ تم نے جان بوجھ کر اس کو توڑا ہے۔ میں نے کہا: میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے میں اس کو توڑ سکوں، یہ تو خود بخود ٹوٹ گئی ہے۔ بہرحال! اس زنجیر کو انہوں نے دوبارہ ٹھیک کروا دیا اور اس کا جو ٹوٹا ہوا پرزہ تھا اس کی جگہ انہوں نے نیا پرزہ ڈال دیا۔ کہنے لگا: تھوڑی دیر کے بعد پھر میں اٹھ کر کسی

کام کے لیے چلنے لگا تو میں نے دیکھا کہ زنجیر پھر ٹوٹ گئی۔ پھر میں نے اپنے سپر وائزر کو بتایا تو سپر وائزر نے پھر مکینک کے استاد سے کہا کہ آخر یہ زنجیر بار بار کیوں ٹوٹ رہی ہے؟ اب اس کا استاد بھی چیک کرنے کے لیے آیا کہ آخر یہ زنجیر بار بار کیوں ٹوٹ رہی ہے؟ جب اس نے آکر دیکھا تو اس نے بھی یہی کہا کہ ممکن ہی نہیں کہ یہ زنجیر ایسے ٹوٹ سکے۔ جب اس نے ایسا کہا تو ان کا ایک سینئر ترین بندہ وہاں موجود تھا، وہ مجھ سے کہنے لگا: مجھے بتاؤ کہ تمہارے گھر میں تمہاری ماں ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے۔ وہ کہنے لگا: مجھے لگتا ہے کہ تمہاری ماں تمہارے لیے دعائیں کر رہی ہے، اس لیے تمہاری یہ زنجیر بار بار ٹوٹ جاتی ہے اور اگر اللہ تمہاری زنجیر کو توڑ رہا ہے تو ہم کیوں تمہیں قید میں رکھیں؟ جاؤ! ہم تمہیں آزاد کرتے ہیں۔ انہوں نے بغیر کسی پیسے کے اس بچے کو آزاد کر دیا اور بچہ اپنی ماں کے پاس واپس آ گیا اور اللہ نے ماں کی دعا کو قبول کر لیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ بچپن میں ان کی آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی تھی اور وہ نابینا ہو گئے تھے، مگر اُن کی والدہ نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے ان کی والدہ کی دعا پر ان کی بینائی کو دوبارہ لوٹا دیا تھا۔

اس لیے ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی نیکی کے لیے اللہ سے دعائیں بھی مانگتی رہے۔

ماں کی محبت:

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ماں کو ایک نمونہ کے طور پر بنایا ہے کہ میرے بندو! اگر تم میری رحمت کا دنیا کے اندر عملی طور پر منظر دیکھنا چاہتے ہو تو ایک ماں کو دیکھ لو کہ وہ اپنی اولاد سے کتنے رحم کا معاملہ کرتی ہے! اس کی ممتا کیسی ہوتی ہے! چنانچہ ماں کو اولاد سے اتنی محبت ہوتی ہے کہ وہ اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے اور اس قربانی کو کچھ سمجھتی ہی نہیں ہے۔

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے، جو کہ ایک انگریز لڑکے نے اپنی والدہ کے بارے میں لکھا ہے، اس کو کہتے ہیں:

"Eight lies of a mother."

یعنی ایک ماں جس نے آٹھ جھوٹ بولے۔

1 ...... وہ لڑکا کہتا ہے کہ میرا والد بہت غریب تھا، وہ فوت ہوگیا تو میں اپنی ماں کے پاس رہنے لگا۔ اب ماں کا کوئی ذریعۂ آمدنی نہیں تھا، تو ہمارے گھر میں جو کھانا پکتا تھا وہ بھی بہت تھوڑا ہوتا تھا اور ہمیں بھوک لگی ہوتی تھی۔ جب کھانا پکتا تو والدہ میری پلیٹ میں میرا حصہ ڈالتی اور اپنی پلیٹ میں اپنے لیے کھانا ڈالتی۔ پھر کھانے کے دوران جب میں اپنا کھانا ختم کرنے لگتا تو ماں محسوس کرتی کہ مجھے اور کھانے کی ضرورت ہے تو وہ اپنی پلیٹ میں سے چاول میری پلیٹ میں ڈال دیتی تھی اور کہتی تھی: بیٹے! تم یہ چاول کھالو، مجھے اتنی بھوک نہیں ہے۔ وہ بچہ کہتا ہے کہ بڑے ہوکر مجھے پتہ چلا کہ میری ماں اس وقت جھوٹ بول رہی ہوتی تھی۔ بھوک اس کو بھی ہوتی تھی، لیکن وہ مجھے تسلی دینے کے لیے کہتی تھی کہ بچے! تم کھالو، مجھے بھوک نہیں لگی ہوئی۔ یہ میری ماں کا پہلا جھوٹ تھا۔

2 ...... وہ کہتا ہے کہ پھر چونکہ ہمیں کھانے میں کوئی اچھی غذائیت نہیں ملتی تھی، تو جب Week end (ہفتے کا آخری دن) آتا تھا تو میری والدہ مجھے قریب میں ایک دریا پر لے جاتی تھی، جہاں پر ہم Fishing (مچھلیاں پکڑنا) کرتے تھے، تاکہ اگر ہمیں کوئی مچھلی مل جائے تو ہم اس کو گھر میں لاکر پکائیں اور اچھی غذا مل جائے۔ وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں نے دو مچھلیاں پکڑیں۔ ان کو لے کر جب ہم گھر آئے تو میری والدہ نے ان کو پکایا اور مجھے کھانے کے لیے دونوں دے دیں۔ کہنے لگا: میں بیٹھ کر والدہ کے ساتھ مچھلی

کا کباب کھانے لگ گیا اور چونکہ مچھلیاں دو تھیں اور کافی سارے کباب تھے، تو میں اس طرح سے کھا رہا تھا کہ جو مچھلی کی ہڈی تھی اس کے ساتھ بھی کچھ گوشت لگا ہوا تھا، جو میں کھا کر رکھتا جا رہا تھا۔ میری والدہ آ کر میرے پاس بیٹھ گئی او ہڈیاں اُٹھا کر اُن کے ساتھ لگا ہوا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ والدہ بھی کباب کھانا چاہتی ہے، تو میں نے امی سے کہا: امی! آپ بھی کباب کھا لو۔ میری ماں نے کہا: نہیں بیٹا! تم یہ مچھلی کھا لو، میں مچھلی کھانا اتنا پسند نہیں کرتی۔ یہ میری ماں کا دوسرا جھوٹ تھا۔ حالانکہ مچھلی اسے پسند تھی، اس لیے تو وہ ہڈیوں کے ساتھ لگا گوشت کھا رہی تھی۔

3 ...... پھر وہ کہتا ہے کہ میں بڑا ہوا، سکول گیا اور پھر ایک دن آیا کہ میری والدہ مجھے امتحان کے لیے لے کر گئی۔ میں کمرے کے اندر امتحان دینے میں مصروف تھا، گرمی تھی اور میری والدہ باہر بیٹھی ہوئی تھی۔ باہر میری والدہ نے میرے لیے ایک کولڈ ڈرنک کے گلاس کا انتظام کیا۔ چنانچہ جب چھٹی کا ٹائم ہوا اور میں باہر نکلا تو میری والدہ نے مجھے وہ شربت کا گلاس پیش کیا۔ میں نے کہا: امی! آپ پی لیں۔ تو وہ مجھے کہنے لگی کہ بیٹے! مجھے پیاس نہیں لگی، تم پی لو۔ تو والدہ نے وہ سارا کا سارا جوس مجھے پلا دیا اور خود کچھ نہیں پیا، یہ میری والدہ کا تیسرا جھوٹ تھا۔

4 ...... پھر کہتا ہے کہ جب میں ذرا بڑا ہوا تو میرے سکول کے اخراجات بھی تھے۔ اب والدہ کو کوئی نہ کوئی کام کرنا تھا، تو والدہ ایسا کرتی کہ قریب میں ایک ماچس بنانے کی فیکٹری تھی، وہ وہاں سے خالی ڈبے لے کر آتی تھی اور گھر میں رات کو بیٹھ کر ان کے اندر ماچسوں کو بھرا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک رات میں نے دیکھا کہ والدہ ساری رات بیٹھ کر کام کرتی رہی، تا کہ اس سے کچھ پیسے ملے اور میرا خرچہ چلے۔ کہتا ہے کہ صبح کے وقت جب میری آنکھ
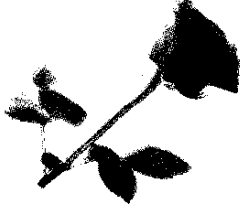
کھلی تو میں نے امی سے کہا: امی! آپ سو جائیں۔ ماں نے مجھے دیکھ کر کہا: بیٹے! تم سو جاؤ، میں ابھی تھکی ہوئی نہیں ہوں۔ یہ میری والدہ کا چوتھا جھوٹ تھا، حالانکہ وہ تھکی ہوئی تھی، لیکن مجھے اس نے کہا کہ میں تھکی ہوئی نہیں ہوں، تم سو جاؤ۔

5 ...... پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے سکول میں اچھی کارکردگی دکھائی، جس کی وجہ سے مجھے سکالرشپ (وظیفہ) مل گیا اور مجھے امریکہ کی ایک بہترین یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا، لہٰذا میں اپنے گھر سے امریکہ شفٹ ہوگیا۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں پڑھنے کے لیے وہاں چلا گیا تو فون پر میری والدہ مجھے کہتی رہتی تھی کہ اپنا خیال رکھنا، اپنی پڑھائی کا خیال رکھنا، یہ کرنا، وہ کرنا۔ وہ کہتا ہے کہ پڑھنے کے بعد پھر مجھے ایک جاب مل گئی تو میں نے ایک گھر بھی کرایہ پر لے لیا اور اس کے بعد پھر میں نے شادی کا بھی پروگرام بنا لیا، حتیٰ کے میری شادی ہوگئی۔ میں نے جب اپنی والدہ کو بتایا تو والدہ نے کہا: بیٹا! تم اپنی بیوی کو خوش رکھنا اور اپنے گھر میں خوشی سے زندگی گزارنا۔ میں نے والدہ سے کہا: امی! آپ یہاں آجائیں، ہم میاں بیوی اکیلے ہیں، آپ ہمارے پاس آ کر رہیں، ہمیں آپ کی کمپنی بھی مل جائے گی اور میں آپ کے لیے اُداس بھی ہوں۔ تو میری والدہ نے مجھے کہا: نہیں بیٹا! مجھے تو بڑے گھر میں رہنا اچھا نہیں لگتا، میں اپنے اسی چھوٹے سے کرائے کے گھر میں زیادہ بہتر ہوں۔ یہ میری والدہ کا پانچواں جھوٹ تھا، جو اس نے میرے ساتھ بولا۔

6 ...... پھر میرے پاس چونکہ تنخواہ اچھی تھی تو میں چاہتا تھا کہ اپنی والدہ کو ہر مہینے کچھ نہ کچھ پیسے دے دیا کروں، لہٰذا میں نے ایک مرتبہ کچھ پیسے اپنی والدہ کو بھجوائے تو میری والدہ نے وہ پیسے مجھے واپس بھجوا دیے۔ جب میں نے پوچھا کہ امی! آپ نے پیسے واپس کیوں بھجوائے؟ تو والدہ نے کہا: بیٹا! میرے پاس بہت پیسے موجود ہیں، مجھے اور پیسوں کی

ضرورت نہیں تھی۔ یہ میری والدہ کا چھٹا جھوٹ تھا، جواس نے میرے ساتھ بولا۔

7 ...... پھر کچھ ایسے دن گزرے کہ والدہ نے فون پر مجھ سے رابطہ نہیں کیا، میں بھی پریشان تھا کہ تین چار مہینے ہو گئے والدہ سے کبھی بات نہیں ہوئی۔ کہتا ہے: پھر ایک دن میں نے فون کیا تو مجھے پتہ چلا کہ میری والدہ بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جب مجھے یہ پتہ چلا تو میں ٹکٹ کروا کر فوراً اپنے گھر آ گیا۔ میں ہسپتال گیا اور میں نے جب اپنی والدہ کو دیکھا تو میری والدہ بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی تھی، اس کا وزن بہت کم ہو گیا تھا اور جب میں وہاں وارڈ کے اندر داخل ہوا تو نرس نے مجھے بتایا کہ تمہاری والدہ کینسر کی مریضہ ہے، اس کو چیسٹ (سینے) میں کینسر ہے اور اس کو بہت درد ہوتی ہے، لہٰذا تم اپنی والدہ کا خیال رکھنا۔ چنانچہ جب میں نے والدہ کو دیکھا کہ وہ اتنی کمزور ہو گئی ہیں اور اتنا وزن بھی کم ہو گیا ہے، تو میری آنکھوں میں سے آنسو آ گئے، میں نے رونا شروع کر دیا۔ والدہ نے مجھے روتے دیکھ کر کہا: بیٹے! تم رو نہیں، مجھے کوئی درد محسوس نہیں ہو رہی۔ وہ کہتا ہے: یہ ساتواں جھوٹ تھا، جو والدہ نے میرے سامنے بولا۔ اور پھر میری آنکھوں کے سامنے والدہ نے آخری ہچکی لی اور وہ فوت ہو گئی۔

تو ماں کس کس طرح اپنے غم اپنے بچوں سے چھپاتی ہے! خود قربانی دیتی ہے، بچوں کو پتہ نہیں چلنے دیتی۔ یہ وہ محبت ہے جو اللہ نے ماں کے دل میں اولاد کے لیے ڈال دی ہے۔ یہ رحیمیت کی وہ صفت ہے کہ اصل میں تو رحمت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، مگر اُس نے اس کا چھوٹا سا ایک ذرہ ہر ماں کو عطا کر دیا، تا کہ انسانوں کو پتہ چل جائے کہ میری رحیمیت کا کیا معیار ہوگا اور میری رحیمیت بندوں کے ساتھ کتنی ہے۔ وہ اپنی ماں کو دیکھ کر سمجھیں کہ اللہ اپنے بندوں سے کتنا پیار کرنے والا ہے۔

اب میں اپنی زندگی کا بھی ایک واقعہ سنا دیتا ہوں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں چھٹی کلاس میں پڑھتا تھا، عمر کوئی گیارہ بارہ سال کی ہوگی۔ میں نے اس زمانے میں اپنے استاد سے ایک آیت سیکھی کہ مومن کو چاہیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھے، لہٰذا مجھے اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت ہوگئی اور چونکہ مجھے اتنی تربیت نہیں ملی تھی، اس لیے میں ذرا سخت مزاج کا بندہ تھا۔ چلتا تھا تو اس طرح نیچے دیکھتا تھا جیسے کسی بندے کی کوئی چیز گرگئی ہے اور وہ اس کو ڈھونڈتا پھر رہا ہے، بلکہ میری عمر کے لڑکے ہنستے بھی تھے، باتیں بھی کرتے تھے، مگر میں ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ بھئی! جب شریعت نے کہا ہے کہ نیچے دیکھ کر چلو تو نیچے دیکھ کر چلنا چاہیے۔ اب نیچے دیکھنے میں مجھے یہ بھی نہیں پتہ چلتا تھا کہ میرے قریب سے کون گزر رہا ہے؟ چھوٹا گزر رہا ہے، بڑا گزر رہا ہے، مرد گزر رہا ہے یا کوئی عورت گزر رہی ہے۔ اب ہوتا یہ کہ کبھی کبھی محلے کی چند آنٹیاں جو میری والدہ کی دوست تھیں، وہ قریب سے گزرتیں تو مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ وہ قریب سے گزر رہی ہیں، لہٰذا وہ میری والدہ کو شکایت لگایا کرتی تھیں کہ آپ کا بیٹا ہمیں سلام بھی نہیں کرتا۔

چنانچہ ایک دن میں بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا کہ ایک آنٹی والدہ کے پاس آئیں اور اس نے یہی کہا کہ آپ کا بیٹا تو مجھے سلام بھی نہیں کرتا۔ تو والدہ نے مجھے بلایا (امی اس وقت روٹیاں بنا رہی تھیں) اور امی مجھے کہنے لگیں: بیٹا! تم اپنی آنٹی کو سلام بھی نہیں کرتے، تم اتنے زیادہ بے مروت کیوں بن گئے ہو؟ اب میں نے غصے کا اظہار کیا کہ امی! مجھے کیا پتہ؟ آپ اس آنٹی سے یہ پوچھیں کہ کیا میں نے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا تھا؟ آنٹی نے فوراً کہا: نہیں! اس نے اوپر تو نہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا: جب میں نے اوپر دیکھا ہی نہیں تو مجھے یہ بھی نہیں پتہ کہ میرے قریب سے کوئی مرد گزر رہا ہے یا

عورت گزری ہے۔ تو اس موقع پر جب آنٹی نے کہہ دیا کہ اس نے اوپر نہیں دیکھا تھا تو مجھے غصہ آ گیا اور غصے میں میں نے امی سے کہہ دیا کہ امی! پتہ نہیں کہاں کہاں سے یہ آنٹیاں اُٹھ کر آ جاتی ہیں، آپ کو شکایت لگاتی ہیں اور آپ مجھے ہی ڈانٹنا شروع کر دیتی ہیں۔ چونکہ میں بچہ تھا، لہٰذا یہ بات کرتے ہوئے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ امی مجھے ہی ڈانٹتی رہتی ہیں۔ اب والدہ نے دیکھ لیا کہ میری آنکھوں میں آنسو ہیں اور میں غصے میں وہاں سے سیدھا اپنے کمرے میں آیا اور کمرے میں بیڈ پر لیٹ گیا۔ اب آنٹی تو دو تین منٹ میں چلی گئی۔

پھر والدہ صاحبہ نے اپنے چولہے کی آنچ کو ذرا کم کیا اور میرے پیچھے کمرے میں آئیں کہ دیکھوں یہ کر کیا رہا ہے؟ اب جب وہ کمرے میں آئیں تو مجھے اندازہ تو ہو گیا کہ امی آ رہی ہیں۔ میں آنکھیں بند کر کے اس طرح لیٹا رہا جیسے میں گہری نیند سویا ہوا ہوں۔ امی کمرے میں داخل ہوئیں اور مجھے دعائیں دے رہی تھیں کہ بیٹا! اللہ تجھے نیک بنائے، اللہ تجھے بخت لگائے۔ یہ امی کے الفاظ تھے اور امی کو اصل میں فکر یہ تھی کہ یہ رویا تھا اور اب کر کیا رہا ہے؟ تو میں سویا ہوا تھا، اس لیے وہ پُرسکون ہو گئیں۔ پھر اس کے بعد امی پاؤں کی طرف آئیں اور انہوں نے بہت آہستگی کے ساتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ میں ہلا نہیں، لیکن وہ میری زندگی کا ایک عجیب سا لمحہ تھا، میں حیران تھا کہ اللہ! غصہ بھی میں نے کیا ہے، غلطی بھی میری ہے اور ماں کا دل دیکھو کہ وہ کام چھوڑ کر پیچھے دیکھنے کے لیے آئی ہے۔ دعائیں بھی دے رہی ہے اور پھر دعائیں دینے کے بعد اپنے بیٹے کے پاؤں بھی چوم رہی ہے۔ جب ماں چلی گئی تو میں نے اپنے دل میں اللہ سے دعائیں مانگنی شروع کیں کہ اے اللہ! قرآن میں تو میں نے استاد سے پڑھا تھا:

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ﴾ [الاسراء: ۲۳]

''انہیں اُف تک نہ کہو۔''

اور میں نے تو اپنی امی کے سامنے تیوری چڑھائی اور غصہ میں بات کی۔ اللہ! تو میرے اس گناہ کو معاف کر دے۔ جیسے ہی میں نے یہ دعا کی تو فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ کہتا ہے: میرے بندے! اگر میں نے تمہیں معاف نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں اتنی محبت کرنے والی ماں نہ دیتا۔

لہٰذا اللہ نے اگر ایسی محبت کرنے والی ماں دی ہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے گناہوں کو معاف کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں اپنی پسندیدہ جگہ جنت عطا فرمانا چاہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ماں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
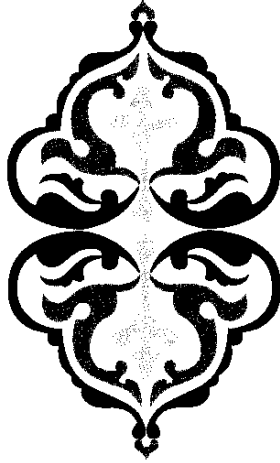
﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

مثالی ساس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

﴿وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ ط﴾[المائدۃ:۷۵]

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کیمبرج یونیورسٹی کی ریسرچ:

کیمبرج یونیورسٹی نے ریسرچ کی ہے کہ دنیا میں جو عورتیں پریشان رہتی ہیں اُن میں سے ساٹھ فیصد وہ ہوتی ہیں جو سسرال والوں کی وجہ سے پریشان ہوتی ہیں۔

ساس اور بہو کے درمیان مسائل کیوں پیدا ہوتے ہیں؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ پریشانی کیوں ہوتی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ عام طور پر
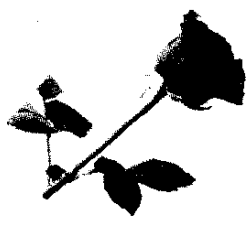
زندگی میں جو تبدیلیاں آتی ہیں ان کے ساتھ بندے کو Adjust (بدلنا) کرنا پڑتا ہے۔ یہ Adjustment Problems (مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے مسائل) ہوتی ہیں۔ بہو جب اپنے گھر آتی ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ شوہر میرا ہے، گھر میرا ہے، یہاں پر حکومت میری ہوگی اور ساس یہ سمجھتی ہے کہ بیٹا میرا ہے، اسے پالا پوسا میں نے اور اب تک یہ میرا رہا، اور اب یہ نئی آنے والی بہو کہیں میرے بیٹے کو مجھ سے دور نہ کر دے۔ تو ماں کے دل میں ایک Fear of Unknown (اَنجانا خوف) ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بہو اور ساس کے درمیان شروع سے ہی ایک کھینچا تانی کا معاملہ ہوتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے پر تنقید شروع ہو جاتی ہے۔ تو اس طرح یہ تعلق آپس میں اتنا اچھا نہیں بن پاتا۔

ساس اور سسر اپنے والدین کے مانند ہوتے ہیں:

شریعت نے اس کے بارے میں بہترین تعلیم دی کہ دیکھو! شادی سے پہلے لڑکی کی ایک ماں تھی اور ایک باپ تھا، جب شادی ہوگئی تو اب جو اس کے خاوند کے والدین ہیں وہ بھی لڑکی کے لیے ماں باپ ہی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر اس اصول کو زندگی میں اپنایا جائے تو ہماری ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ جیسے تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے اسی طرح یہ تعلق بھی دو طرف سے نبھایا جاتا ہے۔ ساس اپنی طرف سے بچی کے ساتھ محبت سے پیش آئے، اس کو اپنی بیٹی کی طرح رکھے اور اس کو غیر نہ سمجھے۔ اور بہو اپنی ساس کو اپنی ماں کی طرح سمجھے اور اس کی نصیحت کو تنقید نہ سمجھے۔ جب دونوں طرف سے یہ کوشش ہوگی تو یہ تعلق ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھا رہے گا۔

جھگڑے کی بنیاد: بات کس کی مانی جائے گی؟

شادی کے بعد یہ Tug of war (رسہ کشی) ہوتا ہے، جس میں دو عورتیں کھینچا تانی میں لگی ہوتی ہیں۔ اِن کا مقصد یہ ہوتا ہے:

"Who is going to be the primary woman of the family.?"

یعنی گھر کے اندر بات کس کی چلے گی؟ ساس چاہتی ہے کہ Final Decision (حتمی فیصلہ) میرا ہو، جو میں کہہ دوں اس کو مانا جائے۔ اور بہو کہتی ہے کہ میرا خاوند ہے، لہٰذا حکومت میری ہونی چاہیے۔ تو یہ چیز آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ناراض ہونے کا سبب بنتی ہیں۔

چنانچہ اِٹلی کے ایک انسٹیٹیوٹ نے چھبیس سال اِس عنوان پر ریسرچ کی۔ آپ اندازہ لگائیے کہ کتنی محنت کی ہوگی، کتنا پیسہ لگایا ہوگا، کتنے لوگوں کا وقت اس کے اُوپر لگا ہوگا! اس ریسرچ میں انہوں نے کہا کہ اس Relationship (تعلق) کو بہتر بنانے کے لیے دونوں کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ ساس کو بھی محنت کرنی پڑتی ہے اور بہو کو بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔

چنانچہ ایک بہو کے دو بچے تھے۔ جب ساس چاہتی کہ میں ان بچوں سے ملوں تو یہ اس میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتی تھی، حتی الوسع اس کی کوشش ہوتی تھی کہ ساس بچوں کو نہ مل سکے۔ اُس بہو کا بیان ہے کہ جب میرے بچے بڑے ہو گئے اور پھر اِن بچوں کی شادیاں ہوگئیں تو جو میں نے اپنی ساس کے ساتھ کیا تھا آنے والی بہو نے میرے ساتھ وہی کچھ کیا۔ ادلے کا بدلہ Tit for tat۔ اُس نے کہا: مجھے ساس بننے کے بعد سمجھ آئی کہ بہو کیا کرتی ہے؟ مگر اب تو وقت ہاتھ سے گزر چکا تھا۔

ساس کی اقسام:

چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ Types of mother in law یعنی ساس کی چند قسمیں:

1) ...... Baby Mother in Law

پہلی قسم ایسی ساس کی ہے جو بچے کے بارے میں کہتی ہے:

"He will always be my baby."

''وہ ہمیشہ میرا بچہ رہے گا۔''

اس کا نام انہوں نے رکھا ہے:Baby mother in law۔ یہ وہ مائیں ہوتی ہیں جو اپنے بچے کا بہت خیال رکھتی ہیں، اُن کو اچھے اچھے کھانے پکا کر کھلاتی ہیں، اُن کے کپڑوں کا خیال کرتی ہیں، یہ شادی کے بعد بیوی کو اس کی ڈیوٹی ادا نہیں کرنے دیتیں، بلکہ وہ کام بھی خود کرتی ہیں، یعنی بچے کے بارے میں یہ بہت Possessive (مالکانہ مزاج رکھنے والی) ہوتی ہیں۔

2) ...... Critic Mother in Law

ساس کی دوسری قسم Critic (نکتہ چیں) کہلاتی ہے۔ یہ وہ ساس ہوتی ہے جو صرف طنز کرتی ہے، ایک فقرہ بولتی ہے اور اس ایک فقرے میں ساری بات کہہ جاتی ہے۔ اور عام طور پر مرد لوگ سادہ ہوتے ہیں، اُن کو باتوں کی گہرائی کا اتنا اندازہ نہیں ہوتا۔ جب کبھی بات ہوتی ہے تو یہ بیٹے کے سامنے سچی بھی بن جاتی ہے۔ چونکہ الفاظ اس نے ایسے بولے ہوتے ہیں کہ جس کے دونوں طرح کے معنی لیے جاسکتے ہیں، اگر کبھی پھنس جاتی ہے تو کہتی ہے کہ میں تو مذاق کر رہی تھی، لیکن یہ باتوں کے ذریعے اپنی بہو کا دل جلاتی رہتی ہے۔

نمبر3 ...... Involved Mother in Law

تیسری قسم وہ ہے کہ جو پوری زندگی میں Involve (دخیل) ہوتی ہے، حتیٰ کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے ٹائم بھی نہیں ملتا۔

ہم نے بھی اپنی زندگی میں بعض ایسے گھروں کے بارے میں سنا ہے کہ جہاں پر بیوی کو اپنے خاوند کے کمرے میں جانے کے لیے بھی اجازت لینی پڑتی ہے۔ اب یہ کتنا ظلم ہے کہ ایک بچی ہے، اس کی شادی ہو چکی ہے اور اب ساس صاحبہ نے درمیان میں ایسی بیوروکریسی بنائی ہوئی ہے کہ اس کی مرضی ہوتی ہے تو بیوی خاوند کے کمرے میں جا سکتی ہے، ورنہ کمرے میں ہی نہیں جا سکتی۔ ایسی ساس حدود کا احترام نہیں کرتی۔ وہ حدود چاہے جسمانی ہوں یا جذباتی ہوں۔

نمبر4 ...... Controlling Mother in Law

چوتھی قسم کی ساس بہو کی غلطیاں ڈھونڈتی رہتی ہے اور Guilt (پچھتاوے) کے ذریعے اس کو کنٹرول کرتی ہے۔ اس کی غلطیاں اس کو یاد دلا کر کہ تم نے یہ غلطی کی، تم نے یہ غلطی کی، تم نے یہ غلطی کی، پھر اس کے بعد اس کے اندر ایک Guilt (ندامت) کا احساس پیدا کر دیتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ بچی Surrender (ہتھیار ڈالنا) کر جاتی ہے کہ ٹھیک ہے آپ جو کہیں گی میں وہی کروں گی۔ تو یہ ندامت کے ذریعے اپنی بہو کو اپنی باندی بنائے رکھتی ہے۔

نمبر5 ...... Rejecter Mother in Law

ایک ساس وہ ہوتی ہے جس کو Rejecter (ردّ کرنے والی) کہتے ہیں۔ یہ وہ ساس ہوتی ہے کہ جس نے شروع سے ہی یہ نیت ذہن میں رکھی ہوتی ہے کہ میں نے اس کو

Accept (قبول) نہیں کرنا، لہٰذا بہو سونے کی بھی بن جائے تو وہ اس کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ ہر بات میں کوئی نہ کوئی اُلٹا پہلو نکال ہی لیتی ہے۔ یہ بہو کے Minor Fault (چھوٹی موٹی غلطیاں) کو بھی بڑا بنا لیتی ہے۔

6) ...... Master of Chaos

ساس کی چھٹی قسم ہے: Master of Chaos...... یہ وہ ساس ہوتی ہے جس کی اپنی ازدواجی زندگی ٹھیک نہیں گزرتی، لہٰذا وہ بہو کو بھی چین سے نہیں جینے دیتی۔ جو اس کے ساتھ گزرا ہوتا ہے وہ اسی کو Replay (دوبارہ چلانے کی کوشش) کرتی ہے اور اپنی بہو کی بھی ناک میں دم کر دیتی ہے۔

7) ...... Bully Mother in Law

ساس کی ساتویں قسم: Bully mother in law...... یہ ایک جملہ بولنے کی ماہر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: خاوند کے سامنے یوں کہے گی: مجھے پتا ہے کہ تم بہت مصروف ہو، لیکن تمہارا گھر بہت گندا ہے۔ یہ ایک فقرہ بول کر اس کے سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر ردِعمل دکھائے تو کہے گی: میں تو تمہیں تمہاری نشاندہی کر رہی تھی، تمہارے ساتھ خیر خواہی کر رہی تھی۔ یہ پھر اس وقت خیر خواہی کے Mode (طریقے) پر آجاتی ہے، حالانکہ اصل اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خاوند کے سامنے بیوی کی ایسی کمزوری کو بیان کرنا کہ خاوند محسوس کرے کہ میری بیوی کے اندر کمزوریاں ہیں۔

ساس اس طرح کیوں کرتی ہے؟

ایک سوال ہے کہ:

"Why do mother in laws act like this?"

''ساس آخراس طرح کیوں کرتی ہے؟''

اس پر ریسرچ کی گئی تو اس کی کئی ساری وجوہات نکلی ہیں:

نمبر1 ......ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ دل میں بہو کو گھر کا فرد ہی نہیں سمجھتی۔ Outsider (غیر) سمجھتی ہے، اس لیے اس کے ساتھ وہ Equation (برتاؤ) ٹھیک ہی نہیں کرتی۔

نمبر2 ......پھر اس کو ڈر ہوتا ہے کہ کہیں میں اپنے بیٹے کو کھو نہ بیٹھوں، میرا بیٹا مجھ سے دور نہ ہو جائے، یہ آنے والی لڑکی کہیں میرے بیٹے کو ایسے چنگل میں نہ پھنسالے کہ بیٹے کا چہرہ دیکھنے سے ہی میں محروم ہو جاؤں۔ وہ ساس ہوتی ہے کہ جن کا ہمیشہ یہ احساس ہوتا ہے:

"Daughter in law has stolen my son."

''اس نے میرے بیٹے کو مجھ سے چرالیا ہے۔''

نمبر3 ......ساس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میں خوش رہوں اور بہو کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا گھر ہے، اس گھر میں مجھے خوش رہنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ تو چونکہ Difference of interest (سوچوں کا تضاد) ہوتا ہے، اس لیے بہو اپنے کام میں لگی ہوتی ہے اور ساس اپنے کام میں۔

مثالی ساس کے لیے سنہری اُصول

نمبر1 ......شادی کے بعد بچے کو آزادی دینی چاہیے:

"Cut the apron strings of your son."

کہ شادی سے پہلے بچہ کنوارا تھا اور پوری طرح ماں کی سپردگی میں تھا۔ جب اس کی
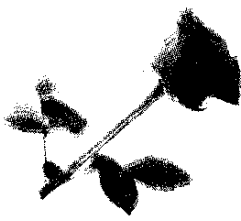
شادی ہوگئی تو اب اس بچے کو آزادی دینی چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کی Adjust خود کرے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ آخر بیٹا ہے اور بیٹا ماں سے کبھی بھی دور نہیں جاسکتا۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جو بہو ہے اس سے تو بیٹے کی علیحدگی ممکن ہے، لیکن ماں سے بیٹے کی علیحدگی ممکن نہیں ہوتی۔ زندگی میں یہ ایسا تعلق ہوتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا، اس لیے ساس کو اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی، بس اللہ سے دعائیں مانگتی رہے اور خیر خواہی کی زندگی گزارتی رہے۔

2 ......توقعات کم کردیں:

"Reduce your expectation from your son."

کہ شادی سے پہلے بیٹے کی Availability (موجودگی) سو فیصد تھی، لیکن شادی کے بعد اب اس کو اپنی بیوی بچوں کو بھی ٹائم دینا ہے، اس لیے اس سے توقعات خود ہی کم کرلی جائیں، یعنی نئے حالات کو Accept (قبول) کرلینا چاہیے، بجائے اس کے کہ انسان پہلے سے زیادہ اُمیدیں لگانا شروع کردے۔

3 ......بہو کو گھر میں خوش آمدید کریں:

"Welcome your daughter in law in your family."

یعنی آنے والی بچی کو محبت پیار سے رکھیں اور اس کو فیملی کا حصہ بنائیں۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

"Encourage your son to consult his wife."

یعنی اگر بیٹا کوئی بھی بات کرے تو بیٹے کو مشورہ دیں کہ بیٹا! اپنی بیوی سے بھی مشورہ کرلو، تاکہ میاں بیوی کا آپس کا تعلق اچھا رہے۔ اور ساس کو خوش ہونا چاہیے کہ بچے

نے اپنی پسند کی بیوی چن لی ہے، لہٰذا جو اپنے گھر کی روزمرہ کی گفتگو ہے اُس میں بہو کو بھی شریک کرنا چاہیے۔Family stories (خاندانی اُمور) اس کے سامنے بیان کرنی چاہییں۔

4 ...... بہو کو کام کرنے کی آزادی دیں:

اور ایک اُصول یہ ہے کہ بہو کو کام کرنے کی آزادی دینی چاہیے۔

"She should learn from her experience."

یعنی اُس کو چاہیے کہ وہ اپنے تجربے سے سیکھے۔ ساس کو چاہیے کہ اس کو کام کرنے دے۔ ہوتا یہ ہے کہ اگر وہ بچے کے لیے فیڈر بنا رہی ہے تو اس دوران اگر اُس سے کوئی چھوٹی سی غلطی ہوگئی تو ساس فوراً اس کو Point out (تنبیہ) کردے گی۔ اب ساس تو اس کو Point out (تنبیہ) خیرخواہی کی نیت سے کر رہی ہے، مگر بہو اس کو Objection (نکتہ چینی) سمجھتی ہے۔ وہ دل میں سوچتی ہے کہ لوگوں کے سامنے مجھے ذلیل کر دیا، کیا مجھے بچے کا فیڈر بنانا بھی نہیں آتا؟ میں کوئی اتنی اَن پڑھ نہیں ہوں۔

اب دیکھیں! ساس نے تو اس کے ساتھ اپنی طرف سے خیرخواہی کا معاملہ کیا تھا کہ بیٹا! یوں نہ کرو، بلکہ یوں کرلو۔

یاد رکھیں! اس میں دستور یہ ہے کہ اگر چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہیں تو اس کو وہ کام کرنے دیں۔ اگر وہ غلطی کرے گی تو اس سے سیکھا بھی کرے گی، بہت جلدی اس کو تنقید نہیں کرنی چاہیے۔

5 ...... خود سے مشورہ دینا مداخلت ہوتا ہے:

"Any unasked advice is interference."

جب اس کو نصیحت نہیں چاہیے تو اس وقت اس کو مشورہ دینا یہ Interference (مداخلت) کہلاتا ہے۔ اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

6...... ساس اور بہو کے درمیان کوئی مشترکہ مشغلہ ہونا چاہیے:

ساس اور بہو کے تعلق کے لیے یہ وٹامن کی حیثیت رکھتا ہے کہ دونوں کی کوئی Common hobby (مشترک مشغلہ) ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر: گھر کے اندر درسِ قرآن کروانا، ہفتہ وار تعلیم کروانا، یعنی کوئی ایسی سرگرمی کہ جو ساس کو بھی پسند ہو اور بہو کو بھی پسند ہو۔ جب ایسی Common Activity ہوتی ہے تو اس سے ساس اور بہو کا تعلق پہلے کی نسبت مضبوط ہو جاتا ہے۔

7...... جب فون پر بات کریں تو بہو سے بھی ضرور بات کریں:

ساس کو یہ بھی چاہیے کہ جب وہ اپنے بیٹے سے فون پر بات کرے تو اپنی بہو سے ضرور بات کرے۔ صرف بیٹے سے بات کر لینا، اس سے بہو کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا بات کی، مجھے تو پتہ ہی نہیں، مجھے تو بتاتا ہی کوئی نہیں۔

اس لیے جب اپنے بیٹے سے بات کریں تو چند منٹ کے لیے اپنی بہو سے ضرور بات کر لیں، تاکہ وہ یہ سمجھے کہ مجھے بھی اہمیت دی گئی ہے۔ اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے بیٹے کے سامنے اس کی بیوی کی تعریف کرے۔ جب بہو کی تعریف خاوند کے سامنے کی جائے گی تو بہو کے دل میں جو شکوک و شبہات ہوں گے وہ ختم ہو جائیں گے اور وہ اپنی ساس کی شکر گزار بن کر رہے گی۔

8 ...... بہو کی محنت کی تعریف کریں:

پھر جو بہو اپنے بچوں کے لیے محنت کر رہی ہے، راتوں کو جاگ رہی ہے، سارا دن ان کی خدمت میں لگی ہوئی ہے، اس پر اس کو Appreciate (حوصلہ افزائی) کرنا چاہیے۔ چونکہ اس کی محنت ہوتی ہے، اس لیے جب کوئی بھی ساس اپنی بہو کو اس طرح Appreciate (حوصلہ افزائی) کرے گی تو جب ضرورت پڑے گی تو وہ خود آ کر اپنی ساس سے پوچھے گی کہ مجھے اس کام میں کیا کرنا ہے؟ پھر وہ خود آ کر رہنمائی مانگے گی۔

9 ...... بہو کو لاڈلی بیٹی کی طرح رکھیں:

بہترین دستور یہی ہے کہ جو شریعت نے بتایا کہ Daughter in law (بہو) کو Daughter in Love (لاڈلی بیٹی) بنا کر رکھنا چاہیے۔ اگر ساس اپنی بہو کو Daughter in Love (لاڈلی بیٹی) بنا کر رکھے، اس کو تحفے دے، تعریف کرے، تو وہ بچی پھر اپنی ماں کو بھی بھول جائے گی اور اس ساس کو اپنی ماں ہی سمجھنا شروع کر دے گی۔

ہم نے اپنے گھر میں اس کے منظر دیکھے ہیں۔ ایک مرتبہ ہم نے واپس معہد الفقیر جھنگ میں جانا تھا۔ تو ہمارا ایک پروگرام طے تھا کہ ہم گیارہ تاریخ کو آئیں گے، مگر کچھ کام ایسے درپیش ہو گئے کہ ہمیں اپنی سیٹ Extend (مؤخر) کروانی پڑ گئی۔ چنانچہ ہم نے کہا کہ ہم گیارہ کے بجائے سترہ کو آئیں گے۔ اب جب یہ خبر گھر پہنچی تو بیٹے سیف اللہ کی بیوی نے تو رونا شروع کر دیا، اور فون پر سیف اللہ کی والدہ [یعنی اپنی ساس] سے کہنے لگی: آپ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم آئیں گے، ہم انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں، انتظار کرتے کرتے مشکل سے دن ختم ہوتے ہیں تو ایک نئی Date (تاریخ) جاتی ہے۔

پھر گھر والوں نے مجھے بتایا کہ بچی تو رو رہی تھی۔ میں نے کہا: کوئی بات نہیں، چونکہ ہم اس کے بچوں سے بہت Attached (محبت کرتے) ہیں، تو اس لیے وہ ماں بھی بہت Attached ہے، وہ اس لیے رو رہی ہے، مگر جب شام کا وقت ہوا تو بڑے بیٹے حبیب اللہ کی بیوی نے بھی والدہ [یعنی اپنی ساس] کو فون کیا اور اس نے بھی یہ کہتے ہوئے رونا شروع کر دیا: امی! اتنے دن ہو گئے ہم آپ سے ملے نہیں اور آپ ہمیں ٹائم نہیں دیتیں اور ہم آپ کو یاد کر رہے ہیں۔ اب اس پر میں حیران تھا کہ دیکھو! آج کے دور میں بھی اگر ساس اپنی بہو کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے تو بہو آج بھی اپنی ساس کے لیے روتی ہے۔

10 ......اگر میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو جائے تو ساس کو بہو کی سائیڈ لینی چاہیے:

اگر کبھی میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو جائے تو ساس کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے کو Defend (دفاع) کرنے کے بجائے اپنی بہو کو Defend (طرف داری) کرے۔

11 ......اگر بہو کے ساتھ کوئی جھگڑا ہو تو فوراً بیٹے کو نہ شامل کریں:

اگر ساس کو بہو کے ساتھ کوئی پرابلم ہے تو اس میں اپنے بیٹے کو فوراً شامل کر لینا، یہ عقل مندی نہیں ہوتی۔ چاہیے کہ اپنے مسائل کو خود حل کر لیا جائے۔ چنانچہ ساس، بہو سے براہِ راست بات کر کے خود ہی بات کو صاف کرے، چھوٹی چھوٹی بات پر اپنے بیٹے کو درمیان میں لے کر آ جانا، اس سے مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔

12......ساس اس بات کو سمجھے کہ اس کے بیٹے میں بھی خامیاں ہیں:

ساس کو ہمیشہ یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر بہو کے اندر بہت ساری کوتاہیاں ہیں تو میرا بیٹا بھی کوئی کامل نہیں ہے۔ انسان کوئی بھی کامل نہیں ہوتا، ہر کسی میں خامیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔تو اس کا مارجن بھی اس کو دینا چاہیے۔

13......ساس کو چاہیے کہ دل کو بڑا رکھے:

ساس چونکہ عمر میں بڑی ہوتی ہے تو اس کو چاہیے کہ She should have a big heart یعنی اس کا دل بھی بڑا ہونا چاہیے۔انگریزی میں کہتے ہیں:

"To run a big show, one should have a big heart."

کہ بڑا کام کرنے کے لیے بندے کو دل بھی بڑا کرنا پڑتا ہے۔تو ساس چونکہ عمر میں بڑی ہوتی ہے، اس لیے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنا دل بڑا کرے اور اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح رکھے اور اپنے بیٹے کو بھی سمجھا کر رکھے۔

14......ساس کو چاہیے کہ بہو کے لیے دعا مانگا کرے:

اور ایک بہترین اصول یہ ہے کہ اپنی بہو کے لیے نماز کے بعد دعائیں بھی مانگے۔ انسان اپنی کوشش تو فوراً شروع کر دیتا ہے، لیکن دعا ایک بہترین کوشش ہوتی ہے۔ اگر اللہ سے دعا مانگیں گی کہ اے اللہ! میری بہو کے دل میں میری عزت پیدا کر دے، میری محبت پیدا کر دے۔تو اللہ تعالیٰ دلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیں گے اور ساس اور بہو کا آپس کا تعلق اچھا بن جائے گا۔
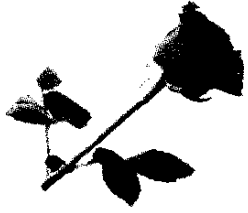
15 ساس کو چاہیے کہ بیٹے کی شادی کے بعد خود بچے پیدا نہ کرے:

سائنس کا ایک عجیب نکتہ ہے! وہ یہ کہ عورتوں کو مہینے میں کچھ ایام ایسے آتے ہیں جو (ایامِ حیض) Periods کہلاتے ہیں۔ اور جس عورت کے یہ ایام آتے ہیں وہ شادی کے بعد حاملہ بھی بن جاتی ہے، لیکن پچاس سال کی عمر کے بعد عام طور پر یہ Perio ds ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کو Menopause Period کہتے ہیں۔ یہ Menopause Period صرف انسانوں میں ہوتا ہے، جانوروں میں نہیں ہوتا۔ چنانچہ جانوروں میں جن مادہ جانوروں کو Perio ds آتے ہیں اُن کو ساری زندگی آتے رہتے ہیں، مگر انسانوں میں ایسا نہیں ہے، انسانوں میں پچاس سال کی عمر کے بعد یہ Perio ds ختم ہو جاتے ہیں۔

اس عنوان پر سائنسدانوں نے ریسرچ کی ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ فطرت کا بنایا ہوا نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اگر اس عورت کے ہاں اولاد ہو تو وہ پچاس سال کی عمر تک ہو، اس کے بعد اب اس کی اولاد کے بچے ہوں گے، اور اس وقت ساس کے اپنے چھوٹے بچے نہیں ہونے چاہییں، تا کہ بہو اور ساس کے درمیان Competition (مقابلہ بازی) نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ساس کو فارغ کر دیا کہ بہو کی مدد کی ضرورت پڑے گی، اب تمہاری عمر ایسی ہوگئی ہے کہ تمہارے اپنے بچے تو ہو نہیں سکتے، لہٰذا تم اب بچوں کی پرورش میں اپنی بہو کی مدد کرو۔

قربان جائیں اللہ رب العزت پر کہ اس نے اپنے بندوں کے لیے کتنی مہربانیاں فرمائی ہیں......!!

ساری بات کا لبِ لباب یہ ہے کہ اگر ہم شریعت کے احکام کا خیال رکھیں اور جو دینِ اسلام نے ہمیں تعلیمات دی ہیں اُن کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کریں تو ہمارے اس دنیا کے مسئلے بھی حل ہو جائیں گے اور آخرت کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔

ایک ساس کی اپنی بہو کے لیے ایک نظم:

چنانچہ ایک ساس نے اپنی بہو کے بارے میں ایک نظم لکھی:

I know you really love my son
I see it in your eyes
You both have joined together
And you are sharing your lives
Together you have shared joyful times
And there have been some tears
You have been there for each other
Committed through the years
You make my son so happy
My dreams are coming true
He would not want to live his life
With anyone other than you
You are such a blessing
In so many different ways
You are part of our family
And we love you more each day

''میں جانتی ہوں کہ تم واقعی میرے بیٹے سے محبت کرتی ہو، میں تمہاری آنکھوں میں یہ محبت دیکھتی ہوں، تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے ہو، اورتم دونوں نے اپنی زندگی مل کر گزاری ہے، تم دونوں نے مل کر خوشیوں کے لمحات محفوظ کیے ہیں اور کچھ غم بھی تمہارے پاس آئے، مگر تم لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہے اور سالوں یہ عہد نبھایا، تم نے میرے بیٹے کو اتنا خوش کیا ہے کہ میرے خواب حقیقت بن گئے ہیں، وہ اپنی زندگی تمہارے سوا کسی کے ساتھ بھی نہیں گزارنا چاہتا، تم ہمارے لیے ہر لحاظ سے رحمت ہی رحمت ہو، تم ہمارے خاندان کا حصہ ہو اور ہماری محبت تمہارے لیے روز بروز بڑھ رہی ہے۔''

اگر ساس اپنی بہو کی اس طرح تعریف کرے گی اور یہ سمجھے گی کہ اس نے میرے بچے کو پُرسکون زندگی دی ہے اور اس کو محبت دی ہے، پیار دیا ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ بہو کے دل میں ساس کی بھی محبت آجائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے سب گھروں میں اس تعلق کو مضبوط بنائے اور ہمیشہ شیطان کی مکاریوں سے محفوظ فرمائے اور ہر گھر میں سکون، چین اور اطمینان کی فضا پیدا فرمائے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾
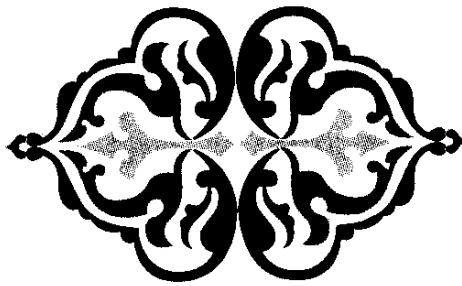
مثالی طالبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾﴾ [طٰہٰ: ۱۱۴]

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

دینِ اسلام ہر انسان کے لیے علم کا حاصل کرنا ضروری قرار دیتا ہے۔ علم نہ ہونا جہالت ہے اور علم کا ہونا نور اور روشنی ہے۔ تو اندھیرے کے بجائے روشنی کی اشاعت کرنے کے لیے دین اسلام نے ترغیب دی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ.)) [ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۴]

''ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا لازم ہے۔''
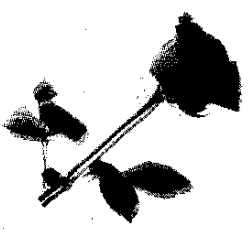
علم کی اہمیت:

علم دوطرح کا ہوتا ہے: ایک ہے علم الادیان، اور دوسرا ہے علم الابدان۔ یہ تو ہے قرآن وحدیث اور شریعت کا علم، اور ایک ہے مادی علم۔ جس کو عصری علوم کہتے ہیں۔ دونوں علوم کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ جب کسی کے ہاں بیٹی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنی بیٹی کو عصری تعلیم بھی دلوائے اور دینی تعلیم بھی دلوائے۔

جب عورت پڑھ لیتی ہے تو آنے والے وقت میں وہ گھر کی ملکہ بنتی ہے، ماں بنتی ہے اور اپنے سارے بچوں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچا سکتی ہے، اس لیے عورت کا علم حاصل کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

ازواجِ مطہرات اور صحابیات کا علمی ذوق:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی کو دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم سکھاتے تھے اسی طرح صحابیات کے لیے بھی علمی محفل کا انتظام کرتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدھ کا دن متعین کیا تھا، جس میں خواتین آتی تھیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کو وعظ فرماتے تھے اور وہ اپنے مسائل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرتی تھیں۔

چنانچہ مدرسۃ النبوۃ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا، اس کی پہلی پہلی طالبات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات تھیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دین سیکھتی تھیں۔ کئی اُمہات المومنین قرآن مجید کی حافظہ تھیں اور کئی امہات المومنین نے احادیث مبارکہ روایت کیں۔

❀......سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تقریباً دو ہزار سے زیادہ احادیث کی روایت فرمائی ہے۔ اللہ نے اِن کو دین میں ایسی فقاہت اور سمجھ عطا فرمائی تھی کہ بڑے بڑے

صحابہ رضی اللہ عنہم مسائل پوچھنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی، مگران میں جو علماء صحابہ تھے یعنی جو مسائل بتاتے اور پھر لوگ اُن پر عمل کرتے تھے، اُن کی تعداد ایک سو اُنچاس تھی۔ یہ وہ صحابہ تھے جن کا فتویٰ چلتا تھا اور جن کو معاشرے میں علماء سمجھا جاتا تھا۔ ان ایک سو اُنچاس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بھی سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جو اَعلم تھے، یعنی علماء میں سب سے نمایاں علم رکھتے تھے۔ چنانچہ جب ان کا قول آجاتا تو باقی علماء اپنا قول واپس لے لیتے تھے اور صرف انہی کا فتویٰ چلتا تھا۔ ان سات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ نے ان کو کتنا علم عطا کیا ہوگا......!!

❁......سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساٹھ احادیث کی روایت فرمائی اور ان سے ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اور اُن کے بھتیجے حمزہ بن عبداللہ اور حارث بن عبدالرحمٰن بن حارث نے روایت کی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنے کا فن سکھانے کے لیے ایک صحابیہ بی بی شفا رضی اللہ عنہا کی ذمہ داری لگائی ہوئی تھی۔ وہ تشریف لاتی تھیں اور ان کو لکھنا سکھاتی تھیں۔

❁......ام سلمہ رضی اللہ عنہا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد حدیث اور فقہ کے علم میں سب سے زیادہ بلند مقام رکھتی تھیں۔ وہ بہت سمجھدار تھیں۔ اُن کو دین پر عمل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن اپنی باندی سے اپنے بال بنوا رہی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ شروع فرما دیا، تو جیسے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ!))... ''اے لوگو''
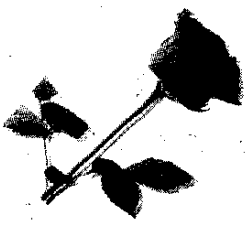
تو اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فوراً اپنی باندی سے کہا: میرے بالوں کو سمیٹ دو، کیونکہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت کو سننا ہے۔ باندی کہنے لگی: ابھی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ((یَا اَیُّھَا النَّاسُ!)) ہی کہا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا ہم ((یَا اَیُّھَا النَّاسُ!)) میں شامل نہیں ہیں؟ یقیناً ہم شامل ہیں، لہٰذا ہمیں متوجہ ہو کر بات سننی چاہیے۔

یہ ایسی طالبات تھیں کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو ضبط کرنے کے لیے کوئی موقع ضائع نہیں کرتی تھیں۔

❁......سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی تھیں اور اللہ نے اِن کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کیا تھا۔ چنانچہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خوابوں کی تعبیر سیکھا کرتی تھیں۔ پھر ان سے خوابوں کی تعبیر کا علم سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کیا اور اُن سے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کیا، جنہوں نے ''تعبیر الرؤیا'' کے نام سے ایک مشہور کتاب لکھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں صحابیات رضی اللہ عنہن علم حاصل کرنے میں پیچھے نہیں تھیں۔ قرآن مجید کی حفاظت میں بھی صحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنا کردار خواب ادا کیا۔ بہت ساری صحابیات خواتین قرآن مجید کی حافظہ تھیں اور قرآن مجید کے علوم سے واقف تھیں۔

تابعین کے دَور میں خواتین کا علمی ذوق:

پھر یہ سلسلہ آگے تابعین میں چلا تو اس طبقے میں بھی بہت ساری ایسی خواتین تھیں جنہوں نے علم حاصل کیا۔ چنانچہ حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہا جو محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی بہن تھیں۔ وہ قرآن مجید کے علم میں بہت نمایاں مقام رکھتی تھیں۔ اُنہوں نے زندگی کے پینتیس سال اپنے گھر کے ایک کمرے میں گزار دیے، جس کو ''مسجد بیت'' کہتے ہیں۔ گھر کی اس مسجد میں انہوں نے پینتیس سال اعتکاف کی نیت سے گزارے۔ صرف وضو

تازہ کرنے کے لیے باہر نکلا کرتی تھیں اور پھر واپس کمرے میں آجاتی تھیں۔ وہاں پر اُن کے پاس خواتین اور بچے قرآن پڑھنے آیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی قرأت میں ان کو اتنی مہارت تھی کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بھی کبھی کبھی کسی آیت پڑھنے میں جب مشکل محسوس کرتے تو اپنی بہن سے پوچھتے تھے کہ مجھے یہ آیت کیسے پڑھنی ہے؟ یہ لفظ کیسے ادا کرنا ہے؟ اور وہ اپنے بھائی کی قرأت کی تصحیح فرمایا کرتی تھیں۔ اللہ اکبر......! وہ سارا دن بچوں کو پڑھاتیں اور پھر ساری رات نوافل میں قرآن مجید پڑھا کرتی تھیں۔

❁......اسی طرح ثمرہ بنت عبدالرحمٰن اور اُم درداء ثانی بھی وہ خواتین تھیں کہ جو اپنے وقت کی عالمہ تھیں۔

❁......اسی طرح ایک خاتون کریمہ المروزیہ (۴۶۳ھ) تھیں، جو کہ اپنے زمانہ میں ''بخاری شریف'' کی سند کے لیے اتھارٹی سمجھی جاتی تھیں۔ ہرات کے بڑے بڑے ممتاز عالم ان کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو تاکید کی تھی کہ ''بخاری شریف'' ان کے علاوہ اور کسی سے نہ پڑھیں۔ اس لیے ایک بڑی تعداد نے بخاری شریف کی اجازت ان سے حاصل کی۔ ان کے ممتاز شاگردوں میں خطیب بغدادی اور الحمیدی کے نام آتے ہیں۔ [تاریخ الاسلام للذھبی: ۳۱/۱۸۰]

❁...... پانچویں صدی ہجری میں ایک خاتون تھیں اُم الخیر فاطمہ بنت علی۔ یہ مسلم شریف کا درس دیا کرتی تھیں اور دُور دُور سے خواتین ان کے پاس مسلم شریف پڑھنے آیا کرتی تھیں۔

❁......اور ایک خاتون تھیں زینب بنت احمد بنت کمال۔ انہوں نے اتنے محدثین سے سندیں حاصل کی تھیں کہ مشہور تھا کہ ان کی سندیں اُٹھانے کے لیے ایک اُونٹ کی ضرورت
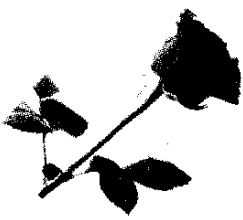
ہے، یعنی ایک اُونٹ کے بوجھ کے برابر اُن کو احادیث کی سندیں حاصل تھیں۔

❁......امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی میں شاگردوں کو حدیث پاک کا درس دیا کرتے تھے۔ اسی مجلس میں کپڑوں کے پردے لٹکے ہوتے تھے، جن کے پیچھے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹیاں بیٹھتیں اور درس میں شرکت کیا کرتی تھیں۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ اگر کوئی آدمی عبارت پڑھنے میں کوئی غلطی کر رہا ہوتا تو یہ بچیاں لکڑی کو لکڑی کے ساتھ مار کر آواز پیدا کرتی تھیں، تاکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو اندازہ ہو جائے کہ پڑھنے میں غلطی ہو رہی ہے، لہٰذا پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ غلطی کی اصلاح کر دیا کرتے تھے۔

❁......حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے لڑکپن میں سات معلمات سے علم حدیث حاصل کیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بہت ساری خواتین پہلے علم حاصل کرتی تھیں اور پھر علم کی خدمت میں اپنی زندگی گزار دیتی تھیں۔

❁......سمرقند میں تو بہت ساری خواتین عالمات تھیں۔ چنانچہ فقیہ علاؤ الدین حنفی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ، جو ''تحفۃ الفقہاء'' کے مصنف ہیں، اُن کی صاحبزادی کا نام فاطمہ تھا، وہ بہت بڑی فقیہہ تھیں، اُن کے شوہر نے ''تحفۃ الفقہاء'' کی شرح لکھی ''البدائع والصنائع''۔ ان کے شوہر کی جو کوئی غلطی ہوتی تھی وہ اس کی تصحیح کیا کرتی تھیں۔ ان کے زمانے میں جب کوئی فتویٰ جاری ہوتا تھا تو سب سے پہلے ان کے والد کے دستخط ہوتے تھے، پھر اس کے بعد ان کے شوہر کے دستخط ہوتے اور پھر اس کے بعد فاطمہ کے بھی دستخط ہوا کرتے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں اگر کسی فتویٰ پر فاطمہ کے دستخط نہ ہوتے تھے تو علماء اس فتوے کو قبول نہیں کیا کرتے تھے۔

علم کی جستجو میں خواتین کا سفر:

اس سے اندازہ لگائیں کہ خواتین نے علم میں کتنا رسوخ حاصل کر لیا تھا۔ اور پھر علم حاصل کرنے کے لیے اس زمانے میں ان کو سفر بھی کرنے پڑتے تھے۔

۞......ام حسین بنت احمد رحمۃ اللہ علیہا نے نیشاپور سے بغداد تک کا سفر علم حاصل کرنے کے لیے کیا۔

۞......ایک خاتون تھیں ام علی تقیہ بنت ابو الفرج رحمۃ اللہ علیہا، انہوں نے بغداد سے مصر کا سفر کیا اور اسکندریہ میں امام ابو طاہر احمد بن محمد سلفی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔

۞......ام محمد زینب بنت احمد رحمۃ اللہ علیہا حدیث پاک کا علم حاصل کرنے کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا کرتی تھیں، حتیٰ کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو "اَلْمَرْأَۃُ الرَّاحِلَۃُ" کا لقب دیا، یعنی ایسی خاتون کہ جو مسافر ہی رہا کرتی تھیں۔

۞......ایک خاتون شمس الضحیٰ بنت محمد رحمۃ اللہ علیہا تھیں، اُنہوں نے ایک بہت بڑے شیخ طریقت کی خدمت میں رہ کر سلوک طے کیا اور دیگر محدثین سے حدیث کا سماع بھی کیا۔

تو اِن واقعات سے پتہ چلا کہ اس زمانے میں خواتین علم حاصل کرنے کے لیے سفر بھی کرتی تھیں اور علم کی خدمت کے لیے وہ اپنی زندگی کے اوقات کو وقف بھی کرتی تھیں۔

خواتین میں خدمتِ دین کا جذبہ:

جس طرح مردوں کے اندر خدمتِ دین کا جذبہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اندر بھی خدمتِ دین کا جذبہ رکھا ہے، لہٰذا خواتین نے اپنے اپنے وقتوں میں مدارس چلائے اور دین کی خدمت کی۔

۞......سلطان صلاح الدین ایوبی کی ایک بہن تھیں جو عالمہ اور فاضلہ خاتون تھیں۔

انہوں نے دمشق میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کروایا اور اس مدرسے کا نام ''مدرسہ خاتونیہ'' پڑ گیا، کیونکہ اس کو بنانے والی خاتون تھی۔ اس کے اخراجات کے لیے انہوں نے اپنی بہت بڑی جائیداد وقف کر دی تھی، یعنی ان کے دل میں دین کی اشاعت کا اتنا شوق تھا کہ دین کے علم کے لیے مدرسہ بھی بنوایا اور مدرسہ چلانے کے لیے جائیداد بھی وقف کر دی۔

❁......بی بی مریم اُندلس کی ایک عالمہ تھیں۔ چوتھی صدی ہجری میں انہوں نے اشبیلیہ میں ایک درسگاہ قائم کی، جس میں علم کا شوق رکھنے والی خواتین دُور دُور سے آ کر اُن سے تعلیم حاصل کیا کرتی تھیں۔

❁......چھٹی صدی ہجری میں ایک خاتون گزری ہیں، جن کا نام تھا ''شہدہ''، مگر اُن کا لقب ''فخر النساء'' پڑ گیا، یعنی وہ اتنی بڑی عالمہ فاضلہ اور نیک خاتون تھیں کہ ان کو ''فخر النساء'' کا لقب دیا گیا، گویا کہ عورتوں کو اُن کے اوپر فخر تھا۔

❁......ایک خاتون تھی بی بی مریم بنت علی۔ یہ حدیث، فقہ اور نحو کے علم میں بہت مشہور تھیں۔ انہوں نے بچپن میں قرآن مجید کا علم حاصل کر لیا اور فقہ شافعی کی مشہور کتابیں انہوں نے زبانی یاد کی ہوئی تھیں۔ ان کے شاگردوں میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی آتا ہے۔

❁......ایک خاتون بی بی حنفیہ تھیں، جو کہ شیخ عبدالرحمٰن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں، وہ نویں صدی ہجری میں گزری ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ان کا نام بھی شامل ہے۔

❁......ایک خاتون بی بی ملکہ آٹھویں صدی ہجری میں گزری ہیں اور علامہ ابن حجر

عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے شاگرد تھے۔

تو یہ وہ خواتین تھیں کہ جنہوں نے علم حدیث حاصل کیا، علم قرآن حاصل کیا اور اپنے وقت میں دین کی خدمت کی۔

موجودہ دَور کے تقاضے:

لہٰذا آج کے دَور کی بچیوں کو بھی چاہیے کہ وہ عصری علوم بھی حاصل کریں اور دینی علوم بھی حاصل کریں۔ عصری تعلیم اتنی حاصل کریں کہ وہ اپنے گھر کے معاملات کو سمجھ سکیں، اپنے ہونے والے بچوں کی تعلیم میں خود مدد دے سکیں۔ اگر ماں ہی اَن پڑھ ہو تو بچوں کی تعلیم کا خیال نہیں رکھ سکتی، اس لیے ماں کا خود بھی پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے، لیکن یہ بھی ٹھیک نہیں کہ آج کل کے دور میں جوان بچی کو بیرون ملک یونیورسٹیوں میں اکیلا بھیج دیا جائے۔ حالات کی خرابیوں اور برائیوں کے عام ہوجانے کی وجہ سے اس کو منع کیا جاتا ہے۔ اپنے گھر میں رہتے ہوئے قریب کی یونیورسٹی یا کالج میں جتنی تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے بچی کو چاہیے کہ وہ وہاں پڑھنے جائے اور علم حاصل کر کے شام کو گھر واپس آجائے، تاکہ اپنے ماں باپ کے پاس زندگی گزارے۔

دینی تعلیم حاصل کرنا آج کے دور میں بہت آسان ہوگیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مدارس میں جانا پڑتا تھا اور وہاں جا کر وقت گزارنا پڑتا تھا۔ خواتین کے مسائل ہوا کرتے تھے کہ انہیں لے جانے والا مرد موجود نہیں ہوتا تھا۔ کون اِنہیں لے کر جائے اور کون واپس لے کر آئے؟ آج کے دور میں آن لائن مدارس بن گئے ہیں۔ تعلیم کا اتنا اچھا سلسلہ شروع ہوگیا ہے کہ عورت اپنے گھر بیٹھے بیٹھے علم حاصل کرسکتی ہے۔ چنانچہ بہت ساری خواتین آن لائن کورسز کے ذریعے عالمہ بن رہی ہیں۔ ہمیں اس موقع سے فائدہ
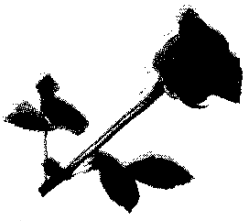
اُٹھانا چاہیے اور علم حاصل کرنا چاہیے، تاکہ علم کے نور سے سینہ منور ہو جائے اور قیامت کے دن علماء کی قطار میں شمولیت نصیب ہو جائے۔

خواتین کی مضبوط قوتِ ارادی:

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ عورت جب کوئی ارادہ کر لیتی ہے تو وہ اس کے اوپر بہت پکی ہو جاتی ہے اور واقعی کئی مرتبہ حیران کر دیتی ہے، اللہ نے اس کو بہت زیادہ قوتِ ارادی دی ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ مجھے گھر سے اطلاع ملی کہ ایک کالج کی بچی بیعت ہونے کے لیے آئی ہے۔ چنانچہ میں مہمان خانے سے اپنے گھر آ گیا۔ پردے کے پیچھے ایک کالج کی لڑکی تھی، اُس نے توبہ کے کلمات پڑھے اور میں نے اس کو کچھ معمولات بتا دیے۔ معمولات بتانے کے بعد وہ کہنے لگی: حضرت! آپ میری رہنمائی کریں کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟

میں نے پوچھا: آپ نے پہلے کیا کیا ہے؟

اس نے کہا: بی۔اے کا امتحان دے دیا ہے اور اب میں فارغ ہوں، اس لیے جو آپ کہیں گے میں وہی کروں گی۔

میں نے کہا: میں آپ کو ایک مشورہ دیتا ہوں، اگر آپ اُس پر عمل کر لیں تو آپ کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔

اس نے پوچھا: کیا؟

میں نے کہا: ہمارے مدرسے کے وفاق کے امتحان میں تقریباً چار مہینے ابھی باقی ہیں، تو آپ ایسا کریں کہ عالمہ کورس کے پہلے سال کے اندر داخلہ لے لیں اور چونکہ

آپ نے بی۔اے تک پڑھا ہوا ہے، اس لیے آپ کے لیے پہلے سال کی کتابیں پڑھنا اتنا مشکل نہیں ہوگا اور ہم آپ کی خصوصی مدد اس طرح کریں گے کہ مدرسہ کی معلمات سے گزارش کریں گے کہ آپ کو دن میں بھی پڑھائیں اور جب مدرسے کی بچیاں چلی جاتی ہیں اس وقت میں وہ آپ کو الگ سے وقت دے کر مزید پڑھائیں، تاکہ آپ کی کارکردگی اچھی ہو جائے۔

اس نے کہا: ٹھیک ہے، میں اپنی امی سے بات کر کے کل آ کر داخلہ لے لوں گی۔

چنانچہ وہ بچی گھر واپس گئی، اپنی والدہ سے اجازت لی اور اگلے دن مدرسے میں آ کر اپنے نام کی رجسٹریشن کروالی۔ اب اُس نے پڑھنا شروع کر دیا۔ ہم نے بھی معلمات سے کہہ کر اس کی پڑھائی کی ایک ترتیب بنوادی کہ وہ دن میں بھی کلاس کے ساتھ پڑھے اور جب دوپہر کو کلاس سے چھٹی ہو جائے تو پھر اسے مزید پڑھایا جائے، تاکہ اس کا جو کورس رہ گیا ہے اس کو بھی وہ آسانی سے مکمل کر سکے۔ یوں اس بچی کی تعلیم کا سلسلہ بہت اچھی طرح چلنا شروع ہو گیا۔ بچی بھی بہت شوق سے پڑھنے لگ گئی اور ہم بھی مطمئن ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرما دیا۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ مجھے گھر والوں نے اطلاع بھیجی کہ وہ بچی آج صبح سے رو رہی ہے، کسی سے کوئی بات نہیں کر رہی اور بس اس کی آنکھوں سے آنسو ہی ٹپکتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم نے بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کی ہے، مگر اس نے ہم سے بھی بات نہیں کی، لہٰذا آپ آ کر اس سے بات کریں، ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اپنی بات کھول دے۔ چنانچہ میں مہمان خانے سے گھر آیا، اس بچی کو پردے کے پیچھے بٹھایا گیا اور پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ جیسے ہی ہم نے یہ بات کی اس بچی نے تو اُونچا
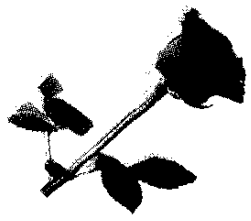
اُونچا رونا شروع کر دیا۔ جیسے گھر کا کوئی بندہ فوت ہو جاتا ہے اس طرح غمزدہ ہو کر وہ بچی رو رہی تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے، جس کی وجہ سے بچی بہت زیادہ دُکھی اور پریشان ہے، لہٰذا اس کی پریشانی کا کوئی حل ڈھونڈنا چاہیے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس بچی سے کہا کہ آپ ذرا میری بات تو سنیں، مگر وہ اتنا رو رہی تھی کہ میری بات تو اس تک شاید پہنچ ہی نہیں رہی تھی۔ پھر میں نے تھوڑی دیر کے بعد اسے کہا کہ اگر تو آپ کا مسئلہ رونے سے حل ہوتا ہے تو میں بھی تھوڑی دیر آپ کے ساتھ بیٹھ کر رو لیتا ہوں اور اگر میری بات سن کر اس پر عمل کرنے سے مسئلہ حل ہوتا ہے تو آپ رونا بند کریں اور میری بات سنیں۔ چنانچہ بچی نے ہمت کی اور وہ چپ ہو گئی، مگر ابھی بھی وہ سسکیاں لے رہی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کا مسئلہ ہے کیا؟ تاکہ اس کا کوئی حل سوچا جائے۔

اس نے کہا: مسئلہ یہ ہے کہ میرے والدین نے میری شادی کی تاریخ طے کر دی ہے، جو کہ امتحان سے تین دن پہلے کا دن بنتا ہے۔ اب اگر امتحان سے تین دن پہلے میری رخصتی ہو جائے گی تو میں تو ان دنوں میں امتحان نہیں دے سکوں گی۔ میرا تو سال ضائع ہو جائے گا اور میں انکار بھی نہیں کر سکتی، کیونکہ والدین تو فیصلہ کر بھی چکے ہیں۔

میں نے کہا: اچھا! یہ بتاؤ کہ تمہاری شادی کہاں ہو رہی ہے؟ رشتہ داروں میں یا خاندان سے باہر؟

اس نے کہا: میری پھوپھی کے بیٹے کے ساتھ شادی ہو رہی ہے۔

میں نے کہا: اچھا! اب میری ایک بات سنو: پھوپھی کا بیٹا تو قریبی رشتہ دار ہے، تمھیں کچھ نہ کچھ تو اس کی شخصیت کا اندازہ ہوگا؟

کہنے لگی: ہاں! بچپن میں ہم اکٹھے کھیلتے تھے، میں اس کے مزاج سے واقف ہوں۔

میں نے کہا: اچھا! اب آپ ایسا کریں کہ اپنی امی سے کہہ دیں کہ شادی کے جو کپڑوں کی تیاری ہے وہ آپ نے اور میری باقی بہنوں نے مل کر کرنی ہے، میں مدرسہ پڑھتی رہوں گی اور رخصتی سے ایک دن پہلے میں مدرسے سے واپس آجاؤں گی۔

اس نے ماں سے بات کی تو والدہ نے بات مان لی۔ چنانچہ بچی مدرسے میں پڑھتی رہی اور جس دن اس کی رخصتی تھی اس سے ایک دن پہلے وہ مدرسے سے واپس گھر چلی گئی۔ شادی کے بعد پھر اس نے واقعہ سنایا کہ جب میں گھر گئی تو ساری رشتہ دار خواتین آئی ہوئی تھیں، وہ انتظار میں تھیں، جیسے ہی میں گئی تو مجھے کہنے لگ گئیں کہ تم کہاں چلی گئی تھی؟ ہم تمہارے انتظار میں بیٹھی تھیں۔

پھر امی نے مجھے کہا: دیکھو! مہندی لگانے والی عورت آئی ہوئی ہے اور تمہارا انتظار کر رہی ہے، جلدی سے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگوالو۔

اس نے بتایا کہ میں نے امی سے کہا: امی! مجھے لوگوں کے سامنے بیٹھ کر مہندی لگوانے میں حیا محسوس ہوتی ہے، آپ مجھے اوپر کی منزل پر بھیج دیں۔

تو امی نے کہا: ٹھیک ہے، تم اُوپر چلی جاؤ۔ چنانچہ میں اُوپر چلی گئی اور اُوپر تنہائی میں جا کر ہاتھوں اور پیروں پر مہندی لگوا کر بیٹھ گئی۔

اب چونکہ میں اکیلی تھی تو میں نے اپنی چھوٹی بہن کو بلایا اور اس سے کہا: میں آپ کو اتنے پیسے دوں گی اگر آپ میری مدد کریں گی۔

اس نے پوچھا: کیا مدد کرنی ہے؟

میں نے کہا: مدد یہ کرنی ہے کہ چونکہ میں مہندی کی وجہ سے اپنی کتاب کا صفحہ نہیں اُلٹ
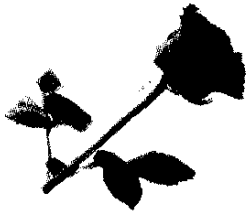
سکتی، لہٰذا آپ ہر تھوڑی دیر کے بعد آ کر اس کا صفحہ اُلٹ جایا کریں۔ چنانچہ میری چھوٹی بہن آ کر کتاب کا صفحہ اُلٹ جاتی اور میں وہ کتاب بیٹھ کر پڑھتی رہتی۔ کہنے لگی: میں پوری رات صرف ونحو کی کتابیں پڑھتی رہی، حتیٰ کے رخصتی والے دن جب میں جدا ہو رہی تھی تو میں دلہن بنی ہوئی تھی اور میک اَپ کا جو باکس میں نے اپنے ساتھ رکھنا تھا اس باکس کے ساتھ ہی میں نے صرف اور نحو کی کتابیں بھی رکھ لیں۔ جب میں اگلے گھر گئی تو وہاں پر بھی بہت ساری خواتین میرے کمرے میں آ کر بیٹھ گئیں اور باتیں کرتی رہیں۔

پھر کچھ دیر کے بعد خواتین نے جانا شروع کر دیا، حتیٰ کہ میں کمرے میں اکیلی رہ گئی۔ کہنے لگی: میں اب دلہن بنی بیٹھی تھی اور اس گھونگھٹ کے اندر صرف ونحو کی وہ چھوٹی سی کتاب پڑھ رہی تھی اور اس وقت میں بھی میں صَرف کی گردانیں یاد کر رہی تھی، حتیٰ کہ جب دروازہ کھلا اور مجھے پتہ چلا کہ میرا خاوند کمرے کے اندر آ رہا ہے تو میں نے ان دونوں کتابوں کو تکیہ کے نیچے رکھ دیا اور اپنے شوہر کے ساتھ وقت گزارا۔ ..

صبح جب فجر کی نماز پڑھ کر میرا شوہر گھر آیا تو ہم چونکہ رشتہ دار تھے، طبیعتیں ایک دوسرے کو پہلے سے ہی جانتی تھیں، اور اب تو ایک رات ہم نے اکٹھے بھی گزار لی تھی، لہٰذا میں نے اپنے شوہر سے ناشتہ کے وقت بات کی کہ میں ایک عربی کورس کر رہی تھی، اور اب میرے امتحان کا وقت قریب آ گیا ہے، آپ اگر میری مدد کریں تو میرا ایک سال بچ سکتا ہے، ورنہ میرا ایک سال ضائع ہو جائے گا۔

شوہر نے پوچھا: کیا مدد چاہیے؟

میں نے کہا: دو دن کے بعد میرا امتحان ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ ان دنوں میں دلہن کو اپنے گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی، لہٰذا آپ نے کسی بھی طرح مجھے کمرۂ امتحان میں

پہنچانا ہے اور پرچہ ختم ہو جانے کے بعد وہاں سے لے کر آنا ہے۔

اس نے کہا: اچھا! میں کوئی طریقہ سوچتا ہوں۔

چنانچہ اگلے دن اس نے اپنی امی سے بات کی کہ میں نے نیا موٹر سائیکل خریدا ہے اور آج کل میں نے آفس سے بھی ایک ہفتے کی چھٹی لی ہوئی ہے، تو اگر میں ناشتے کے بعد اپنی بیوی کو گھمانے کے لیے شہر لے جاؤں تو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟

ماں اپنے بیٹے کو کیسے منع کر سکتی تھی؟ اس نے کہا: ہاں بیٹا! لے جاؤ، مگر یہ وقت عورتوں کے آنے اور ملنے کا ہوتا ہے، اس لیے اس کو ذرا جلدی گھر لے آنا۔

اس نے کہا: ہاں امی! میں جلدی گھر لے آؤں گا۔

چنانچہ اگلے دن اس دلہن کو اس کے خاوند نے موٹر سائیکل پر بٹھایا اور صبح آٹھ بجے سے پندرہ منٹ پہلے ہمارے گھر پہنچا دیا، چونکہ مدرسہ گھر کے بالکل قریب ہے، اس لیے گھر میں میری اہلیہ نے اس بچی کا یونیفارم دھلوا کر اِستری کروا کر رکھ دیا تھا۔ وہ دلہن آئی اور سیدھا کمرے میں چلی گئی، وہاں جا کر اس نے اپنے زیورات اور دلہن والے کپڑے اُتارے اور مدرسے کا سفید یونیفارم پہن لیا۔ پھر وہ سفید کپڑے پہن کر اپنی رول نمبر کی پرچی لے کر جامعہ میں آ گئی اور وہاں بیٹھ کر اس نے پرچہ دیا۔ پرچہ دینے کے بعد وہ دوبارہ اسی کمرے میں آئی اور اس نے وہ کپڑے اُتارے اور دلہن والے کپڑے پہن کر میک اَپ کر کے دلہن کی طرح تیار ہو گئی، پھر اس کا شوہر اس کو لے کر واپس چلا گیا۔

اس طرح شادی کے ابتدائی دنوں میں اس بچی نے وفاق کا امتحان دیا اور اللہ کی شان دیکھیں کہ جب رزلٹ آیا تو اسی فیصد سے زیادہ نمبر لے کر وہ پاس ہو گئی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ بچیاں اگر اپنے دل میں کوئی ارادہ کر لیتی ہیں تو اللہ نے ان کو اتنی ہمت دی ہوتی ہے کہ یہ اس کو پورا کر گزرتی ہیں۔

اس لیے دین کا علم حاصل کرنے کے لیے جتنی محنت کرنی پڑے، جتنی قربانی دینی پڑے، دینی چاہیے اور اس علم کا نور اپنے سینے میں اُتارنا چاہیے۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ بچیوں کا دین کی طرف رجحان:

آج کل تو یونیورسٹی کی بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ بچیاں بھی دین کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ چنانچہ اب ایف-اے، بی-اے کی تو اب ہم کوئی بات ہی نہیں کرتے، ہمارے مدارس میں کوئی ایم-اے ہوتا ہے اور کوئی ڈبل ایم-اے ہوتا ہے۔ بعض بچیاں انجینئر ہوتی ہیں اور بعض بچیاں ڈاکٹر ہوتی ہیں۔ کچھ بچیاں فائنانس میں پڑھی ہوتی ہیں اور وہ پھر عالمہ بننے کے لیے آتی ہیں۔

اب آپ دیکھیں کہ پچھلے سال میں وفاق المدارس کا جو امتحان ہوا ہے اُس میں تیرہ سو میڈیکل ڈاکٹر بچیوں نے بخاری شریف کا امتحان دیا۔ الحمدللہ! ثم الحمدللہ! یہ اللہ رب العزت کی رحمت ہے اور مہربانی ہے کہ خواتین کے اندر دین کا ایسا جذبہ بیدار ہو گیا ہے کہ وہ دنیا کا علم بھی پڑھ رہی ہیں اور ساتھ ساتھ دین کا علم بھی پڑھ رہی ہیں۔

چنانچہ ہماری ایک بچی جس کا نام ڈاکٹر کومل تھا، اُس نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے امتحان پاس کیا اور ہر سال وہ کالج کے اندر ٹاپ (سب سے نمایاں کامیابی) کرتی رہی، حتیٰ کی آخری سال بھی اس نے ٹاپ کیا۔ اور جب مدرسے کا سالانہ جلسہ ہوا تو اس کو پرنسپل نے اسٹیج پر بلایا اور کہا کہ یہ وہ بچی ہے جو میڈیکل کی تعلیم کے دوران اس وقت تک بیس گولڈ میڈل لے چکی ہے۔ کیا مزے کی بات ہے کہ میڈیکل کی تعلیم میں بھی اس

بچی نے بیس گولڈ میڈل حاصل کیے! اور پھر پرنسپل نے کہا کہ اکیسواں گولڈ میڈل دینے کے لیے میں اس کو اسٹیج پر بلا رہی ہوں۔ اور یہ وہ سال تھا کہ جب اس نے ہمارے مدرسے میں بخاری شریف میں بھی ٹاپ (سب سے نمایاں کامیابی) کیا تھا۔

تو ایسی بچیاں جو یونیورسٹیوں میں بھی گولڈ میڈل حاصل کریں اور مدارس میں بھی گولڈ میڈل حاصل کریں، ہمیں اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اُن کو گولڈ میڈل ہی عطا فرمائیں گے۔

ہماری ایک بچی ہے، جو ہارورڈ یونیورسٹی سے پڑھی ہوئی ہے اور ایم ڈی۔ پی ایچ ڈی ہے۔ اول تو ایم ڈی۔ پی ایچ ڈی سن کر ہی بندہ حیران ہو جاتا ہے کہ کتنی اعلیٰ تعلیم یافتہ بچی ہے۔ اس نے بھی اس سال عالمہ کے کورس میں داخلہ لے لیا اور اب وہ الحمدللہ! آئندہ دو تین سالوں میں عالمہ بھی بن جائے گی۔ اب کوئی ایم ڈی۔ پی ایچ ڈی ہو اور عالمہ بھی ہو اور پھر وہ دین کا کام کرے تو اس کے دین کے کام میں کتنی برکت ہو گی!

تو الحمدللہ کہ آج کے دور میں اللہ رب العزت نے دین اسلام کی تقویت کے لیے یہ ایک نیا سلسلہ ایسا شروع کروا دیا ہے کہ جس کی وجہ سے بچیاں دنیا کا علم بھی حاصل کر رہی ہیں اور ساتھ ساتھ دین کا علم بھی حاصل کر رہی ہیں اور خوب دین کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

طالبات کے لیے چند مفید باتیں:

جو بچی طالبہ ہو اس کو چاہیے کہ وہ چند باتوں کا بہت خیال رکھے:

......سب سے پہلی بات یہ کہ اس کو چاہیے کہ وہ اپنی دوستی اپنی والدہ سے کرے، اپنی بہنوں سے کرے یا پھر کتابوں سے کرے۔ یونیورسٹی کی لڑکیوں کے ساتھ دوستی انتہائی خطرناک ہوتی ہے اور یہیں سے شیطان کو راستہ مل جاتا ہے۔

❀.....اگر وہ پڑھنا چاہتی ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس طرح سے پڑھے کہ پڑھنے کے بعد آگے پڑھا سکے۔

"Knowing is being able to teach it."

یعنی پڑھنا اس کو کہتے ہیں کہ بندے کو اتنی سمجھ آجائے کہ اگر وہ کسی اور کو سمجھانا چاہے تو سمجھا سکے۔

❀.....ایک سائنسی تحقیق ہے، جسے Forty Eight Hour Rule (اڑتالیس گھنٹے کا اصول) کہتے ہیں، کہ انسان کو جب بھی کوئی معلومات ملتی ہیں تو وہ اس کے ROM (عارضی یادداشت کا خانہ) میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ معلومات اڑتالیس گھنٹے تک اس کے ROM (عارضی یادداشت) میں رہتی ہیں۔ اگر اس دوران ان کو دُہرا لیا جائے تو یہ ROM (عارضی یادداشت کے خانے) سے RAM (مستقل یادداشت کے خانے) میں منتقل ہو جاتی ہیں اور اس کی یادداشت کا مستقل حصہ بن جاتی ہیں۔ تو اس اصول کے مطابق بچی جو کچھ روزانہ پڑھے اُس کو اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر دُہرائے اور یاد کرے، تا کہ وہ اس کی مستقل یادداشت کا حصہ بن جائے۔

❀.....پھر جو کچھ پڑھا جائے ہم جماعت بچیوں کے سامنے اس کو بیان کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارے مدارس کے اندر ایک تکرار کا عمل ہے، جو بہت ہی فائدہ مند ہے۔ کہا جاتا ہے:

''لِكُلِّ شَيْءٍ بَابٌ وَ بَابُ الْعِلْمِ التَّكْرَارُ.''

''ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور علم کا دروزہ تکرار ہے۔''

چنانچہ مدارس میں جو بچیاں پڑھتی ہیں وہ پڑھنے کے بعد ہم جماعت بچیوں کے ساتھ بیٹھ

کر تکرار کرتی ہیں۔ تو اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ بچی جو پڑھے وہ روزانہ کسی دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر تکرار کرلے تو اس سے اس کے علم میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

❁......اگر کوئی سوال ذہن میں ہو تو فوراً پوچھنا چاہیے۔ سوال پوچھنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((حُسْنُ السُّوَالِ نِصفُ الْعِلْمِ.)) [المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث: ۶۷۴۴]

''اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے۔''

❁......یہ بھی یاد رکھیں کہ:

"Don't multi task while studying."

بچوں میں ایک بڑی خراب عادت یہ ہوتی ہے کہ پڑھنے کے دوران وہ ایک وقت میں دو دو کام کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ملٹی ٹاسکنگ پڑھنے کے لیے بہت نقصان دہ ہوتی ہے۔ چنانچہ پڑھنے کے دوران موبائل فون، انٹرنیٹ یا کوئی اور اس طرح کی چیز کا استعمال ہرگز نہ کریں، کوئی بھی کام ساتھ مت کریں۔ کئی بچیوں کو عادت ہوتی ہے کہ گھر میں ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر پڑھتی ہیں، تو ایسی بچیوں کی پڑھائی اچھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ڈرائیونگ کے وقت بھی فون کا استعمال اچھا نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے بچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

"Effect of Multi Tasking on a student is always negative."

''ایک وقت میں کئی کام کرنے کے اثرات ہمیشہ برے ہوتے ہیں۔''

❁......اگلی بات:

"Sleep well,think well."

''اچھی نیند سوئیں اور اچھا سوچیں۔''
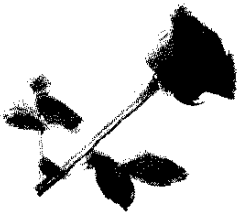
جب آپ کی نیند اچھی ہوگی تو آپ کی سوچ بھی بہت کام کرے گی۔ چنانچہ یونیورسٹیوں میں ریسرچ کی گئی ہے کہ اگر کوئی بندہ ایک رات نہ سوئے تو اس سے اس کی تیس فیصد یادداشت متاثر ہوتی ہے۔ بعض بچیاں امتحانوں کے دنوں میں پوری رات جاگتی رہتی ہیں اور سوتی نہیں ہیں۔ تو یہ جب پرچہ حل کرنے کے لیے کمرۂ امتحان میں جاتی ہیں تو پیپر کے دوران انہیں نیند آرہی ہوتی ہے۔ اور اگر نیند نہ بھی آئے تب بھی ان کی یادداشت کا تیس فیصد حصہ ان کے پاس نہیں ہوتا، تو اس کا نقصان ہی ہوتا ہے۔

"Sleep helps neurons in brain that impress long term memory."

''اچھی نیند دماغی خلیوں کی اچھی نشوونما میں مدد کرتی ہے، جس سے یادداشت اچھی ہوتی ہے۔''

چنانچہ اگر نیند اچھی ہو تو انسان کی یادداشت زیادہ بہتر ہو جاتی ہے۔

❀.....طالب علم کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ:

"Taking breaks de-stresses the mind."

کہ پڑھنے کے دوران اگر ایک دو منٹ کا وقفہ لے لیا جائے تو اس سے انسان کا ذہنی دباؤ کم ہو جاتا ہے، مثلاً: درمیان میں نماز پڑھ لی یا اُٹھ کر وضو کر لیا تو اس قسم کے چھوٹے چھوٹے وقفے لے لینے سے انسان تروتازہ ہو جاتا ہے۔

❀.....پھر

"Repeat to remember."

''یاد رکھنے کے لیے بار بار دُہرائی کرتے رہیں۔''

جب آپ کسی چیز کو بار بار دُہرائیں گی تو وہ آپ کی یادداشت کا مستقل طور پر حصہ بن جائے گی۔ ریسرچ بتاتی ہے کہ:

"Ninety percent of what we learn in class is forgotten in first thirty days if we don't repeat it."

''کلاس میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے اگر اس کو بار بار نہ دُہرایا جائے تو نوے فیصد حصہ پہلے تیس دنوں میں ہم بھول جاتے ہیں۔''

❁......پھر یاد رکھیں کہ:

"Eat a healthy diet."

''اچھا کھانا کھانا چاہیے۔''

❁......پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ:

"Avoid clutter during study."

''پڑھائی کے دوران بے ترتیبی نہ پھیلائیں۔''

بچوں اور بچیوں کی عادت ہوتی ہے کہ ان کے کمرے کو جا کر دیکھیں تو کہیں کتابیں پڑی ہوتی ہیں، کہیں سامان پڑا ہوتا ہے۔ پورا کمرہ کچرے کا ڈھیر بنا ہوا ہوتا ہے۔ طالب علم کو اپنے کمرے کو گندا نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ اس کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ جب چیزیں رکھنی ہوں تو اُن کو ترتیب سے، سنوار کے رکھنا اچھی عادت ہوتی ہے۔

❁......پھر

"Make list of things to do with time."

یعنی جو کام کرنے ہوتے ہیں اُن کو اگر زبانی یاد کریں گے تو کچھ کرلیں گے اور کچھ رہ جائیں گے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک فہرست بنالی جائے اور پھر اس پر نشان لگاتی رہیں کہ یہ کام میں نے کرلیے ہیں اور یہ رہ گئے ہیں۔

❁......پھر طالب علم کو چاہیے کہ اپنی مختلف چیزوں کے لیے الگ الگ فولڈر (فائلیں)

بنائے۔ فولڈرز الگ الگ ہونے سے طالب علم کا کام کافی آسان ہو جاتا ہے۔ اس کی چیزیں ترتیب سے رہتی ہیں اور آپس میں گڈ مڈ نہیں ہوتیں، ورنہ ایک چیز کو ڈھونڈنے کے لیے وہ ساری چیزوں کو اُلٹ پلٹ کر دیتے ہیں۔

یہ وہ باتیں ہیں جو کسی بھی طالبہ کو کام آسکتی ہیں اور اس سے اس کی تعلیم میں فائدہ ہو سکتا ہے۔ پھر تعلیم حاصل کر کے اللہ سے دعا بھی مانگیں کہ اے اللہ! اس علم کا نور میرے سینے میں اُتار دیجیے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ سینے میں نور اُتار دیتے ہیں تو پھر انسان علم کے نور سے فائدہ اُٹھانے والا بن جاتا ہے۔

اللہ کی مقبول بندیاں:

ماضی میں ایسی ایسی خواتین بھی گزری ہیں کہ جو قرآن وحدیث کا علم رکھتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی بہت مقبول بندیوں میں شامل تھیں، عبادت گزار تھیں اور وقت کے بڑے بڑے علماء اُن سے اپنے لیے دعائیں کروایا کرتے تھے۔

چنانچہ بی بی آمنہ رملیہ رحمۃ اللہ علیہا ایک مرتبہ بیمار تھیں، تو اُن کی عیادت کے لیے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے۔ جب یہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس خاتون سے کہا کہ میری مغفرت کی دعا کر دیجیے۔ چنانچہ اس خاتون نے سب کے لیے بخشش کی دعا کر دی۔

ذرا غور کیجیے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا علمی اعتبار سے کیا رتبہ تھا! اتنے بلند رتبے پر فائز شخصیت بھی اُس خاتون سے دُعا کروا رہی ہے......!!

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگلے دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میری گود میں

ایک چھوٹی سی پرچی آکر گری۔ میں نے اس کو جب اٹھایا تو لکھا ہوا تھا: ہم نے تمہاری بخشش بھی کردی اور اگر ہم چاہتے تو تمہارے لیے اور بھی بہت کچھ کر سکتے تھے۔

اللہ کی ایسی بھی نیک بندیاں ہوتی ہیں کہ جن کی دعائیں اس طرح قبول ہوتی ہیں کہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دعا تو میں نے قبول کر لی، اس کے علاوہ بھی اگر کچھ ہوتا تو میں وہ بھی قبول کر لیتا۔

حرفِ آخر:

تو بچی جب طالبہ ہو تو اُس کو چاہیے کہ بہترین طالبہ بنے اور زندگی بھر اپنے آپ کو علم حاصل کرنے میں مصروف رکھے، تاکہ علم کے نور سے اس کا سینہ منور ہو جائے اور یہ علم کا نور اس کو پوری زندگی کام آئے۔

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾
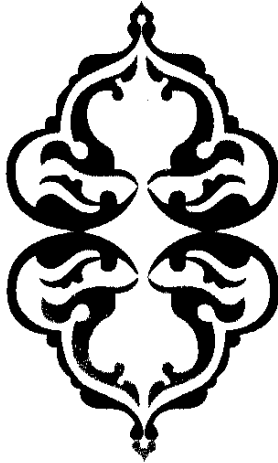
SOME VALUABLE BOOKS OF HAZRAT MAULANA PEER ZULFIQAR AHMAD NAQSHBANDI MUJADDIDI(D.B.)

BOOKS IN ENGLISH

- THE BUDDING ROSE
- BE COURTEOUS BE BLESSED
- CONNECTION OF DIVINITY
- DU'A (THE ESSENCE OF WORSHIP)
- HOW GREAT IS THE MAGNINIMITY OF OUR LORD
- LOVE FOR ALLAH
- LOVE FOR THE MASSENGER (P.B.U.H)
- NURTURING THE BUDDING ROSE
- OCEAN OF WISDOM
- POTION FOR THE HEARTS
- THE BENEFACTORS OF ISLAM
- THE CONQUEROR OF HEARTS
- TRAVELLING ACROSS CENTRAL ASIA
- UNBLEMISHED YOUTH
- WISDOM FOR THE SEEKER
- ACCOMPLISHMENTS OF MUSLIM WOMEN

مکتبۃ الفقیر کی زندگیوں کو سنوارنے والی روشن کتابیں

خوشگوار رہنے کے لئے دلچسپ اور سبق آموز سفرنامے

1. لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند
2. آزاد ریاستوں کے چشم دید حالات
3. سفرنامہ کوہ طور
4. دلوں کے فاتح (سفرنامہ ترکی)

پُرتاثیر، عام فہم اصلاحی بیانات کا مجموعہ بالخصوص علماء کرام اور طلباء عظام کے لئے نادر تحفہ

1. خطبات فقیر 44 جلدیں
2. خطبات ہند 2 جلدیں
3. اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات 4 جلدیں
4. پا جا سراغ زندگی
5. مجالسِ فقیر 9 جلدیں
6. دوائے دل
7. سکونِ دل
8. انمول حدیث

منارہ نور شخصیات کے حالات زندگی اور تعلیمات پر مبنی ایمان کو جلا بخشنے والی انمول کتب

1. حیاتِ حبیب رحمۃ اللہ علیہ
2. حضرت جی کے دلچسپ واقعات 2 جلدیں
3. مجموعہ رسائل (حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ)
4. مجموعہ رسائل (حضرت خواجہ عبدالخالق غجوانی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ)
5. حالاتِ فقیر
6. اندازِ تربیت 3 جلدیں

اخلاقی تربیت کرنے والی اور حسن معاشرت سکھانے والی عام فہم بہترین کتب

1. مکارم اخلاق
2. پرورش اولاد کے بہترین اصول
3. باادب بانصیب
4. ادبی تربیت کے سنہری اصول 2 جلدیں
5. حیاء اور پاکدامنی
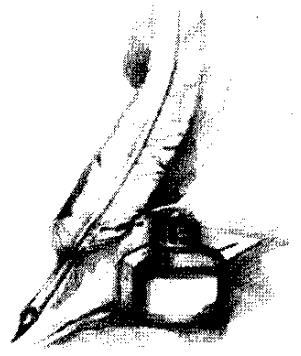
مثالی عورت

یہ کتاب آپ کو بہترین راہنمائی مہیا کر سکتی ہے کہ آپ

ایک مثالی طالبہ کیسے بن سکتی ہیں؟

ایک مثالی بیٹی کیسے بن سکتی ہیں؟

ایک مثالی بہن کیسے بن سکتی ہیں؟

ایک مثالی ماں کیسے بن سکتی ہیں؟

ایک مثالی بیوی کیسے بن سکتی ہیں؟

اور

ایک مثالی ساس کیسے بن سکتی ہیں؟